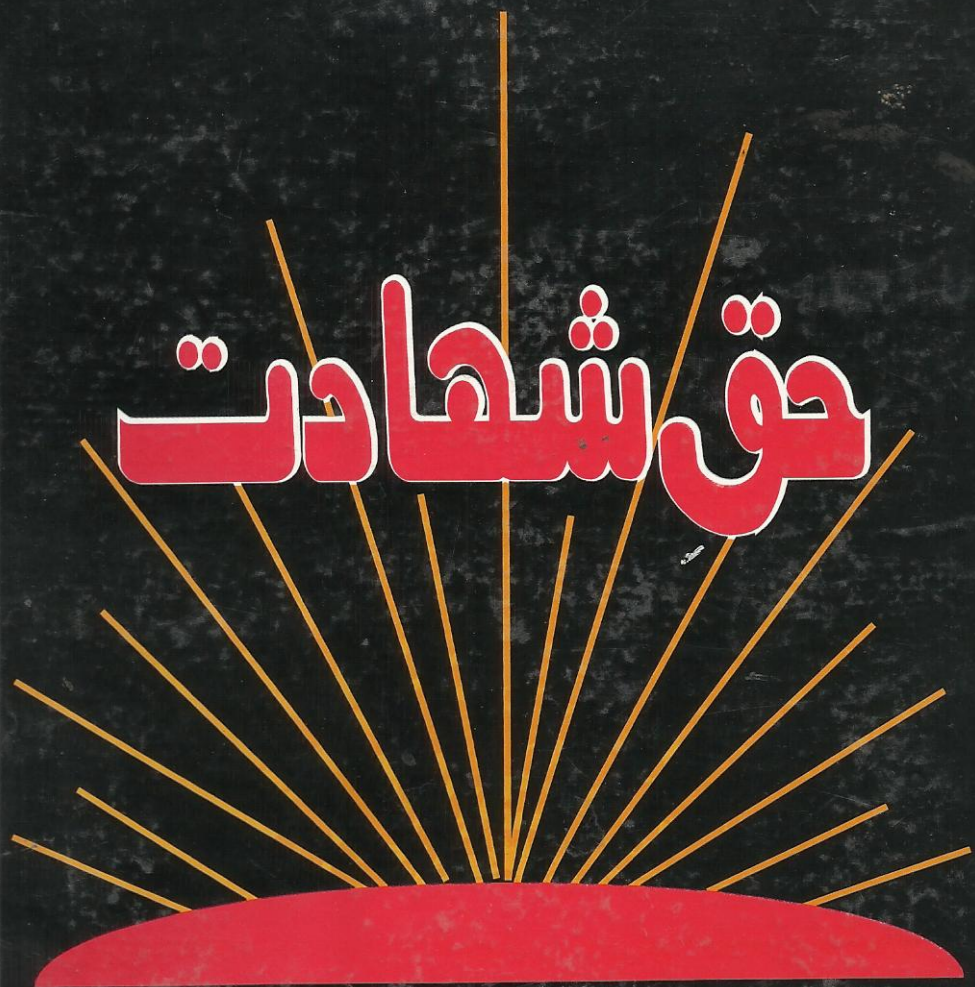


حق شهادت



مکتبہ اہل بیت علیہم السلام

حق شہادت



سید سیکندر حیدر آبادی پاکستان

مصنفہ: مسز ز: سید دلدار علی خان

”جملہ حقوق بہ حق ناشر محفوظ ہیں“

میری اجازت ہے کہ یہ کتاب یا اس کا کچھ حصہ مومنین چھاپ سکتے ہیں، اور اس کا اجر و ثواب میرے والد سید محمد موسیٰ رضا کاظمی مرحوم، شوہر ڈاکٹر سید دلدار علی خان مرحوم کیلئے ہدیہ فرمائیں۔ خداوند عالم اعلیٰ اربوں کو اعلانِ نبیج جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین آمین

ناشر: _____ سر سید دلدار علی خان (۱۹۶۲)
 تاریخ اشاعت: _____ یکم محرم الحرام ۱۴۲۳ھ بمطابق سنہ ۲۰۰۲ء
 مطبع: _____ اسٹار پرنٹرز سید سہیل رضا، ناظم آباد بیکر محل امیریا کراچی
 کتابت: _____ مسٹر عابد حسین رضوی، نساب
 قیمت: _____ صدیہ امام بارگاہ، دو درود محمد وآل محمد

تصدیقِ صحتِ متنِ آیات

”کتابِ حوقِ شہادت“

میں نے ”کتابِ حوقِ شہادت“ میں آیاتِ قرآنِ عظیم کو نیک نیت و ایماندارگی حروفِ بحرف پڑھا، اور پورے غور و فکر سے لکھا، میں تصدیق کرتا ہوں کہ ان آیات کے متن میں کوئی کمی و بیشی اور کتابت میں کوئی دانستہ یا نادانستہ غلطی نہیں ہے؛ انشاء اللہ تعالیٰ

سید عابد حسین رضوی، نساب و کاتبِ کتبہ

پتہ: مکان B-۱۰ روئیدانگر مقابل جامع مسجد بلاک ۵، ناظم آباد کراچی

غَفَرَ اللَّهُ تَعَالَى لَهُ وَلِوَالِدَيْهِمَا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ
 يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ

تعارف

۷ محرم انیس سو ستاون ۱۹۵۷ء کی صبح میری چار سال کی بچی بلقیس فاطمہ مجھے بے حال چھوڑ گئی۔ بارہ تاریخ مولا کے سوگم کی مجلس کیلئے اپنے غریب خانہ پر صف ماتم پچھائی، تاکہ شہزادی کو نبین کے عمامہ و الم کے سامنے میرے غم کی کوئی اہمیت نہ رہے۔ دل کو سہارا ملا۔

پہلی مجلس ہمارے عزیز افتخار مرحوم نے پڑھی دوسری مجلس سے خطاب آل رضا صاحب مرحوم نے کیا۔ یہ ہمارے لئے بڑا شرف تھا اور اب بھی ہے۔

پچھری سال تک ہمارے محترم بزرگ مولانا محمد مصطفیٰ صاحب چہرے خطاب فرمایا، جن کا مقام علم و عمل، زہد و تقویٰ میں جس قدر بلند ہے وہ روز روشن کی طرح سب پر عیاں ہے۔

انہوں نے انکی صحت کمزور ہو گئی، اس مجلس کی خطابت کے لئے قدرت نے محنت مہم شاداں کو ہلوی صاحب کا انتخاب کیا، بجا طور پر شاداں صاحب کا جذبہ عقیدت و وحدت، اور انکی بصیرت و فکر و کلام میں حسب مراتب حسب حال الفاظ کا چناؤ، اسکا حقدار ہے کہ بارگاہ امامت، خود انکا انتخاب کرے۔

غریب خانہ پرنسبر رٹول سے انکی خطابت ہمارے لئے باعث شرف اور باعث شکر ہے۔

جب شاداں صاحب زریب منبر ہونے والے تھے ڈاکٹر صاحب

ب

سید دلدار علی خاں مرحوم نے مجھ سے کہا کہ ایک چھوٹی سی مجلس لکھکر میں ابراہیمؑ کو پیش خوانی کیلئے دیدوں اگرچہ شادی کے بعد گھر بیوا اور خانہ غلامانی ذمہ دار ہوں گی وجہ سے پڑھنے کا سلسلہ ہی ختم ہو چکا تھا، لکھنا تو گجا، خود ڈاکٹر صاحب کی ادبی صلاحیت اُنکی تشخیص کی ہم پلہ تھی، پھر بھی اصرار تھا کہ میں لکھوں۔

یوں پہلی مجلس (امامت منصوص من اللہ) لکھی گئی۔ یہ پیش خوانی تھامے منجھلے لڑکے ابراہیمؑ نے آٹھ سال کے سن اور ایک سو چار ہمارے عالم میں پڑھی، کئی سالوں کی پیش خوانی کے بعد انہیں احساس ہوا تحریر کے اور صفوں کے ساتھ لکے سن اور قد کا بھی اضافہ ہوا ہے۔ اب وہ ہیکول سے آگے بڑھ چکے ہیں، تو اپنے والد سے اجازت لی، اور اپنے چھوٹے بھائی سید اقتدار علی کو پیش خوانی کی تاکید کی، خوش قسمتی سے اقتدار سلمہ نہی تحریر کے ساتھ پیش خوانی کے شرف سے فیضیاب ہوتے رہے۔ افسوس یہ سلسلہ جاری نہیں رہ سکا، ہم بے آسرا ہو گئے۔ ڈاکٹر صاحب ہمیں چھوڑ گئے۔ ڈاکٹر صاحب کیلئے کیا لکھوں؟ وہ قرآن ثانی نہج البلاغہ کے شاگرد تھے، کونسا علم ایسا ہے جو مولائے کائنات حضرت امیر المؤمنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام نے نہج البلاغہ کو عطا نہیں فرمایا؟

ڈاکٹر صاحب اسی نہج البلاغہ کے شاگرد تھے۔ وہ اپنی زُجر اپنے عمل کو دنیاوی مصروفیات کے باوجود حتی الامکان اسی ہدایت کے زیر سایہ رکھنے کی سعی کرتے رہے۔ ان مجالس میں جہاں جہاں سائینس کا گزر ہے وہ انکی ہی فکر کا نتیجہ ہے؛ جب بھی آواز کے ساتھ میں نے تلاوت کی مجھے روک لیتے اور کہتے "پہلے اس آیت پر غور کرو، وہ آیت کو سائینس کی روشنی میں بلکہ یوں کہنا چاہیے سائینس کو قرآن کی تجلی میں دیکھتے۔ اور

ثابت کر دیتے کہ چودہ سو برس قبل جو قرآن حکیم نے کہہ دیا ابھی زمانہ اس حد سے ایک اینچ آگے نہیں بڑھا ہے۔ جیسے (قسم بے ستاروں کی اور ان کے منازل کی جو تم سمجھو تو، یہ بہت بڑی قسم ہے) سورۃ واقعہ۔ یا تم زمین کی حد سے نہیں نکل سکتے جب تک اس پر غلبہ نہ پالو (سورۃ الرحمن)۔

مجھے سائنس قرآن کی روشنی میں سمجھاتے اور کہتے ”یہ بھی لکھو یہ بھی لکھو“ پھر وہ تین فروری قیامت کی شب! جب لب پر یہ دعا تھی:
یا اللہ میری موت کو میرے لئے آسان کرنے سے دعا کی قبولیت ایسی کہ چند لمحوں میں ہم کچھ بھی نہ ہے۔ میں سب کچھ بھول گئی مجھے کچھ بھی یاد نہ رہا، میرا حافظہ ختم ہو گیا، میری قوت ختم ہو گئی، ہر سواند صیرا اور میں!

میرے بچے غم لہو کی طرح جتنا گیا زندگی تھی مگر ترتیب نہیں تھی۔ اور اسی لئے آخری مجلس کے بعد اب تک کچھ لکھ نہ سکی، کئی سال گزر گئے میری فکر، میری تحریر پیش خوانی کے مشرف سے محروم ہی رہی، پھر مجبوراً وہ وقت بھی آیا جب بچوں کی لازمی ضرورت میری بیداری کا سبب بنتی گئی۔ خداوند عالم کا ہزار ہزار شکر فرائض بحسن و خوبی ادا ہو گئے۔ دیر ہو گئی۔ بچوں اور بھائیوں کے اصرار پر ساری مجالس کو یکجا کیا، یادگار کے طور پر اشاعت کا خیال آیا۔ کتا بت میرا عبد حسین صاحب نے کی محترم عابد صاحب کا اصرار ہے کہ حسب روایت اس مجموعہ کا تعارف بھی ہونا چاہیے۔

میں تعارف کیا لکھواؤں اور اگر لکھوں تو کیا لکھوں، جہاں جہاں مجلس برپا ہوتی ہے اور انشاء اللہ، قیامت ہوتی رہینگے، ہر تحریر ہر تقریر کا تعارف خود امام عالی مقام حسین ابن علیؑ جنکی اہمیت میں نہیں بلکہ اہمیت امام کی گواہی خود نبوت نے دی ہے جسٹین صلی علیہ وآلہ وسلم (الحسنین)

حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں اس قول رسالت کے باوجود زمانہ
جلی عظمت عظیم کو اب تک نہ سمجھ سکا ہے۔ مگر تو کچھ بھی مسلمانوں کے کوتاہ دامن
میں ہے، اسی جگر گوشہ ہوں اسی کرب و بلا کی عطا ہے۔ تھوڑا سا شعور تھوڑی
سہی فکر، ناتواں سہی کوشش، اخلاق اور سال کے ایک دو مہینے پابند شریعت
ہونے کی کوشش میں روزہ نماز کی پابندی، اگر کربلا برپا نہ ہوتی تو،
استنا بھی نہ ہوتا۔

مجلس نام ہے حسینؑ کی قربانیوں کا۔ وہ امام وقت۔ وہ حسینؑ ابن علیؑ
بنکے استقبال کو پہلے انبیاء آئے، خانہ کعبہ تعمیر ہوا، حضرت ابراہیمؑ نے
خواب دیکھا، آنکھوں پر بٹی بانڈھی، حضرت اسماعیلؑ حکم خدا کی بجا آوری
میں سر بسجود ہو گئے، نذالے تق آئی، بیشک ابراہیمؑ تم نے خواب کو
سچ کر دکھایا، مگر سر عرش قدرت کا گوہر مقصود کوئی اور ہے:
وَقَدْ يَمْنًا بِذِي جَبِّ عَظِيمٍ۔

اگر کربلا برپا نہ ہوتی حسینؑ ابن علیؑ اور ان کے رفقاء زبردخت بنی کھلی کھلی
سے شہادتِ حق نہ دیتے تو آج اسلام کہاں ہوتا، شریعت کسکی پناہ میں
ہوتی، زمانہ کوتاہی بے راہ، ہوتی کی ایک راہ ہے، حق و باطل کا فرق
ہی مجلس حسینؑ علیہ السلام ہے۔ میری دعا ہے کہ حق کی راہ پر چلنے والے
واقفِ حق گو اور حق پرست ہوں۔ اعلانِ حق بغیر عمل کچھ بھی نہیں۔

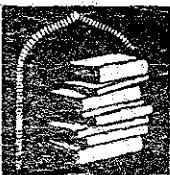
میں نے اب تک اپنے والد محترم کا ذکر نہیں کیا ہے، سید مومنؑ رضا
کاظمیؑ، جنکے قلم نے میرے قلم کو لکھنا سکھا یا، جنکی فکر نے میری فکر
کی پرورش کی، جنکے عمل کی سچائی نے مجھے سچائی کی طاقت بخشی جو بڑے
عہدے پر فائز ہونے کے باوجود بوریائشیں تھے۔ وہ عظیم ہستی

جتنی تعزیت علامہ جمیل مظہرؒ ہی مرحوم نے ان الفاظ اور اس فکر کیساتھ
کی ہے: (ہماری شفیق ماموں)

تا بابِ غلہ گرچہ نظر انکے ساتھ تھی۔ آگے نہ بڑھ سکی نگہ منزلت شناس

میرے والد کا آبائی وطن صوبہ بہار (ہندوستان) کی ایک بستی
علی نگر پالی ہے جو سادات کی بستی ہے، جہاں باہر سے کبھی ڈاکر نہیں
بلائے گئے، ڈاکری ہوتی اور بڑی شان و شوکت کیساتھ ہوتی،
مراچی، انیس، انیس کے رنگ و ڈھنگ سے پڑھنے کی کوشش ہوتی
محرّم کے ختم ہوتے ہی ریاضت شروع ہو جاتی، چھوٹے چھوٹے
بچے نو باغی یاد کرتے، کچھ بڑے سچے سلام انیس و دبیر سمجھتے
اور سمجھانے جاتے، یاد کرتے، بڑے سچے ڈاکری کی کوشش میں مرثیہ
کی مشق کرتے، پھر محرّم آجاتا، پالی میں کربلا سچ جاتی، ماتم کی آواز سے
دل سینوں میں لڑنے لگتے۔

بارگاہ امامت میں میری دعا ہے، میرے بچوں کی پیش خوانی
کیلئے پڑھی ہوئی مجلس پڑھی جائے۔ یہ کوئی ادبی شہبہ پارہ نہیں
کوئی تاریخی سلسلہ نہیں، کسی حق کیساتھ ناحق کا تذکرہ نہیں۔ بس کربلا
ہی کربلا ہے۔ زمیں سے تا آسماں کربلا ہی کربلا



انتساب

بٹائے ہاتھ سب نے کشتی امت کے کھینے میں
 ردائے نینب کی کام آئی بھنور میں بادیاں ہو کر
 (نذیر حسین جمیلی مرحوم)

یا ارحم الراحمین! میں ناپجز اپنی اس سعی کا ثواب

ڈاکٹر سید دلدار علی خان مرحوم کے نام منسوب کرتی ہوں، جو

اب تیرے جوار رحمت میں، تیرے کرم کے امیدوار ہیں،

خداوندہ! بتفضل محمد و آل محمد لہد

اسی غمِ حسرت؟ مظلوم کے صدقے ہیں انبیاء و اوصیاء کو

راحت و چین عطا فرما آمین ثم آمین بحسب محمد و آلہ الطاہرین علیہم السلام

خدمت گزار مسرور سید دلدار علی خان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی
سَيِّدِ الْاَنْبِیاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ مُحَمَّدَنِ الْمُصْطَفٰی وَآلِهِ الطَّیْبِیْنَ الطَّاهِرِیْنَ
الْمَعْصُوْمِیْنَ ۝ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی فِی كِتَابِ الْحِجْدِ
وَقَدْ قَانِهَ الْحَمِیْدُ وَقَوْلُهُ الْحَقُّ ۝

پروردگار عالم نے سورۃ الدھر میں ہدایت کی، اِنْ هٰذِهِ تَذْكِرَةٌ فَمَنْ
شَاءَ اتَّخَذْ اِلٰی رَبِّهِ سَبِيْلًا

یہ قرآن سراسر نصیحت ہے جو چاہے اپنے پروردگار کی راہ لے۔

”قرآن کی اس ہدایت کے باوجود، فریاد ہے اسلام کی مسلمانوں سے جنکے
مختلف جہڑوں نے فرقے بنائے، جنکی خود پسندی نے اپنی قیادت کیلئے اپنی
رضا و رغبت اور اپنے مفاد کو قرآن مجید کے خلاف اہمیت دی جنکی کوتاہ
نگاہی نے اسلام کو اپنے اپنے زاویہ نگاہ سے دیکھا اور ہمیشہ ایک دوسرے
سے دست و گریبان ہے۔ اس صورت حال سے فائدہ اٹھانے والے
اپنی تہ جسارت کو بڑھاتے ہی لے ہے“

اسلام اور اسکے حکم قطعی پر جو آج اعتراض ہو رہے ہیں، اور ذات رسالت
پر جس طرح جسارت کا ثبوت پیش نظر ہے۔ اسلام کہتا ہے بالیقین یہ وقت
جہاد بالقلم کا ہے، جہاد بالعلم کا ہے۔

فرقے میں بٹے ہوئے مسلمان اسکا جواب کیا دے سکتے ہیں علمی
اضمحلال نے مسلمانوں کو مرنگوں کر رکھا ہے۔ علمی اضمحلال کا باعث وہ در
ہے جس پر مسلمانوں نے دستک ہی نہ دی، اور اس در سے جو بھی جدا
بلند ہوئی اس کو نہ خود دسنا نہ کسی کو سننے دیا“

لیکن اس زمانے کا علم جسے سائنس کہتے ہیں۔ اسکی درسگاہیں اپنی تحقیق سے

مسلمانوں کو آراستہ کرتی ہیں اور وہ فی زمانہ صاحب علم و دانش کہ جاتے ہیں سائنس نے کہا ابتداء عالم دھواں تھا پھر خلقت کی تخلیق ہوئی۔ لیکن آج سے چودہ سو برس پہلے سورہ دخان کا مفسر علم الہی کے وارث نے اپنے خطبہ میں جن لفظوں میں کائنات کی تخلیق کا مشاہدہ کیا ہے۔ اتنی بڑھتی ہوئی تحقیق سائنس کی ترقی اس مشاہدے سے ایک قدم کم ہے۔ زیادہ نہیں تحقیق اور مشاہدہ کا فرق آپ کے پیش نظر ہے۔ اور یہ فرق قبول رسالتاً نے ان دو جہلوں میں واضح کر دیا ہے:

عَلَّمَ عَلِيٌّ خَلْقَ قَوْلِهِ الْقَوْلُ مَعَهُ عِلْمًا

علیٰ حق کیساتھ ہے حق کیساتھ ہے ۛ
یہ کائنات حق ہے، اور حق علیٰ کیساتھ ہے، علیٰ حق کیساتھ ہے

اگر مسلمان اس درجہ سے وابستہ رہتے تو علم کے سارے اہرار و رموز کو اپنی انگشت شہادت سے وا کرتے۔

آج کی مجلس عزائیں سائنس کا ایک دعویٰ نذر در علم ہے۔
سائنس کہتی ہے میٹر کو فنا نہیں لیکن قرآن نے کہا، لَمْ يَكُنْ عَلَيْنَا
فَأَنْ يَبْقَىٰ وَجِبَدَ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ
ہر شے فنا ہو جائیگی سوائے اللہ کے چہرے کے۔

لیکن یورپ کے مفکر نے کہا، قرآن میٹر کی حیات ابدی سے آگاہ نہیں
سائنس نے ثابت کیا کہ ہیریٹر کی ایکائی ایم ہے، اور ہیریٹم کا نفس اسکا مرکز ہے
اور مرکز سے کا وجود اسکی حیات پروٹون اور نیٹرون کی مہموں منت ہے۔

سائنس نے برسوں کی مشقت کے بعد از سر نو اپنی تحقیق کا جائزہ لیا اور
حتمی فیصلہ کر دیا پروٹون کو فنا نہیں ۛ

پروردگار عالم نے قرآن کو دلیل و برہان کیساتھ قلب محمد مصطفیٰ پر نازل کیا ہے۔ کائنات کا زرہ زرہ لپنے خالق کے نور سے روشن ہے۔ اور حکم خدا اپنی راہ حیات سے گذر رہا ہے۔ کائنات کا کوئی علم قرآن کی حد سے باہر نہیں۔ مشیت و واقف ہے کہ علم کو اتنی وسعت ملے گی ایک زمانہ آنیگا جب جمالت بصورت علم قرآن کے مقابل آجائیگی۔ اس لئے خالق کائنات نے کُلِّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ پر ہی اکتفا نہیں کیا۔ ارشاد ہوا: کُلِّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ سائیس کی تحقیق اور اس کا فیصلہ میٹر کو فنا نہیں۔ قرآن اور خالق کُلِّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ، قرآن شاکی ہے اہل اسلام سے، جس نے قرآن کے تدبر کو نہیں سمجھا، جس نے نفس کے مفہوم کو نہ سمجھا، یہ قرآن کا مزاج نہیں کہ آئے دن کے مشاہدے کو، حیات و موت کے طلوع و مغروب کو، دیکھنے والے انسان کو آگاہی دے۔

کُلِّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ۔ یہ قرآن کا تدبر نہیں کہ گھلی حقیقت کو اہرار و رموز بنا کے قرآن کا لقب دیدے۔

سائیس نے کہا میٹر کو فنا نہیں عقل انسانی کی ہزار دلیلیں اور قرآن کی ایک آیت کُلِّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ۔

قرآن کا یہ فیصلہ اور میٹر زندہ رہ جائے، تا ابد زندہ رہ جائے؟

کس نے سوچا کس نے سائیس پر ایمان نہیں لایا؟ سائیس کے مفکروں کا خیال ہے محمد مصطفیٰ کی فصاحت و بلاغت ذہن انسانی کی اعلیٰ مثال سہی۔ لیکن یہ قرآن تو ریت زبور اور انجیل کا عکس ہے۔ لیکن یہ آسمانی کتب نہیں۔

حاضرین مجلس! مفکر وہ کسی مقام کے ہوں وہ یہ قبول جاتے ہیں کہ

وہ صاحب فہم ہیں لیکن خدا خالق فہم وادراک ہے۔ فہم وادراک کی اپنی منفرد راہ ہے عقل و علم کی رفت و حکم خدا کی ظاہر ہے۔ اور ذہن انسانی اسکی گذرگاہ ہے۔ قرآن کا ہر فیصلہ حتمی فیصلہ ہے۔ اور سائنس اپنے ہر فیصلے میں رد و بدل کیلئے قدرت کے سامنے مجبور ہے۔

فی زمانہ در سگا ہوں میں الیکٹرو میگنٹک فورس حاصل مطالعہ میں رفتار وقت کے مطابق سائنس دانوں نے ان طاقتوں کو اپنی لیبارٹریز میں جمع کیا، طاقت کی نرمی اور گرمی کو پرکھا، پھر انھیں آپس میں ملا کر حیرت انگیز وجود میں لے چال دیا، ان دیکھی طاقت پر اثر و المخلوقات کی برتری منشاء مشیت ہے؛

بِالْآخِرِ تَحْقِيقِ اس منزل پر آگئی کہ كَحَلِّ نَفْسٍ ذَائِقَةَ الْمَوْتِ کی آیت کے سامنے سائنس کے حتمی فیصلے اپنی ہی تحقیق سے ٹکرائیں ہو گئے۔

ثابت ہو گیا کہ مادہ کی حیات ابدی کا یقین قرآن مجید سے ناواقفیت کے سوا کچھ نہیں، گو کہ مادہ یعنی پروٹون کی مدت حیات ایک پراکتیس زیر لگا کر پڑھیں بہت طویل ہے۔ لیکن اس کو بھی فنا لازم ہے۔ قرآن نے نفس کو کسی مقام پر رزم کیا ہے، اور ہر مقام پر نفس کا خاص مفہوم ہے۔ لیکن یہی ہے کہ جس نفس سے واسطہ ہے، اس کے لئے قرآن نے کہل یا كَحَلِّ نَفْسٍ ذَائِقَةَ الْمَوْتِ۔

زمانہ واقف ہے کہ عبدالسلام اور ان کے ہم عصر محققین کی تحقیق نے ثابت کر دیا کہ پروٹون جسے کل تک لازوال سمجھے گئے تھے، اس کو بھی راہ فنا سے گذرنا دیکھ کر ماننا پڑتا ہے۔ وہ علم ہمیشہ منزل تشکیک میں ہے جسے قرآن سے واسطہ نہیں، خداوند ذوالجلال کی ہدایت ہے، یہ قرآن تراشہ نصیحت ہے جو

چاہے اپنے پروردگار کی راہ لے، اِنَّ هٰذِکَ تَذٰکِرًا ؕ فَمَنْ شَاءَ اِتَّخِذْ اِلٰی
 سَبِيْلًا ۝ قرآن کو ٹھہر ٹھہر کے غور و فکر کے ساتھ پڑھو، یاد رکھو
 بمنزلہ عبادت ہے۔ قرآن کی درسگاہ کائنات کی لامحدود وسعت ہے۔ اس
 درسگاہ کا ہر طالب علم کائنات کی سچیدہ گتھیوں کو اپنی انگشت شہادت
 سے کھول سکتا ہے۔

دُرُودِ سَلَامِہے آقائے کل مولائے کائنات امیر المؤمنین علی ابن
 ابی طالب علیہ السلام کے لئے جنکے دو جملوں نے قیامت تک باقی رہنے والی دنیا
 اور ہر گزرجانیوالے انسان کو صلاحت کی ہے:

اور ہر گزرجانیوالے انسان کو صلاحت کی ہے:

دنیا کا کام اس طرح کرو جیسے ہمیشہ اس میں رہنا ہے۔ چونکہ تم گذشتہ سے
 پیوست ہو، اور آئندہ تم سے وابستہ ہے۔ اور آخرت کی تیاری اسطرح
 کرو جیسے ابھی چلے جانا ہے، چونکہ جنت تمہارے پاک و پاکیزہ نیک اعمال سے
 وابستہ ہے۔ یوں تو قرآن مجید میں حضرت داؤد علیہ السلام کا ذکر اپنے معجزہ
 کے ساتھ روشن ہے۔ لیکن تم نے کب اس معجزہ کو سانس کا اولین بابا بنا
 پیغمبر خدا کے ہاتھ میں لوہا موم بن جاتا ہے۔ یہ معجزہ دنیا کی ترقی کیلئے ایک
 ہدایت ہے لیکن پیغمبر خدا سے سمجھا کہ لوہے کی نرمی کے بغیر یہ لوہا کارآمد نہیں
 ہو سکتا، اور مشیت کے سامنے مکر بسجود ہو گئے بیشک کائنات کا تو ہی خالق ہے

اور کار دنیا تیری ہدایت کے بغیر ایک قدم آگے نہیں جاسکتی؛

اور کار دنیا تیری ہدایت کے بغیر ایک قدم آگے نہیں جاسکتی؛
 پیغمبروں کے معجزوں میں علم کے خزانے پوشیدہ ہیں، پیغمبروں کے خزانے
 دنیا اور آخرت کے لئے مثال بن گئے آتے رہے، حق کی ہدایت کرتے، جنت کی راہ
 دکھاتے رہے راہ حق میں انکی قربانیاں اپنے وقت پر اہم ہو گئیں، لیکن آنے
 والا زمانہ انکی مصیبتوں کو انکی صعوبتوں کو اپنے احساس کے ساتھ محسوس

رہا، وہ اذیتیں جو خود اپنے جسم و جان کے ساتھ چھوٹی نہ کی جاسکیں، وہ دیکھ کر اور سنکر متاثر ضرور کرتی ہیں لیکن انکا تاثر اپنے سلسلے کے ساتھ قائم نہیں رہتا۔

بعد اسی طرح اللہ اللہ نے اپنی رحمت و محبت کا گوہر مقصود احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ کو آسمان ہدایت پر اس طرح روشن کیا کہ کائنات کا زرہ زرہ اب تک اسی کے نور سے روشن ہے رسالت کا نور حکم خدا۔

وَكَلَّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعَالَمِينَ ۝ وَصْنُ آبَائِهِمْ وَوَدَّيْتُمْ وَأَخْوَانِهِمْ ۝

اس طرح صالح ہے کہ پروردگار نے کہا ان سب کو فضیلت دی صرف ان کو ہی نہیں بلکہ باپ داداؤں کو انکی اولاد، انکے بھائی بندوں میں منتخب کیا اور انکو سیدھی راہ کی ہدایت کی۔ سورہ انعام کی یہ آیت رسالت کی وسعت اور اسکے سلسلے کی گہلی دلیل ہے۔ خاندان رسالت سے منتخب بندوں کا انتخاب اصول رسالت ہے، وہ اللہ جس نے حضرت موسیٰ کی مدد کے لئے انکے بھائی حضرت ہارون کو پیغمبری عطا کی، اسی رتبے اپنے رسول محمد مصطفیٰ کی رسالت کو اس طرح وسعت دی کہ اطاعت کرو اللہ کی اطاعت کرو رسول کی اور اس نور کی جو رسالت کے ساتھ نازل ہوا؛ عقل کہی ہے۔ قرآن اور اعلان رسالت نوریں، تو مقام فکر ہے جو حکم خدا ہے، وہی اعلان رسالت جو اعلان رسالت ہے وہی قرآن ہے۔ پھر یہ ایمرار! اطاعت کرو اللہ کی اطاعت کرو رسول کی اور اطاعت کرو اس نور کی جو رسالت کے ساتھ نازل ہوا ہے۔ اگر غور سے حکم خدا کو دیکھیں تو سمجھ میں آئیگا کہ اللہ نے اس طور اطاعت کا حکم کیوں دیا ہے؟ اطاعت کرو اللہ کی یعنی انکی وحدانیت کے ساتھ، انکے رسول پر ایمان لاؤ اور اطاعت کرو رسول کی جس نے کہا:

مَخْلُفْتُ اَنَا وَعَلِيٌّ مِنْ نُورٍ وَاحِدٍ اور اب تک کم ہے، عظامت
 کرو اس نور کی جو رسالت کے ساتھ نازل ہوا
 دعوت ذوالعشیرہ گواہ ہے جب نور نے نور کی گواہی دی، جب
 اعلان رسالت کے ساتھ ہی تائید رسالت ہوئی، یاد کرو وہ وقت
 جب خدا نے نفس رسولؐ کا اظہار لازم جانا۔ یا ایھا الناس اگر
 اس پر بھی تمہاری نگرشی نہ پہچان سکی تو سورہ بقرات کا مبلغ بے نیام لو اور
 کے سامنے بے خوف و خطر کھڑے۔ یہ شجاع ازلی نور ازلی ہے جسے
 اللہ نے ذوالفقار عطا کی ہے۔ جسکے دو پھل ہیں، یہ دو پھل دشمن خدا کے قلب

و جگہیں اتر جائیگی ۞

غزادارانِ حسینؑ بعد رسولؐ خدا بوریائین بھی اٹھ کھڑے ہوئے، وہی
 ہوئی خواہ بیشیں بیدار ہو گئیں، ملک گیری کی ہوس نے بھولی ہوئی راہ یاد
 دلادی، کیا کیا تم اس نور پر نہ گذر گئے جس کی اطاعت کا حکم جزو قرآن ہے،
 لیکن بستر رسولؐ پر سونے والا قلب مطمئن وقت شہادت مسجد کوفہ
 میں اسی قلب مطمئن نے کہا، فَوَيْلٌ لِلْكَافِبِينَ کعبہ کے رب کی

سبیل سیکھنا حیدر باطیفا آیا

قسم علیؑ آج کا میاب ہوا
 ذوالفقار ایک بشارت تھی جسے اہل اسلام نہ سمجھ سکے۔ بعد علیؑ ابن
 ابی طالب علیہ السلام ذوالفقار کے دونوں پھل، صلح حسن اور صلح حسینؑ
 دشمن خدا و رسولؐ کے دل میں اس طرح اتر گئے کہ آج اسلام اپنی اہمیت
 کے ساتھ ناقائم آل محمدؐ قائم ہے۔ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ
 صلح حسن نے راہِ صداقت کو کچھ اس طرح سنوارا کہ اٹھائیں رجب کو
 امام حسینؑ علیہ السلام بہ اطمینان قلب جانبِ کربلا چلے۔ امام عالی مقام نے

درد کے ہر اس رشتے کو ساتھ لیا جسکی معمولی سی تکلیف بھی فطرت
انسانی نہیں سہا سکتی۔ دو تاریخ محرم کی دشت نینوا نور امامت سے
منور ہوئی، آل محمد کے خیمے لب فرات نصب ہوئے۔ چچا تاریخ لشکر
یزید نے ظلم کی ابتداء کی، خیام حسینی دریا سے دور تپتی ہوئی زمین پر نصب
ہوئے شدتِ پیش میں سات تاریخ آگئی آل محمد پر پانی بند ہو گیا۔ منزل
صبر پر العطش کی صلا خیام حسینی میں گھٹ کر رہی جگر گوشہ بتوں حسین
ابن علی اپنے مقصد سے قریب ہو گئے یا

تین دن راہِ ہدایت پر مصروفِ عمل رہے، لیکن ہدایتِ حق کا
ایک ہی جواب تھا۔ بیعت نیرید لازم ہے حجت کیلئے شریعت کے تین دن
گذا کر اپنے سارے پیاروں کو کھوکھرا کر امامِ عالی مقام نے اپنا آخری خطبہ دیا،
آخری حجتِ تمام کی، وقتِ عصر آواز دی: قسم ہے ربِّ ذوالجلال کی تم جاننے
ہو میں کون ہوں، اگر نہیں جانتے تو سنو میں تمہارے نبی کا نواسہ حسین ابن
علی ہوں اے اہل کوفہ تم نے مجھے خود بلایا ہے۔ بخدا مجھے زندگی عزیز
نہیں، دیکھو! حسین پر زلیلت بارگراں ہے، میرے اجباب با وفانہ
ہے، عزیز جانثار نہ ہے، وہ حسین سپاہِ نہ ربی، قوتِ بازو عباس
دلاور نہ ہے، تم نے میرے قائم کو پامال کر دیا، میرے علی اکبر کو چھوڑ
سے چھید دیا، تم نے ظلم کی انتہا کر دی میرے چھ ماہ کے بچے کو کبھی نہ چھوڑا
تم اپنے ظلم پر نازاں ہو، میں اپنے جگر باروں کے خون سے سرخ رو ہوں، لیکن
یہ آخری حجت ہے، تم میرے نانا کی اُمت ہو، میں اپنا حق ادا کرتا ہوں مجھے
بتاؤ کیوں میرے خون کے پیاسے ہو؟

کیا میں نے تمہارا حق لیا ہے؟ کیا میں نے شریعت بدل دی ہے؟ یا تم مسلمان

نہیں ہو؟ اب بھی ہدایت پالو تو میں اپنے حق سے آدا ہو جاؤں۔ یاد رکھو
 جادہ حق پر شہادت ہمارا ہی حق ہے۔ اے انبیاء کو کھلا دینے والا
 لے راہ حق پر کانٹے بچھانے والا میں ابراہیم کا فرزند ہوں، موسیٰ
 کا عاصا ہوں، علیؑ سے مسیحا کا فرزند حسینؑ ابن علیؑ ہوں۔ بجز احسینؑ
 تمہارے انجام سے باخبر ہے، تم نے جو ظلم و ستم اسلام پر کئے، تم نے جو ستم
 شریعت پر کئے، اسکی گواہ یہ دشت کربلا ہے، میری مظلومیت ہے
 قدرت نے دشت نینوا پر آج ایسی تحریر لکھی ہے جسکو مٹا دینا اب کسی
 کے بس میں نہیں، یہ لوح محفوظ کی تحریر ہے، یہ کربلا آلِ محمدؑ کے خون
 سے لکھی ہوئی کتاب الہی کا ورق ہے، خدا جانتا ہے، چند لمحوں میں
 تمہاری ظلم کی تلوار ہوگی اور میرا گلا، لیکن اب شریعت اسلام خون حسینؑ
 کی پناہ میں ہے، اب اس شریعت میں رد و بدل آس نفرت و عداوت
 کو ظاہر کرتی رہیگی جو تم کو مہیکر نانا محمدؑ مصطفیٰ کے دین سے ہے،
 اور اس کا یہ رسالت سے تھی جس کے تم مجبوراً اٹھنوا تھے، لو میں نے حجت

تمام کی، تم اپنا انجام جان لو!
 صف ماتم کے سوگوارو! آج محرم کی بارہ تاریخ آگئی، دشت کربلا میں
 حسینؑ کی صدا بارگشت باقی رہی ہے۔ اسی دشت نینوا میں حضرت
 ابراہیمؑ کے مقابل فرود کی خدائی تھی۔ اسی دشت بلا پر گزرتے ہوئے
 انبیاء کی مصیبت رقم ہے۔ لیکن ان پر گزری ہوئی کوئی مصیبت ایسی نہ
 تھی جسکی یاد ہر زمانہ اپنے جسم و جان، اپنے احساس کے ساتھ محسوس
 کرتا ہے۔ یہ شرف حسینؑ کا ہے، اولادِ علیؑ کا ہے جس کی منتظر
 خود قدرت ہے۔“

أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تُتْرَكُوا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ
وَلَمْ يَخُذْ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَا رَسُولِهِ وَلَا الْمُؤْمِنِينَ وَ
لِيَجْزِيَ

سورۃ توبہ نے کہا ابھی وہ ظاہر نہیں ہے ممتاز کیا ہے، روزہ عاشر
وہ کس شان سے ظاہر ہوئے جسے اللہ نے اپنے حق کیلئے ممتاز کیا ہے۔
راہِ حق میں گریبا ایسی ہدایت ہے کہ جسم و جان سے لپٹ کر سبکی ہے
چودہ سو برس بعد بھی ہر سال محرم میں وہی شدتِ تشنگی وہی صدائے اللہ
ہے، راہ چلتے مسافر ہوں، مُصیبت کے ستارے ہوں، روزہ دار ہوں،
پیساس بڑھی پانی نہیں دل نے کہا ہائے حسین، کون حسین ہے ہمارے
نبی کا نواسہ، ناطق زہرا کا نعتِ جگر، دوشِ محمد کے مکین علی ابن ابی طالب
کا نورِ نظر شہیدِ ظلم و جفا، قدرتِ گاوہر مقصودِ حسین ابن علی جس نے
دین و شریعت کو اس طرح نزعہ اعدا سے چھڑایا کہ آج کربلا کو سلام
کرتی ہے۔ اے کشتہ تیغِ جفا حسین آپ کے عزم کو سلام، اے فوجِ
حسینی کے علمدار عباس و لا اور اسلام کی نصرت میں آپ کے دستِ بریدہ کو
سلام، اے مشکلِ مُصطفیٰ آپ کے قلبِ مظہر کو سلام، اے قائمِ ذیجاہ آرزو
حسن ابن علی آپ کی لاشِ بریدہ کو سلام۔ نیچے مجاہد فتحِ کربلا، آپ کے گلوئے
نازک کو سلام، اے اسیرانِ بلا! پابریہ نہ عابدِ مضطر! اے ثانی زہرا آپ کے
بندھے ہاتھوں کو سلام، اے عقدہ کشا کی لاڈلی پیاسی بے پدر کینہ آپ کی
تشنگی کو سلام پس گردن بندھے آپ کے نیچے بازوؤں کو سلام، بی بی یا شکسبا
آپ کے عزا دار آپ کے قدموں کے نشان پر رواں ہیں۔ یہ حسین کا ہاتھی
دستہ ہے۔ انکے اشک قبول ہوں از کا سلام قبول ہوئے
سب آہیں دو روزہ کا شہید ہوئی ہے۔ تیرہ سو برس بعد بھی تاثیر وہی ہے۔



وَ كُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُّبِينٍ ۝

ہم نے ہر چیز کا علم امام مبین کو عطا کر دیا ہے

حاضرین مجلس کسی شے کی ماہیت کو جان لینے کا نام علم ہے، اور ہر علم کیلئے عالم کا ہونا لازم ہے۔ منشاء مشیت ہے۔ اور عالم کیلئے صاحب دلیل ہونا دلیل علم ہے۔ یوں تو کائنات کی ہر شے پیکار رہی ہے۔ مجھے سمجھو، لیکن زرہ سے کیلئے آفتاب کو سمجھنے کے لئے ہمیں نور چشمہ علم۔ قرآن حکیم کو سمجھنا ہے۔ جسکی تجلی میں کائنات کا زرہ زرہ حجاب سے محروم ہے۔ زمانے کی گردش نے تاویل کو ترتیب سے، قرآن کو دلیل سے الگ کر نیکی سعی یہیم ضرور کی ہے، لیکن ابھی امام مبین کا سلسلہ قائم ہے۔“

قرآن کی آیت کی جب کردار سے مطابقت ہو جائے، علم قرآن کو صاحب علم کے کلام سے مطابقت ہو تو ہم اس قول کو کس طرح مفسر قرآن سمجھ سکتے ہیں، لیکن جب کا علم قرآن سے ہم آہنگ نہیں جسکا قول قرآن کو ترتیب سے تاویل کو، دلیل سے جدا کر تلے۔ اس قول کا قلب ایمان طلب، کس طرح اطباع کرے۔

اکثر سوال ہے صاحب علم واقف قرآن کیلئے امامت کو قرآن سے ثابت کرو۔ جب نبوت کو، وقت نزول قرآن، اپنی رسالت

کیلئے شبِ ہجرت، مکہ چھوڑ دینا پڑا۔ اور مدینہ گواہ ہے کہ وہ کیا جاٹ راستھے، جنگی جاں نثاری ایک کے بعد ایک تہزہبت بنستی رہی یہ ماننے والے ایمان لائے نہ ماننے والے اب تک اس دنیا میں باقی ہیں یہ وہ لوگ جنکو اسلام میں اپنا مفاد نظر آیا اور دل نہ قرآن کو مان رہا نہ رسالت پر یقین آیا۔ پھر بھی مسلمان بن گئے، یہ تھی منافقت کی ابتداء وہ رسول خدا جیسے ایک کلمہ حق لا الہ الا اللہ لٹے ترچھے دلوں میں سیدھا اتارنے کیلئے نادر علیاً مظہر العجائبؑ اسے بابِ شہرم سمجھانے کے لئے میدانِ کربلا کی وسعت میں لاکھوں کا مجمع ہر قوم اور ہر قبیلے کی یکجائی کے لئے کہنا پڑا۔ حسینؑ منیٰ وانا من الحسینؑ، اور یہ قول بھی بحکمِ خدا تھا جسکی بجائوری کے لئے آیت نازل ہوئی

الَّذِينَ إِذَا أَصَابَهُمُ مِّصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ
 أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَٰئِكَ هُمُ
 الْمُهْتَدُونَ (البقرة)

ہاے رسولِ بشارت دے دو جو اپنی مصیبتوں پر صبر کرتے ہیں اور کہتے ہیں ہم اللہ ہی کے ہیں اور اللہ ہی کی طرف پلٹ کر جانا ہے یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں انکا اللہ ان پر رُود بھیجتا ہے۔

رسولِ منجانبِ خدا! ان پر رُود! جو لوگ منزلِ صبرِ رضا پر ہیں ہدایت یافتہ ہیں ان پر رُود۔ لے رسولِ بشارت دے دو۔ انکا اللہ ان پر رُود بھیجتا ہے۔

فَسَدِّ ان گواہ ہے اللہ اپنے منتخب بندوں کی بھی تعریف انکے

تکمیل عمل سے قبل نہیں کرتا، ہنر نبی پر اللہ کا سلام بصفحہ قرآن پر تکمیل رسالت کی دلیل ہے۔ راہِ حق میں ان کی مصیبتوں پر اللہ کا سلام آیا ہے۔ لیکن قبل عمل اللہ نے درود بھیجا ہے۔ ان کے لئے جن منتخب بندوں کو رسول نے بحکم خدا بشارت دی ہے۔ جنگ انتخاب پر تازندگی خود رسالت نے درود بھیجا ہے۔ اور اللہ تاقیامت جب تک قرآن کائنات میں باقی ہے درود بھیجتا ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ حاضرین مجلس! اللہ پر انسان کا یقین اپنی حیات و موت۔ عروج و زوال، شکست و فتح۔ دلیل معراج بشریت نہیں ہے۔ لیکن اللہ کا یقین اپنے بندے پر یہ ہے مخصوص شرف صاحب علم اور وارث قرآن کیلئے۔

اللہ پر بندے کا یقین کلمہ توحید کَاللّٰهِ اِلَّا اللّٰهُ مقام، درود ہے اللہ کا یقین اپنے بندے پر۔ اے رسول بشارت دے دو۔ اُنکا اللہ ان پر درود بھیجتا ہے ۛ

مؤمنین! کس منزل کمال پر ہے آیت مُبٰیْن کہ علیٰ ابن ابی طالب علیہ السلام نے دُعا کی: بیشک تو ویسا ہی رُب ہے جیسا میں چاہتا تھا، اب تو مجھکو ویسا ہی عبد بنا لے جیسا تو چاہتا ہے۔

کیا حکمت ہے اللہ کی رحمت کی اعلیٰ دلیل دی ہے مولائے کائنات نے۔ بیشک تو ویسا ہی رُب ہے جیسا میں چاہتا تھا، ایک بندہ اپنے اللہ سے اپنی ہر ضرورت کا طالب ہے جسکے لئے اللہ نے جا بجا اپنی رحمت کو دریا بہائے ہیں، خواہ اللہ پر یقین

ہو نہ ہو، ہر بندے کے رزق کا، آرام کا سامان موجود ہے۔
 بندوں کو اس لئے کہنا پڑتا ہے بیشک تو ویسا ہی رتبہ ہے
 جیسا میں چاہتا تھا۔ تو رحمن ہے رحیم ہے۔ رزاق ہے۔ لیکن
 بارگاہِ خداوندی گواہ ہے، کس میں اتنا توصلہ ہے؟ کس میں اتنا
 صبر ہے؟ کس کے پاس ایسا یقین ہے؟ کہ یہ دعا میرے عرش
 اس انداز سے دستِ سوال دراز کرے۔ اب تو جھکو ویسا ہی
 عبد بنا لے جیسا تو چاہتا ہے۔ دعا کی قبولیت حضرت علیؑ کے
 قدم بقدم ساتھ ہے“

شبِ ہجرت سے شبِ معراج اور معراج پر ہی کیا منحصر ہے
 جنگِ بدر خندونِ جنتین اور جنگِ احد ہے؛ اس قبولیت دعا کی
 دلیل ہے۔

یہ دعا خانہ کعبہ سے مثل آفتاب طلوع ہوئی مسجد کوفہ
 میں مولانا نے کہا: فَتَرَى قَوْمًا رُبَّ الْكَعْبَةِ كَعْبَةِ رَبِّكَ كَيْسَمِ عَلِيٍّ
 کامیاب ہے؛ اور یہ دعا وارثِ قرآن کا مدعا ہے یہ دعا سلسلہ
 امامت ہے جسکی انتہا کر بلا ہے۔ اب جھکو ویسا ہی عبد بنا لے جیسا تو
 چاہتا ہے؛ لِأَنَّ مَدِينَةَ الْعِلْمِ وَالْعِلْمِ وَالْعِلْمِ بِالْعِلْمِ، بارِ الْعِلْمِ
 سے امام حسینؑ چلے، دعا کی قبولیت ساتھ ساتھ ہے۔ بیشک
 اتنی مصیبتیں ان پر ہی آسکتی ہیں جنکے لئے جنت خلق ہوئی ہو،

ورنہ ایک معمولی انسان پر اللہ کی ایسی رحمت ہوتی نہیں جسکے لئے
 اللَّهُ دَرُودَ كَوْمَقَامِ صَبْرٍ وَرِضَاٍ بِرَبِّهِمْ نَفْسٍ بِنَاغٍ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ
 عَلٰى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ كَرَبْلَا كِي لَمْزَمِيْنِ پَر مُرُوْدِي كِي خَدَائِي كَتْمِي۔ اِبْرَاهِيْمُ خَلِيْلُ اللّٰهِ

کے لئے آگ گلزار ہو گئی تھی، لیکن آج ظلیلِ کربلا کی شان پر
حضرت ابراہیمؑ کا سلام ہے۔

عقل کہتی ہے وہ آتشِ نمرود جو وحدانیت کے لئے جلی
تھی، وہ گلزار ہو گئی، تم اپنے لئے راہِ کسی بھی منتخب کرو اللہ
اس سے بے نیاز ہے۔

لیکن وہ آگ جو دینِ خدا اور شریعت کے خلاف جلائی گئی،
اسکے لئے ایک عبیدِ خدا تسلیلِ کربلا، نائبِ خدا کافی ہے،
لکربلا، وَقَدْ يَنْبَغُ بِذِيحِ عَظِيمٍ اس ذکر کو اللہ باقی رکھنے والا
ہے۔

اس ایک آیت کی روشنی میں سلسلہ رسالت باقی ہے، اگر
امام حسین علیہ السلام اس اندازِ شجاعت سے منافقت کے
مقابل نہ آجاتے تو دینِ خدا، کارِ رسالت نامتو ہی رہ جاتا!
عزادِ اربابِ حسینِ قرآن گواہ ہے جتنے بھی پیغمبر آئے وہ سب
صالحین میں تھے، صابریں میں تھے، لیکن کسی پیغمبر نے نہیں

کہا کہ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُونَ ط
ہر پیغمبر نے تو بہ کی مدد مانگی، لیکن یہ آیت! ہم اللہ ہی
کی طرف سے آئے ہیں اللہ ہی کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔
یہ آیت اس دعا کی بشارت ہے۔

بیشک تو ویسا ہی رُب ہے، جیسا میں چاہتا تھا۔
اب تو مجھ کو ویسا ہی عبید بنا لے جیسا تو چاہتا ہے، یہ دعا!
کیا تھی سلسلہ امامت کا وہ اختیار جس کے سامنے زمانہ

منگنوں ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کی دعاء یارب میری ذریت میں
امامت عطا کر، امام کی دعاء تو مجھ کو ویسا ہی عطا کر جیسا
تو چاہتا ہے۔ باب قبولیت پر سلسلہ انبیاء ہے۔ باب
قبولیت کے لئے کربلا تخلیق ہوئی۔

اٹھائیس رجب کو علیؑ کی دعاء باب قبولیت سے جانب
کربلا چلی۔ دو محرم کو امام عالی مقام منزل مقصود پہنچ گئے، انتہی
کی قدرت ہے، اور مصیبتوں کی انتہا۔

سوکھے ہوئے لب دین خدا کی سقائی میں مصروف عمل
ہیں، ایک کے بعد ایک جاننا شروع ہو رہے ہیں اور
طے کر چکے۔ قریب عصر امام فدیہ آخر کو لئے سات بارنگ
بڑھے پیچھے بیٹے۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ : رَضَابِ قَضَائِيهِ
تَسْلِيمًا فِي آمِنِهِ۔

اس چھ ماہ کے فدیہ آخر پر حضرت اسمعیلؑ کی بند آنکھوں کا
سلام، حسینؑ کے پائے تباہ پر انبیاء و مرسلین کا سلام۔
امام حسینؑ کی مصیبتوں پر اپنے عبد کے لئے خدا کا درود و سلام

اے صلوا علیٰ ہمت مروانہ شبیر سے

گھر کا ہر اک چرخ بچھا کر امام دیں

اسلام کی نمود سحر دیکھتے رہے

مؤمنین آج کی تاریخ بہت اہم تاریخ ہے۔ آج آپ کے مولا کا
سوگم ہے، کربلا کے بہتر شہیدوں کا سوگم ہے۔ ان مصائب کا

ذکر کس طرح ہو جو بعد شہادتِ حسینؑ اعترتِ اطہار پر آئی ہے، نہ
 دل میں قوت ہے نہ زبان اس اذیت کو بیان کر سکتی ہے۔ بس۔
 عزادارو! نیچے چلے ناموسِ نبویؐ آج رکن بستہ، ہنر برہنہ بازاروں
 سے گذر رہی ہے۔ دامِ مصیبتا و امحمد!

ہم اہل عزاداروں کو لگیر کے صدقے
 بیڑی کے فدا پاؤں کی زنجیر کے صدقے





مَا خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَجَلٍ مُّسَمًّى ط

سورۃ الاحقاف میں ارشاد الہی ہے:
ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں میں ہے یعنی ہر

حکمت بنایا ہے۔

سورۃ الاحقاف کی یہ آیت اپنی تفسیر میں کائنات پر محیط ہے
رَبِّ کریم نے کائنات کو خلق کیا اور اپنی تخلیق کو منفرد مقام عطا کیا، کائنات
کی ہر شے علیحدہ علیحدہ اپنی شکل سے اپنے اوصاف اور اپنے نام کا پتہ
دیتی ہے۔ اور اپنی خاصیت، اپنی صورت اپنا طریقہ حیات اپنے نام
کے ساتھ برقرار رکھتی ہے۔ خلاق عالم نے اپنی تخلیق کو احساس فنا اور
بقا کے درمیان ارتقا کا تصور عطا کیا ہے۔ ہمارا ذہن رسا حدود کی حد
میں محدود ہے۔ کائنات کی موجودات اور اسکی ارتقا! ایک
زندہ نظر اپنی مدت حیات کی کمی کے باعث کائنات کی ارتقائی
منازل کو دیکھ نہیں سکتی لیکن خداوند کریم نے ہر شے کو معنی بر حرکت
بنایا ہے۔

مؤمنین جیسا کہ ذکر ہوا ہے کہ کائنات کی ہر شے اپنے
اوصاف سے، اپنی شکل سے، اپنی خاصیت کا پتہ دیتی ہے لیکن
دعوتِ فکر دیتی ہے۔ انسان کی شکل اور اس کی خاصیت۔

پیدا کرنے والے نے جسمانی ساخت ایک جیسی رکھی، جو اس
 نغمہ ایک جیسے ہیں، لیکن ہر اک کی فکر دوسرے سے علیحدہ اور
 مختلف ہے؛ ایک کی خاصیت دوسرے سے مختلف ہے؛ بظاہر
 ہوش و حواس ایک سے ہیں لیکن نیتیں الگ الگ۔

انسان اپنی ذہنی کیفیت کیساتھ ایک دوسرے سے مختلف ہے
 جدا جدا ہے۔ مشاہدہ ہے؛ تاریخ ہے کہ یہ انسان اپنی ہوس کیساتھ
 ذلیل ہے۔ توفیق عطا کیساتھ عزیز ہے۔ جہالت کی بنا پر مجہول ہے۔
 علم کی اساس پر صاحب قدرت ہے۔ اقتدار کے ساتھ ظالم ہے
 اختیار کی وسعت کیساتھ مظلوم ہے۔ صاحب کمال ہے۔ انسان
 بظاہر ایک جیسا ہے۔ لیکن اپنی ہی استی میں پست ہے۔ اپنی ہی
 ہستی میں بلند ہے۔ بلند سے بلند تر ہے اثر فاعل و مفعول ہے،
 سبحان ہے وہ خالق بشر جس نے انسان کو انسان سے پوشیدہ کر دیا
 ہے۔ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ تم ہماری کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے،
 وہ ستارے کیوں جس نے راستی کو گمراہی کا علم دیا، اور راستی کو نمتاز
 کیا۔ ہماری کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

وہ رب کریم جس نے آزمائش اور نمر کو مشکل بنایا، اپنی،
 رحمت سے مصیبت کو فنا اور بقاء کے لئے سبب بنایا۔
 حاضرین مجلس! عزاداران حسینؑ۔ یہ مصیبت فحشو کچھ نہیں کہتی،
 مصیبت کبھی نمر ہے، تو کسی جا، آزمائش ایمان و یقین،
 مصیبت بظاہر ایک سی ہے۔ لیکن انسان کا عمل، انسان کا
 اپنا ضمیر جانتا ہے۔ کہ یہ نمر ہے۔ یا آزمائش۔

مصیبت و آلام کی صورت ایک سی ہے۔ لیکن اس کے اوصاف مختلف ہیں، یہ مصیبت کمزور کو بے صبر بنا دیتی ہے، گنہگار کو نڈھال کر دیتی ہے۔ کمزور اور حق ناشناکی مصیبت مجبوری ہے لاچار ہی ہے۔

صاحبِ ایمان و یقین کی مصیبت قوتِ اختیار ہے، قوتِ حق ہے۔ قوتِ اختیار ہو، تو مصیبت ہی نصرتِ حق ہے،

سورۃ مائدہ میں ارشاد ہوا:
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا أَقْوَمِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ
وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَا نُ قَوْمٍ عَلَىٰ الْآخَرِينَ لَوْ لَمْ

لے ایمان والوں! اللہ کے لئے انصاف کی گواہی دینے کے لئے کھڑے ہو جاؤ، لوگوں کی دشمنی اس بات پر آمادہ نہ کرو کہ حق چھوڑ دو۔ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ۔ اللہ کی مدد کرنے والوں سے اللہ کا وعدہ ہے۔ اللہ صابروں کیساتھ ہے خدا راہِ حق میں مصیبتوں پر صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ اللہ کی طرف سے اعلانِ رفاقت ہے۔ اے اشرف المخلوقات یہی تیرا شرف ہے۔ اِنَّا اللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ۔

یہ آیت! طالبِ کامطلب کے لئے اعلانِ باہمی، منزلِ کمال پر ہے۔ منصبِ رسالت و امامت کی روشن دلیل ہے۔ سورۃ انبیاء میں اللہ نے اپنے صابربندوں کا ذکر اس شان سے کیا ہے۔ وَاسْمِعِيلَ وَاِدْرِيسَ وَذَا الْكِفْلِ كُلٌّ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ

وَأَدْخَلْنَاهُمْ فِي رَحْمَتِنَا ۖ يٰٓسَبِّحْ صَابِرُونَ مِمَّنْ هُمْ أَكْثَرُ
ہم نے ان کو اپنی رحمت میں لے لیا ہے۔ ہم نے انکی خطا معاف
کی ان کی توبہ قبول کی انکی دعاء قبول کی۔

اپنے صابر بندوں کیلئے قرآن میں پھر ارشاد کیا ہے: اے
ایمان والو! اللہ کے لئے انصاف کی گواہی دینے کے لئے کھڑے
ہو جاؤ اللہ صابروں کیساتھ۔ اور اعلان رسالت کے ساتھ ہی علیؑ
ابن ابیطالبؑ نصرتِ حق کے لئے اس شان سے اُٹھے جیسے اسی راہ
پر ازل سے کھڑے ہیں۔ حضرت علیؑ علیہ السلام کی گواہی کی پناہ میں اسلام
بڑھتا رہا۔ مومنین ادھر اسلام بڑھتا رہا، ادھر حضرت علیؑ کی مصیبت
بڑھتی گئی، زورِ یدِ اللہ سے دشمنی منافقت میں چھپتی رہی۔ لیکن
گھبر کا ٹوٹا ہوا دروازہ، اور گلے میں ڈالی ہوئی رتیں بھی قرآنِ ناطق
کے کلام کو قطع کرنے سے، اور نہ ذوالفقار کے مقابل باطل کی
تلوار تھم سکی۔ تبلیغِ حق میں دشمنوں کی پرواہ نہ ذوالفقار کو تھی
نہ علیؑ کے قلم کو، نہ حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ کے فیصلوں کو تھی
فکر کہتی حضرت علیؑ کی کسبِ شہد ہے۔ کہ نزولِ نبوت سے قبل حضرت
ابوطالبؑ کی دشمنی کسی بھی قبیلے سے نہ تھی۔ اعلانِ نبوت سے قبل
حضرت علیؑ علیہ السلام کسی کی ذاتی دشمنی کا کوئی جواز ہی نہیں تھا،
کلمہ زبان سے ادا کرنا ہی صاحبِ ایمان کی دلیل نہیں فور
کو لفظِ منافق پیر، کیا رحمتِ خدا ہے۔ قرآن نے کلمہ پڑھنے والوں
کو منافق کہہ دیا چونکہ دل مائل بہ ایمان نہ تھا، اور جس نے کلمہ

نہیں پڑھا اسکو پروردگار نے اپنی مدد بنا کے قرآن کی ضمانت میں دیدیا۔

حضرت ابوطالبؑ خدا کی مدد کا مظہر ہیں اللہ کی مدد پیکر انسانی میں ڈھل کے ہی ابوطالبؑ کے لقب سے ہمیشہ کیلئے اسلام کی رُوح بن چکی ہے۔

تم یتیم تھے میں نے پناہ دی، میں نے تمہاری پرورش کی اس پرورش نے ثابت کر دیا کہ رسالت و خُص امامت پر قائم آلِ محمدؐ حکمِ خدا کی بجا آوری کے لئے مظہر رسالت ہے۔

حکمِ خدا ہے اے رسولؐ کافروں سے جنگ کرو، اور منافقوں سے جنگ، ابوصفیان اور ابو جہلؓ سے جنگ کر نیوالا رسولؐ، حکمِ خدا کے سامنے حضرت ابوطالبؑ کے مقابل خاموش ہے۔

اے ایمان والو! اللہ کے لئے انصاف کی گواہی دینے کے لئے کھڑے ہو جایا کرو۔

حضرت ابوطالب علیہ السلام کا ایک ہی جملہ سارے کلمہ گو کے لئے راہِ نجات ہے۔ حضرت ابوطالبؑ نے فرمایا: وَاللّٰهُ مُحَمَّدٌ صَادِقٌ هُوَ، اَمِيْنٌ هُوَ. مُحَمَّدٌ مَّصْطَفٰى اَمِيْنٌ وَحٰى رَبّٰنِيْ هُوَ. لَفِيْضِ صَادِقٍ اور امین کے اقرار نے ایمان حضرت ابوطالبؑ کو اسقدر روشن کیا کہ اُسکی روشنی سے کعبہ پر نور ہے مدینہ منورہ اور روشن ہے کربلا اسی نور کا نام ہے۔ حکم ہے کافروں سے جنگ کرو، منافقوں سے جنگ کرو۔ تائیس گواہ ہے حضرت محمدؐ مَصْطَفٰى

رسولِ خدا کا جہاد کا فردوں پر ختم ہے۔ منافقوں سے جنگ واجب ہے۔ یہ حکم خدا ہے۔ اَنَا وَعَلَىٰ مِنْ نُورٍ وَاحِدٍ۔ جنگِ صفین اور کربلا بتائیں گی، رسالت کہاں کہاں ثابت ہو رہی ہے، اللہ کس کس سے مخاطب ہے۔ وہ علیٰ ابن ابی طالب ہوں یا حسن ابن علیٰ یا حسین ابن علیٰ یا علیٰ ابن ابی طالب یا دیگر معصومین اے ایمان والو! اللہ کے لئے انصاف کی گواہی دینے کیلئے کھڑے ہو جا یا کرو۔

اعلانِ رسالت کیساتھ ہی حق کے گواہ علیٰ اور اولاد علیٰ ہیں جن کا سہ نیا زطاعتِ حق میں نذرِ خدا ہے۔
عزراء دارانِ حسینؑ بعد تھی مرتبتِ بدر کا صفین کا غبار
فضا میں پھیلتا گیا؛

ابلیس کی انا مضطرب ہے۔ یزیدِ امام وقت سے بیعت طلب ہے۔ تختِ یزید پر باطل کی حکمرانی ہے۔ یزید کے لئے حرام شے حلال ہو گئی، حکمِ خدا و شریعت سے انحراف، منافقت کیلئے تسکینِ قلب بن گئی۔

سبیلِ سیکندر حیدرآباد لطیف آباد

اے ایمان والو! حق کے لئے اٹھ کھڑے ہو جا یا کرو۔
اِنَّا لِلّٰهِ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ۔ صابروں کے سہ دار مقصودِ خدا
حسینؑ ابن علیؑ جانبِ کربلا چلے اِنَّا لِلّٰهِ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ کی
آیت ہمسفر ہے۔ دوسری محترم کو زمینِ کرب و بلا پر آ گئے۔
چار تاریخ سے لشکرِ یزید کی بڑھتی ہوئی تعداد میں گھر گئے۔
ظاہر و مظهرِ خیمے دریا سے اٹھادیئے گئے۔ امامِ عالی مقام نے

منزل صبر و رضا پر جلتی ہوئی زمین پر اپنے غمیے نصب کر دیئے۔
 ساتویں محرم سے پانی بند ہو گیا۔ نہر فرات پر فوج یزید کے پہرے
 سخت ہو گئے۔ عالم تشنگی میں اطفال حسینی مہربلب میں۔
 نویں تاریخ فوج یزید نے اعلان جنگ کیا۔ ساقی کوثر کے لال نے
 ایک شب کی مہلت طلب کی، یہ مہلت کی طلب شجاعتِ امام
 ہے۔ مجاہد کی بی مثال سخاوتِ عظیم ہے۔

حسین ابن علیؑ راہِ حق پر احتیاط کی قدرت لئے مصیبتوں
 کو مہلت دے رہے ہیں۔ وسعت عطا کر رہے ہیں۔

قلبِ مطمئن نے عالم تشنگی کو ایک شب کی اور مہلت دیدی
 حسین ابن علیؑ جانتے ہیں، یہ تشنگی اسلام کے لئے آبِ حیات ہے
 امام کے طریقہ جہاد کے لئے درود و سلام ہے۔ اس ہادی
 دین کے لئے۔ صبح عاشور انصارِ جاہل گئے، اقرباہ گئے۔ عین
 و محمد گئے، قاسم ابن حسن گئے، کنانہ فرات عباسی و لا اور گئے
 ہمشکل مصطفیٰ علی اکبر گئے، چھ ماہ کے شیر خوار علی اصغر گئے،
 جو پہلے چلے گئے پیاس کی شدت حسینؑ سے کم لیکر گئے۔ جو پہلے
 شہید ہوئے امام سے صدے کم اٹھا کر گئے۔

اب وقت شہادتِ مصیبتوں کی انتہا ہے، شدتِ تپش
 ہے۔ انتہا کی تشنگی ہے، غم و الم کا مجموعہ ہے۔ بیکسی کی حد پر
 عالم تنہائی ہے، وقت بکا ہے، بعد نماز عصر حسینؑ نہیں۔ اور بعد
 شہادتِ حسینؑ ابن علیؑ اِنَّا لِلّٰهِ الصّٰبِرِیْنَ۔

یہ آیت ہے اور علیؑ ابن الحسینؑ! پیش نگاہِ غمیے جلنا موسیٰ

مصطفیٰؐ اسیر ہوئی، امام نے طوق و سلاسل کے لئے نمر نیا زہ پیش
خدا جھکا دیا۔ لٹا ہوا قافلہ لئے ہوئے امامؑ راہِ شام سے گزر رہے

ہیں۔
مؤمنین آج بارہ محرم ہے۔ بہتر کا سوئم ہے۔ وہ بہتر
تن جنکے جسموں پر تیروں کی بارش ہوتی، تیغ و تیرے جسم مقرر فرما رہے
آج انکا سوئم ہے۔ جنکی لاشیں بے گور و کفن جلتی ہوئی ریختہ پڑا
فتح مبین ہیں۔



پہلے ہندو جھکیا نہ جائے گا
کئی بجلی لکھی سے گھٹایا نہ جائے گا
قہر خدا سے ان کو بچایا نہ جائے گا
بھونکوں سے یہ جہاں بچایا نہ جائے گا
ابن علی کا خون چھپایا نہ جائے گا
ہندو کی آبرو کو بڑھایا نہ جائے گا
عباس کے علم کو گرہ لایا نہ جائے گا
ذروں کو آفتاب بنایا نہ جائے گا

سیلو جی کا نقش مٹایا نہ جائے گا
نور نگاہ بنیاد پتھر کا مرتب
جن خالوں نے ہم پر پتھر اڑا رکھی تھیں
واجب ہوئی ہے ہم پر پتھر اڑا رکھی تھیں
دلدادگان فتح کر کے کوئی نہ بچے
زہ آسے خانوادہ عظیم کو اورٹ کر
اس سلا میں اب سبھی ابن زیاد سے
مجھ کو خبر ملی ہے شہد مشرقین سے

سن لیں میری طرف سے نیر میدانِ عصر نو
نام حسینؑ ان سے مٹایا نہ جائے گا

محرم جناب شورش کا شمیری، از رسالہ پشیمان، مئی ۱۹۹۴ء



الْمَهَّ ذَٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ
هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ ۝

اسمیں شک نہیں بیشک یہ اللہ کی کتاب ہے۔ یہ متقین کے لئے
:- ہدایت ہے :-

بیشک قرآن نور ہے۔ ازل کا محرم ہے۔ ابد کی تکمیل سے
باجبر ہے۔

آدم سے ختم نبوت تک ہر نبی کیساتھ معجزہ صفحہ قرآن پر ہرزو
قرآن ہے۔

کتابِ خدا اور نزولِ نبوت! یہ ایک رحمت ہے
جو اللہ نے، بنی نوع انسان کی بہتری کے لئے مخصوص کی ہے
کتابِ خدا اسرار و رموز سے، احکام و حکایات سے
مبتدی اور متقی کے لئے ہدایت و نجات کا نوحہ ہے۔ یہ ایک
علم ہے۔ عدم کا علم ہو یا وجود کا، علم الابدان ہو یا علم الابدان،
مولائے کائنات نے جامع الفاظ میں فرمایا ہے: **عِلْمُ الْاَبْدَانِ**
اور علم الابدان و علم ایسے ہیں جسکی انتہا حد کے اندر محدود نہیں، یہ
دونوں علم یکجان ہیں، تم سے ہی وابستہ ہیں۔ یہ علم کے دو باب
ہیں۔ جو ایک جسم میں ایکجان ہیں **مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ**
رَبَّهُ۔ جس نے اپنے نفس کو پہچانا، اُس نے اپنے رب کو پہچانا۔

اے اشرف المخلوقات! اپنے شرف کی ماہیت کو سمجھنے
اسلام و وحدانیت کا عالم ہے۔ بات بات پر بدعت کا گمان
شرک کا ڈر ہے۔

مبتدی کی عقل حیران ہے۔ خدا کی وحدانیت کو سمجھتے ہیں تو
معراجِ نبویؐ فہم و ادراک سے دور ہے۔

کائنات کی ساخت میں نہ پستی ہے نہ بلندی، ایک وسعت
عظیم ہے۔ سائنس کا طالبِ علم حیران ہے۔ معراجِ جسمانی ہوا رہائی
سمت لازم ہے۔ اس ذہن کو ہدایت ہے۔ "یہ قرآن متقین کیلئے
ہدایت۔ اور اے اہل ایمان تمہاری ہدایت کے لئے متقین
کافی ہیں!"

نہج البلاغہ میں ارشاد امیر المؤمنین ہے:

ساری حکمِ اُس خدا کے لئے سزاوار ہے۔ جسکی طرح تک
بولنے والوں کی رسائی نہیں۔ اور شمار کرنے والے جسکی نعمتیں
شمار نہیں کر سکتے، اور کوشش کر نیولے اُس کا حق ادا نہیں کر سکتے
دین کی بنیادِ خدا کی معرفت ہے، اور کمالِ معرفت اُسکی تصدیق
ہے۔ اور اُسکی تصدیق کا کمالِ خدا کو واحد و یکتا جاننا ہے۔"

جس نے اُس کو نہیں پہچانا، اُسے اُس نے اشارے کے
لائق سمجھا۔ اور جس نے اُس کی طرف اشارہ کر دیا، اُس نے اُسے
محدود کر دیا، اور جس نے پوچھا خدا کس چیز پر ہے؟ اُس نے دوہرے
مقام کو اُس سے خالی سمجھا۔

بیشک یہ قرآن متقین کے لئے ہدایت ہے۔

قرآن راوی ہے کہ جتنے بھی پیغمبر آئے، اسی دین کو لیکے آئے، جس دین کی تبلیغ بہر نئی کے معجزے کے کیساتھ مدراج طے کرتی رہی۔ احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ اور نبیوں کی طرح معجزے کیلئے نہیں آئے۔ صرف تین معجزے اللہ نے اپنے حبیب کو عطا کئے ہیں قرآن، معراج۔ اور نفس رسول علی ابن ابی طالب علیہ السلام قبل ختمی مرتبت معجزہ مشاہدہ تک محدود تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے ہاتھوں میں لوہے کا معجزہ دیکھا، آنکھیں معترف ہو گئیں۔ کچھ صاحب ایمان ہو گئے، کچھ اور منحرف ہو گئے، حضرت سلیمان کی شاہی دیکھی تو تخت رواں دیکھ کے ایمان لے آئے۔

حضرت ابراہیمؑ کے لئے آگ گلزار بن گئی۔

عیسیٰ روح اللہ کی مسیحائی دیکھی، نادم ہوئے، ایمان لے آئے قبل ختمی مرتبت یہ آسانیاں تھیں، اسلام کی ابتدائی منزلوں میں ایمان لانے والوں کے لئے۔ لیکن اسی دور میں ایک بشارت بھی آئی جب موسیٰ کلیم اللہ نے کہا "کوہ طور ہے! میرا رب ہے میں ہوں، قدرت جسے چاہے خصوصیت عطا کرے، جسے چاہے منتخب کرے، حضرت موسیٰ اور کوہ طور کا انتخاب معراج ہی بشارت ہے۔ وہ معراج جسکے مشاہدے میں کائنات کی سمت پنہاں ہے۔"

مؤمنین! دور عبدالمطلب تک علم وجود سے خیال میں اور خیال سے ہندسوں اور لفظوں میں منزلیں طے کرتا رہا خیال جب

فکر سے، اور فکرِ علم سے وابستہ ہو اور الفاظ ان علم و افکار کی ترجمانی کرنے لگے، تو اسلام اپنی انتہائی اہم اور آخری منزل میں آگیا، نبوتِ منزلِ معراج پر آگئی، قلبِ محمدؐ پر قرآن کا نزول ہوا۔ گوہِ طور کی بلندی کو الہی احکام کی انتہا سمجھنے والا ذہن، معراج کو سمجھنے سے قاصر ہی رہا۔ خیال تھا، فکر تھی، لیکن پرواز کی قوت سطحِ زمین ہی سے وابستہ تھی۔ سورہ رحمن نے صداقت کی:

يُنْعَشِرَ الْجِبْنَ وَالْإِنْسِ إِنْ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ تَنْفُذُوا مِنْ أَوْقَاتِ
السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ فَانفُذُوا لَا تَنْفُذُونَ إِلَّا بِسُلْطَنٍ

اے جن و انس تم زمین کی حد سے نکل نہیں سکتے جب تک
غلبہ نہ پالو؟

پینچمبروں کو جو معجزے عطا ہوئے شعور زمانہ کے مطابق،
عطا ہوئے۔ اور جب مکہ ولے خود کو عرب سمجھنے لگے تو قرآن
نے کہا تمہاری فکرِ علم قرآن اور حکمِ خدا کے تابع ہے۔

ایمان لاؤ اللہ پر، اُس رسول پر۔ مؤمنین! اللہ نے اپنے
جدید کو جو کچھ عطا کیا ہے، وہ معراج ہے۔ یوں تو کائنات
ہر علم ذاتِ خدا کا مظہر ہے۔ لیکن وہ علم جو آنے والے زمانے
سے وابستہ ہے۔ اور وہ علم جسکو پابندِ حیات جان ہی نہیں
سکتا، وہ سارا علم شبِ معراج پر حضورِ پشم رسالت تھا۔
اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ

اور ارشاد ہوا پوچھ لو اے رسول! ہم نے ان کو تم سے قبل، کس لئے بھیجا تھا؛ عیسائی عالم نے سوال کیا بعد رسول خدا!۔
 دعوئی قزبت رکھنے والوں سے! یہ آیت کب کس جگہ نازل ہوئی رسول خدا نے پوچھا؛ کس سے پوچھا؛ کہاں پوچھا؛ سوال غیر مسلم کا تھا، جو اب کے لئے پیشیانی تھی اخطار تھا۔ راہبوں کا سوال، اور اہل اسلام کی بے بسی۔ سوال سخت جب صاحب منبر کیلئے۔ یہ سوال اس وقت ہوا جب بعد رسول خدا، در علم پر لے آئی۔ یا علی مدد! یقین کی کمی علم سے بے خبری، خود پسندی اپنا انتخاب آپ تھی۔

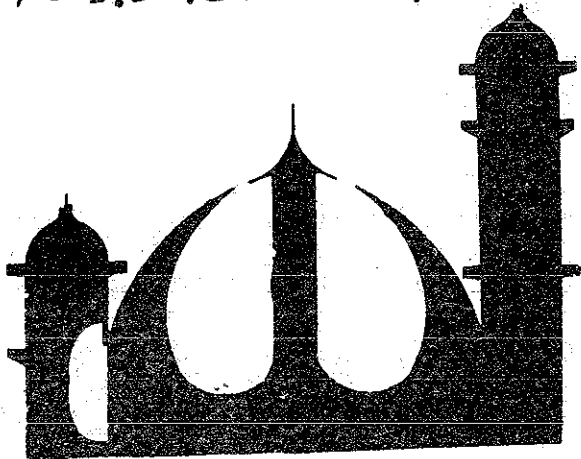
باب علم کی صدا آج بھی معراج کی شاہد ہے۔ یہ آیت نہ بکر نہ بر، نہ پہاڑ، نہ اس کرہ ارض کے کسی مقام پر آئی بلکہ جب دورویہ پیغمبران خدا صاف بہ صاف رسول خدا کی پیشوائی کے لئے سید عرش کھڑے تھے، تو یہ آیت نازل ہوئی، پوچھ لو اے میرے حبیب! ہم نے تم سے قبل انکو کس لئے بھیجا تھا۔
 مولائے کائنات نے عقدہ کشائی کی تو جہانی نہ ہی روحانی ہی بھی معراج کا یقین آگیا۔

دُرود و سلام ہے اس نفس رسول کے لئے جو معراج کا حرم جو شبِ صہرت کا ہمدم، جسکا ہر قول و تدان کی تفسیر جسکا ہر عمل طابح حکم خدا جسکی معجز نمائی، قوتِ خدا۔
 نہ خدا کی قدرت خاموش رہ سکتی ہے اور نہ علی علیہ السلام کی حکمت خاموش ہو سکتی ہے جتنا اندھیرا

تھاروشنی اتنی ہی واضح تھی۔ جب کچھ بس نہ چلا تو طالبِ دنیا نے مسجد کوفہ میں خونِ علیؑ سے وقتِ نماز صبح اپنی منافقت کا اعلان کر دیا، اور یہ منافقت بعد علیؑ ابن ابیطالبؑ امامِ حسنؑ علیہ السلام کے مقابل آگئی۔

و لے ستم تیروں کی بارش اور فاطمہؑ کا لالہ گھر سے تابوتِ حسنؑ گھر میں واپس آ گیا، اسلام کی زبوں حالی نے بعد امامِ حسنؑ علیہ السلام یزید کو تختِ شاہی پر بٹھایا۔ کیا جراتِ ظلم ہے۔ یزید بیعتِ طلب بے حسین ابن علیؑ سے بحکمِ خدا امامِ عالی مقامِ کربلا کو قتل وعدہ گاہ میں آگئے۔
۲ تاریخ سے وقتِ عصر تک کونسی مصیبت تھی جو آلِ محمدؑ سے ٹر مندرہ نہ ہوئی؟

و اے افسوس! ہنگامِ عصر زمین کربلا تا خلد بریں بلند ہوئی، دنیا پنچتن پاک سے خالی ہو گئی۔ زمیں سے تا پہ فلک ایک صدا ہے قتلِ حسینؑ بہ کربلا ذبحِ حسینؑ بہ کربلا





ارشاد الہی ہے ایک علم والے سے دوسرا علم والا بڑھ کے ہے، یوں تو دنیا میں بہت صاحب علم گزرتے ہیں اور ایک سے بڑھ کے ایک ہے۔ لیکن قرآن نے ”علم“ اسی کو مانا ہے جسکا جاننے والا اپنے علم کو منجانب خدا جانے۔ اس علم کے میزان پر آدم سے حضرت عیسیٰ تک ہر پیغمبر ایک سے بڑھ کے ایک ہیں۔ حضرت آدم کو صرف اسماء کی تعلیم ملی، صاحب اکم کہیں اور ہے“

ارشاد ہوا، الرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْآنَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۝

خلاق عالم نے قرآن کی تعلیم دی اور انسان کو خلق کیا قرآن کی تعلیم اور انسان کی تخلیق عیلم کے درجے پر تبدیلیج آدم و نوح ہیں، ابراہیم خلیل اللہ ہیں، حضرت عیسیٰ اور موسیٰ کلیم اللہ ہیں، لیکن عَلَّمَ الْبَيَانَ = کو مخصوص کیا ہے حضرت محمد مصطفیٰ کے لئے۔

اور جب نور محمدؐ نور قرآن کے ساتھ ساطع ہوا تو ذرہ سے آفتاب تک کے ظہور کو شعور ملا۔

قرآن نے کہا یہ ہے وہ صاحب اسم جس کے نام کی تعلیم قوت انبیاء ہے۔ مؤمنین!

اور اسی ذاتِ گرامی میں آیتِ مُبینِ قلبِ قرآن ہے۔

وَحَلَّ شَيْءٌ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُّبِينٍ ۝

ہم نے ہر شے کا علم امامِ مبین کو دے دیا ہے! اس سے بڑھ کے اب کوئی دوسرا نہیں۔

یہ آیتِ مُبینِ کائنات کے علم کا محرم ہے۔ یاد رکھو یہ قرآنِ آخری کتاب ہے جو قلبِ بنِ آدمِ النَّبِيِّ پر اتری۔ اور رسولِ خدا نے کہا: اَنَا وَعَلِيٌّ مِنْ نُورٍ وَاحِدٍ رسولِ قرآن ہیں سہرا پا قرآن ہیں، علی ابن ابیطالب علمِ قرآن وَحَلَّ شَيْءٌ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُّبِينٍ ۝ جہاں جہاں قرآن وہاں علمِ قرآن، قرآن سے علمِ الہی اسی طرح وابستہ ہے جس طرح آفتاب سے اسکی کرنیں، اسکی شعاع۔ قرآن عرشِ تافرشس گزے ہوئے زمانہ کے لئے اور آنے والے دن کے لئے حکمِ خدا ہے۔ قرآن کی ہر آیت صاحبِ علم کے لئے آیتِ حکم ہے۔

وقت کی حد سے پہلے اور وقت کی حد کے بعد قرآن کی ہر آیت آیتِ حکم ہے۔

قرآن کے علم کو سائنس نہیں مانتی، یہ سائنس کا اصول نہیں کہ جس کو مادی طور پر ثابِت نہ کر سکے اُس کو مان لے۔ لیکن صاحبِ علم واقف ہے، علمِ طب کی وضاحت لازم ہے۔ ایک وقت آئیگا ذہنِ انسانی اپنے کرائم کا تہین کو

پہچان لیگا۔ انسان کا دماغ خود و خصوصاً میں تقسیم ہے اپنے ہر
 عمل اور ہر خیال کو اس طرح نقش کر تا رہتا ہے کہ اگر انسان کا
 قلم اپنے عمل و افکار کو لکھنا بھی چاہے تو ممکن نہیں،
 اس کا عظیم کو فرشتوں کی سرعت درکار ہے۔
 قرآن واقف ہے کہ بادیہ پیمائی کرنے والا انسان افلاک
 کی حدود سے آئے گا۔ یہ انسان کے علمی مدارج ہیں۔ اسی لئے
 سورہ کھف نے اصحاب کھف کے محسوسات کو روشن
 الفاظ میں واضح کر دیا۔

ایک نے دو سکر سے پوچھا کتنے دن ہے :

قَالُوا الْبَيْنُ أَيْوَمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ

ایک دن یا اس اس سے بھی کم
 سائنس نے ثابت کر دیا ہے کہ وقت کا وجود تصوراتی
 ہے۔ صاحب قرآن جانتا ہے وقت ایک علامتی شے
 ہے۔ اس لئے قرآن کہتا ہے "ایک دن یا اس سے بھی کم"۔
 جنت میں ہمیشہ کے لئے من و سلویٰ کا وعدہ اور دنیا
 میں اسی من و سلویٰ سے حضرت موسیٰ کے حواریوں کی
 پریشانی! موسیٰ ہم سے روز روز یہ من و سلویٰ نہیں
 کھایا جاتا۔

یہ خالق کائنات ہے جس نے اُس کو لیل و نہار کا
 نام دے دیا جس کا اپنا کوئی وجود نہیں۔ مگر ہے۔

وقت کو گرفت میں لانے والا اور وقت کی گرفت سے آزاد کرنے والا جس نے چاند اور سورج کو خلق کیا۔ اور انکے طلوع و غروب کے نشیب و فراز کے درمیان روز و شب کا تصور عطا کیا۔ اور تصوراتی شے نظام عالم کیلئے کیسی معتبر ہے۔

قرآن نے جنت کے لئے ہمیشہ کی بشارت دی ہے۔ اے ابن آدم تم کیا جانو یہ ہمیشہ کیا ہے؟ جب تمیت ایگی پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائینگے۔ ستارے اپنی اپنی منزلوں سے ٹوٹ کر عالم فنا میں چلے جائینگے۔ نہ آفتاب ہوگا نہ مہتاب تو دن کہاں رہینگے؟ جہاں دن کی حدیں ختم ہوئیں وہاں سے ہمیشہ کا تصور طلوع ہوتا ہے۔ جنت ہمیشہ کی جہنم ہمیشہ کی!

مَنْ وَسَلُوْهُ اَبِيْكَ اللّٰهَ كَا وَعْدِهٖ هِيَ هِمِّشَہٗ كِلِيْہٗ

وَعَلَّ شَيْءٍ اَحْصِيْنَهٗ فِيْ اِمَامٍ مَّبِيْنٍ

ہم نے ہر شے کا علم امام مبین کو عطا کر دیا ہے
کسی نے سوال کیا یا امیر المؤمنین! سب سے بڑا علم
کو نسا ہے؟ ارشاد ہوا: علم الابدان، علم الادیان، درود،
اس صاحب علم کیلئے جس نے دین کے علم کو بدن کے علم
سے منسلک کر کے ہدایت کی دین اور جسم کا علم ایک بجز بے
کراں ہے جس کا ظہور ابتداء عالم سے انتہاء عالم تک ہے۔

لیکن اس مکمل ظہور کو تمہارا ناممکن شعور نہیں دیکھ سکتا اس لئے بہتر ہے کہ اپنے ہر عمل کو تقویٰ سے ڈھانپ لو، ایسا نہ ہو کہ قیامت آجائے اور تم جس حالت میں ہو اسی حالت میں اٹھائے جاؤ!

نیکی بدی کا لکھنے والا فرشتہ تمہارا اپنا دماغ! تمہارے اعمال تو گناہ تمہاری نیت بھی ظاہر کئے دیتا ہے۔

اس علم کی روشنی میں وہ لوگ کہاں جائیں گے جن کا دل انکی زبان سے اس طرح دور تھا جس طرح نیکی سے بدی۔

لیکن اللہ نے اپنے پیغمبروں، اپنے ہدایت یافتہ لوگوں کے لئے اپنی مثال بیان کر دی ہے!

عرش اعلیٰ پر حق سے باطل کا گرنیر، شیطان کی سرکشی اور اللہ کی مصلحت۔ یہ مصلحت منشاء مشیت ہے۔ بروز فتح

مکہ اسی مصلحت نے وقت مقرر تک مہلت۔ وقت صلح امام

حسن علیہ السلام نے اس مصلحت کو کربلا تک مہلت دی۔ اور روز عاشور یہ مصلحت ختم ہو گئی۔ شیطان کی سرکشی اور ایک سجدہ

حسنین۔ فتح مکہ کے منافق اور ایک شریک رسالت حسین ابن علیؑ کے اہل اسلام، یہ مکہ نہیں یہ دشت نینوا ہے، آج

اسلام کی تکمیل کا دن ہے۔ اب جائے امان تا قیامت نہیں۔ عزا و داران حسینؑ آج محرم کی بارہ تاریخ ہے، بہترین

کا سوئم ہے۔ حق کی سپاہ کا سوئم ہے۔ وہ ستر و دو تن حسین حبیب ابن مظاہر جیسے ضعیف، قاسم ذیجاہ کے کم سن نونہال

اور اصغر بیٹے پر جیسا چھٹا کا شیر خوار بچہ، آج زمین کربلا میں بے گورو
 کھن حَسین کی مظلومی اور راہِ حق کا نشان ہے ۱۱
 ہم عزاء دارانِ حَسین صَف ماتم پر بیٹھے ہیں، اس مظلوم کا ماتم
 جسکی لاشیں بربیدہ پر کوئی رونے والا نہیں جسکا گنہگار سن بستہ
 سر برہنہ آج بازارِ کوفہ سے گذر رہا ہے۔
 یہ علی کی بیٹی ہے ثانی زہرا جسکے بندھے ہاتھوں نے شریعت
 کی مشکل کشائی کی ہے۔ بی بی گام بہ گام آپکے صبر و تدبیر کو ہمارا
 سلام، آپکے خطبوں کو ہمارا سلام، آپکی اسیری کو ہمارا
 سلام

رد از نیب کی کام آئی بھڑوں میں بایاں ہو کر

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيْنَ ۝ بَيْنَهُمَا بَنُورٌ خَالٍ لَا يَبْغِيْنَ ۝

ارشادِ باری: ہم نے دو دریا بہائے، جو آپس میں ملتے ہیں، اور اُس دریا سے
 موتی اور مونگے نکلتے ہیں، یہ موتی اور مونگے نعمتِ خدا ہیں۔

تم اللہ کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے

صلحِ حسن کو امام کی عاجزی نہ سمجھو حق و باطل کا پہلا معاہدہ
 عرشِ اعلیٰ پر ہوا، شیطان کی سرکشی اور اللہ کی مصلحت اور یہ مصلحت
 ختم ہو گئی کربلا میں، بہت جاؤ جبریلؑ یہ معرکہ حق و باطل ہے
 یہ فیصلہ کا دن ہے حَسین حجتِ خدا ہیں، امامِ وقت میں
 پر کیا کریں، آیتِ ذبحِ عظیم ہیں، سورہ والعصر میں۔ فاصلہ تیغ و
 گلو۔ اور ایک سجدہ رَبِّ، اب نہ وہ صف ہے نہ وہ مجاہدین طرف
 سجدہ حق۔ مولانا اُس مقامِ عبادت پر کر دیا، سجدہ بنا ہوا ہے نشانی حَسینؑ کی ۱۱



إِنَّ رَبَّكُمْ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي
 سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ قَف (الاعراف)



پیشک تمہارا پروردگار وہ اللہ ہی ہے جس نے چھ دنوں میں،
 آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، اور عرش پر آمادہ ہوا۔
 مومنین! یہ مجلسِ ایامِ مظلوم ہے۔ اس صدفِ ماتم پر امام
 حسینؑ کے سوگم کا ماتم ہے۔ بہتر شہداء کا ماتم ہے۔ ذکرِ شہادت
 حسینؑ علیہ السلام؛ ذکرِ خدا و رسولؐ کے ہوا اور کچھ نہیں۔
 لاریب ساری تعریف اُس خدا کے لئے جس نے
 کائنات کو خلق کیا، اور عرش کو اپنی حکمت کے لئے مقرر
 کیا۔ اللہ محتاجِ تعریف نہیں۔ اُسکی یکتائی کی مثال شرک ہے۔
 اُس کی وحدانیت کی مثال فہم و ادراک سے باہر ہے۔
 اللہ خالقِ ازل ہے۔ ابد اُسکی حدِ قدرت میں محدود ہے۔
 اللہ نے کائنات کو خلق کیا۔ اور عدم کے وجود کا خالق ہے۔
 جو شے ابھی عدم میں ہے، کُن کی محتاج ہے۔ کُن اور فیکون
 کا ربطِ باہمی کُن فیکون کے مدارج، فکر کے لئے ناقابلِ فہم
 ہیں۔ کُن فیکون کی راہ سے گذرنے والا اپنی انتہا و ابتدا سے
 آگاہ نہیں؛ لیکن خالقِ کُن فیکون ہی جانتا ہے، عدم میں تھا
 تو کیا تھا، وجود میں ہے تو کیا ہے، اللہ ہی جانتا ہے۔

وجود کی ہیئت ظاہری کیا ہے، اور عدم کی ماہیتِ باطنی کیا ہے؟

جب چھ دلوں میں کائنات حلق ہوئی، تو مخلوق نے خالق کا تصور اپنی حیات کے ساتھ پایا؛ رحمت کسی کو خود سے بے خبر نہیں رکھتی۔ لیکن زمانے کی فکر اسی حد تک وسیع ہوتی ہے جس قدر قدرت کی رضا ہے؛ فکر ایک عطیہِ خدا ہے۔ انسان کا نور ہے لیکن، اسکی الگ الگ سطح ہے ہر سطح کی اپنی اپنی حیات ہے۔ فکر کے ارتقاء کی حدودِ محفوظ میں محفوظ ہے۔ اس عقلِ فکر کی ہدایت کے لئے پیغمبر آتے رہے دنیائے فکر کی روشنی بڑھتی رہی۔ تاریکی اپنے مفہوم کے ساتھ واضح ہوتی رہی۔ خدا کا تصور جو قریب تھا بعید سے بعید ہوتا گیا۔ خدا نے خبردار کیا ہے۔ پیغمبر کو اللہ کا بیٹا نہ کہو یہ شرکِ عظیم ہے۔ اللہ تو واحد و یکتا ہے۔ واحد ہی نہیں تمہارا رب لا شریک ہے؛ خدا کی وحدت وہ وحدت نہیں جسے تم اپنے وجود کی یکتائی سے سمجھ سکو۔ اور یہ وہ لا شریک نہیں جسے تم یکائی کے نقطہ آغاز سے ثابت کر سکو۔

اے فکر زمانہ! تیری تحقیق صحیح ہے، علم الہی کے مطابق ہے، حکمِ خدا کی حد میں ہے۔

مؤمنین زمانے کی اس فکر کا نام سائنس ہے۔ برائیس کہتی ہے (سائنس) جو کائناتِ خلق ہوئی۔ تو ذرہ ذرہ

کے ہر جزو کو الگ الگ زندگی ملی، ہر کل کا ایک ایک جزو اپنی اپنی حیات رکھتا ہے۔ اور مدتِ حیات بھی۔

یہ چاند سورج بحر و بر بظاہر واحد ہیں یکتا ہیں، لیکن انکی ساخت انکی ماہیت شراکتِ عظیم سے مرتب ہے۔
 محقق کہتے ہیں زندگی کی ابتداء یکائی ہے۔ یکائی عنان سے باہم منسلک ہوئی مربوط ہوئی، تو وجود بنا۔ یکائی زندگی ہے۔ اور خدا خالق حیات ہے۔ عقل عاجز ہے۔ خداوند ذوالجلال کس قدر حد تصور سے دُور ہے، اور! ہم تو اتنا بھی نہیں سمجھ سکتے۔

کل کے تصور سے آج کا خیال کس قدر قریب ہے۔ اور کتنا دور ہے۔ صرف یہ یقین ہے، نہ یہ آج واضح ہے۔ اور نہ کل واضح ہو گا۔ بس یہ رُوح اسکا حکم ہے۔
 جسکو ہدایت ملی ہے کہ کہو خدا وحدہ لا شریک ہے“
 اور ایمان لاؤ خدا پر اس کے رسول پر!

پس اے رسول جو خدا کی وحدانیت پر ایمان نہیں لاتا اس کے رسول پر ایمان نہیں لاتا، تو اسکا تم پر کوئی بار نہیں۔ تمہارا اللہ اور وہ شخص جسے کتابِ الہی کا علم ہے تمہاری رسالت کی گواہی کو کافی ہے۔

قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمٌ

الْكِتَابِ

عندہ دارانِ حُسنِ حق ہے۔ ایمان و علم کا۔ ہم پتہ ہے

آیت مودت کا کہ اس رسالت کے گواہ ولی خدا جسکی گواہی
مثال حق ہے کہ علی ابن ابیطالب امیر المؤمنین مولائے کائنات
کا ذکر ہوتا ہے۔ وہ علیؑ عقدہ کشا جسکی ملح و ثنا بقول رسول خدا
عبادت ہے۔

مظہر خدا وہ علیؑ جس کے ہر گوشہ علم و عمل سے وحدانیت
اور نور رسالت، عالم اسلام، اور دنیا کے علم میں روشن ہے۔
وہ شب ہجرت ہو، یا روزِ مباہلہ! مقام غدیر ہو یا شب
معراج! رسالت کے اس گواہ پر مسجد ذوالقبالتین شاہد
ہے۔ دعوت ذوالعشیرہ گواہ ہے، آیت مودت شاہد ہے
کہ بعد ولی خدا وصی رسول۔ اسی نور سے روشن ہے جسے
رسول خدا نے بحکم رب شب ہجرت، روزِ مباہلہ اور مقام غدیر
میں آشکار کیا ہے۔ بعد رسالت۔

یہ سلسلہ امامت ہے، زمین حجت خدا سے خالی نہیں،
سلسلہ امامت، دلیل امامت "وہ" جسکا قول علم الہی کی
تفسیر جسکی عبادت وحدانیت کی دلیل، جسکی ہدایت کتاب
خدا کی تحریر، مومنین! وہ کتاب خدا جو کائنات کے
ہر گوشہ علم پر آیت محکم ہے۔ جس کے صفحہ اول پر دین خدا،
اصول شریعت رستم ہے۔ تاکہ علم و عمل پر یہ شریعت روزِ براء
گواہ ہو۔ یہ شریعت روزہ نماز سے اپنا تعارف کراتی ہے
لیکن اس کی طلب، اسکا نفس اس عبادت کی متلاشی ہے جو
عالم جہاد میں سجادہ ایمان و یقین پر ادا ہو، عبادت ایسی ہو کہ

جس فرشِ خاک پر ادا ہو اُسکا ذرہ ذرہ طاعتِ الہی میں ہو سجد ہو جائے وہ عبادت جسکا نفس خیر و شکر۔ جسکا عمل تسلیم و رضا، جسکا علم میانِ آب و گل آدم سے خاتم تک منشا ہے خدا کا منظر۔ ایسی عبادت فاسق و فاجر کی امامت قبول نہیں کرتی۔

یہ عبادت کدِ بلا تخلیق کرتی ہے “

جادِ حق پہ شہدِ دین کی صدا آج بھی ہے
گر بلا منظرِ تسلیم و رضا آج بھی ہے

مولانا ہنگامِ عصر آواز دی ہل من ناصرِ ناصرتنا
کوئی بے میری مدد کرنے والا ۹۹۔۔

یہ بیگسی کی پکار نہیں تھی، یہ آوازِ امام! راہِ حق پر شمعِ ہدایت ہے۔ یہ نماز و روزہ یا دِ خدا یہ خوفِ خدا یہ احکامِ شریعت، یہ پابندِ شریعت بندگانِ خدا! مومنین ہی شمعِ ہدایت کے نور سے روشن ہیں!

وہ حسین بن علی! جنکے طریقہ عبادت پر ابراہیم خلیل اللہ کا سلام ہے۔ جسکے صبر پر صبرِ ایوب نثار ہے، جسکی شہادت پر عیسیٰ روح اللہ سردارِ محوِ ثناء ہیں

وہ حسین ساقی کوثر کالال جگر گوشہ بتول، روحِ رسالت حسین جس کا کتبہ آج رسن بستہ راہِ خارِ دار سے گزر رہا ہے

صف ماتم پر سلام اُن پر درود اُن پر وہ ناموسِ محمدؐ وہ عترتِ
 اطہار، شریکِ رسالت، ثانیِ زہرِ اَعابِدِ بيمار، سرِ برہنہ تشنہ لب
 بازوِ فگار، کربلا سے کوفہ، کوفہ سے شام جسکی تشمیر پر مسلمان
 نازاں ہیں۔

اے صفِ ماتم کے عزادار! آج کربلا میں سہِ مقتل کوئی
 نہیں کوئی رونے والا نہیں، لبِ فرات کوئی پہرہ نہیں، خیمہٴ اطہر میں
 کوئی نہیں، جلے ہوئے خیمے کا نشان ہے۔
 بہتر لاشِ شہداء ہے، اور سیا بانِ کربلا بھل منِ ناصیہ کی
 صدائے بازگشت ہے۔ اور عزادارانِ حسینؑ مظلوم لبیک یا حسینؑ
 لبیک۔

مؤمنین! وقتِ بکا ہے، عدو لے حجاب آنہ خیمے میں
 در آئے، وہ ظلم و ستم وہ تاراجی ناموسِ محمدؐ وہ رسن بستہ زینتِ
 دیگر، اور ہمارا بیمار امامِ وقت۔ مؤمنین بیمار کربلا طوق و سلاسل میں
 اس طرح اسیر ہوئے کہ اگر ہم اُس کا ذکر بھی کرتے ہیں، تو ہمارے
 سانس گھٹتی ہے۔ امام اور وہ مبتلائے الم امامِ وقت، نوکِ نیزہ
 پر زیارتِ حسینؑ کی اور امامِ خاک کربلا پر سجدہٴ رب میں اس طرح
 سہرِ سجود ہوئے کہ سہرِ مقتل لاشِ شہداء بیتاب ہو گئی، آوازِ
 حسینؑ آتی، مرجا لے نورِ نگاہِ سربے سہرِ مرجا۔ مرجا
 لے نورِ نگاہِ بانوِ مضطرِ مرجا۔۔۔

آج ہر جگہ صرف ماتم پر امامِ حسینؑ علیہ السلام کا ستر و تن بے
 گور و کفن کا سوگم ہے۔ اے محرومِ گمیریہ! اے محرومِ عزاءِ زینتِ مضطرِ کربلا
 سلامِ قول ہوئے سنِ بستہ راہِ شام کے مسافر وہ ہم ساتھ ہیں ہمارا گمیریہ، ہمارا اھدیہ تہنم



سورہ حمد میں ارشاد ہوتا ہے : الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
 بیشک ! وہ عالمین کے لئے رحمت ہے۔ اور ساری حمد و
 ثناء واجب ہے اُس ذات واجب کے لئے جس نے کائنات
 کو خلق کیا اور اپنی مخلوقات کو مختلف صفتوں سے آراستہ کیا
 اور انہیں صفتوں کو ایک دوسرے کی بقا اور فنا کا سبب قرار دیا۔
 خلاق عالم نے اپنی مخلوقات میں انسان کو امت از کیا، تو اسے
 عقل عطا کی، اور عقل کو وسعت خیال عطا کی، اور خیال کی وسعت
 کو کائنات کی وسعت سے متصل کر دیا۔ عقل کو آزادی فکر
 عطا کی، اور نفس کو جسم واحد میں کسی پر دے عطا کئے ایک دوسرے
 کا محکوم بنایا، نفس کی طلب کو دین خدا میں فنا اور بقاء کا سبب
 بنایا۔ نفس کو سیرتوں سے آراستہ کیا، مہیرانِ علم و عمل کے لئے
 قضا و قدر کو خلق کیا، قضا و قدر ہی وہ سبب ہے جس سے
 اصول، یقین اور عمل کو متدار نہیں۔

قضا و قدر کے درمیان خلاق عالم نے اپنے مخصوص بندوں
 کو بھی ایک طریقہ حیات عطا نہیں کیا ہے، حضرت داؤد علیہ
 السلام کو لوہے کا علم عطا ہوا وہ لوہا جو پیغمبر خدا حضرت داؤد
 علیہ السلام کے ہاتھوں میں موم تھا، اسی لوہے نے حضرت
 ذکریا علیہ السلام کے اُس نمبر مبارک کو جو امین و وحی ربانی تھا
 جِدَاکَر دیا گیا۔“

دعوتِ فکر دیتی ہے۔ لوہے کی نرمی اور سختی اسی سبب سے حکیمِ رب ہے۔ کہ قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھو اور سمجھ کر پڑھو تاکہ اپنے غور و فکر سے اپنے ایمان کو جلا دو، یہ قرآن صاحبانِ ایمان کے لئے رہبر دین و دنیا ہے اور ممتقی کے لئے ہدایت و اللہ یحبُّ الْمُحْسِنِينَ اللہ اپنے نیک بندوں کو پسند کرتا ہے۔ قدرت نے قضا و قدر کو سبب کے لئے خلق کیا ہے۔ اللہ اپنے نیک بندوں کو پسند کرتا ہے۔ اے ایمان والو! دیکھو! ہم کیا ہی اچھا اجر دینے والے ہیں، ہم نے اپنے پیغمبر کو تمہاری ہدایت کے لئے بھیجا ہے۔ ہمارے انبیاء کو درمیانِ قضا و قدر دیکھو، اور غور کرو، تاکہ اپنے ایمان و عمل کو انبیاء کے صبر و یقین، علم و عمل اور تقویٰ سے منسلک کر لو۔ حلوٰثِ زمانہ طریقہٴ حیات ہیں، میزانِ علم و عمل ہیں، ذریعہٴ نجات ہیں۔ صرف عذاب نہیں۔ اے اہل ایمان تمہارے فکر کی گھبری کے لئے جلیلُ القدر پیغمبر حضرت ابراہیمؑ کو طلوع و غروب کی منزلوں سے گذرتے دیکھا؟ دھکتی ہوئی آگ گلزار بنی؟ خدا کہتا ہے: سلام ہو ابراہیمؑ پر!

حاضرینِ مجلسِ قرآنِ حکیم نے انبیاء کی زندگی کے طریقیہ حیات کا بار بار ذکر کیا ہے جسبِ مصائب و آلامِ تہریف کی ہے۔ سلام بھیجا ہے سلام علی ابراہیمؑ، سلام علی موسیٰ و ہارونؑ، یاد کرو وہ وقت جب ہم نے موسیٰؑ کو فرعون کی ہدایت کا حکم دیا، تو عاجزی سے دعا کی: میرے رب

میکے بھائی ہارون کو میرا مددگار بنا! ہم اسی طرح اپنے صالح بندوں کی دعا قبول کسرتے ہیں، ہم کیا ہی اچھا اخبار دینے والے ہیں۔

سورہ صافات میں ارشاد ہوتا ہے؛
 سَلَامٌ عَلٰی نُوْحٍ فِي الْعَالَمِيْنَ
 سامے عالم تک سلام ہو نوح پر کیسے عبد صالح تھے۔
 کشتی نوح ذریعہ نجات ہے۔ سفینہ حیات ابدی ہے،
 سلام علی ابراہیم، سلام علی موسیٰ و ہارون۔
 درود واجب ہے اس صاحب عزت کے لئے
 جو طحا ہے، حبیب ہے، یس ہے۔

ارشاد ہوتا ہے؛ سَلَامٌ عَلٰی اٰلِ يٰسِ
 آل یس کے مفہوم میں اختلاف کی گنجائش نہیں، صرف
 آل یس پر حجت تمام نہیں کی وہ لقب دیا جو کسی کو نہ دیا تھا۔
 محمد تم سراج منیر ہو تمہاری شعاع ہے تمہاری ضیاء ہے۔
 سلام علی آل یس، میرے حبیب تم پر تمہاری آل پر سلام ہو۔ اَللّٰهُمَّ
 صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ

مؤمنین! چشم بصیرت سورہ توبہ کی اس آیت کے لئے ولے
 اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتَّوَكُّوْا وَّلَمْ اَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جَعَلُوْا
 مِنْكُمْ وَّلَمْ يَتَّخِذْ وَاٰمِنُ دُوْنَ اللّٰهِ وَاَلَدْرَسُوْلِهِ وَاَلَا
 الْمُؤْمِنِيْنَ وَّلِيْجَةٌ

ابھی وہ ظاہر نہیں جسے ممتاز کیا ہے۔ غور کرو سلام علی آلِ اِیْس
 ابھی وہ ظاہر نہیں جسے ممتاز کیا ہے۔ سورہ توبہ کی تبلیغ ہو رہی ہے
 لیکن ابھی وہ ظاہر نہیں۔ ابھی آلِ اِیْس کا مفہوم منزلِ فہم سے دور
 ہے۔ ابھی آلِ مُحَمَّد کا آفتاب صبح صادق کی منزلِ شرف
 میں ہے۔ زمانہ آفتابِ مُحَمَّد کی تمازت سے آگاہ نہیں؛

سورہ توبہ کی آیت اپنی دلیل کی منتظر ہے۔

محکمِ خدا رسالتِ سورہ توبہ کی اس واضح غور طلب آیت
 کی دلیل میں محبوبِ شارت ہے حسنِ یحسینؑ شبابِ اہل
 جنت میں۔ صاحبانِ ایمان نے سمجھا، اور جنت کے شوق
 میں قدموں سے لپٹے لپٹے۔ منافقوں نے سمجھا ہی نہیں پایا۔
 منافقت کا پردہ ذہنِ عقول پر پڑا تھا، کتنے ایسے تھے جنہیں جنت
 و بلاغت کا دعویٰ تھا، سوچ ہی نہیں سکے۔ ان دو کم سن بچوں
 کو کلامِ رسالت نے جنت کا پھول کیوں نہیں کہا؛ یہ طفلی اور شبابِ
 جنت۔ اے اہلِ اسلام کلامِ رسالت میں اسی طرح غور و فکر کرو
 جس طرح قرآن کی عبارت کے لئے فکر لازم ہے۔ فکر کہتی ہے،
 شباب اپنے معنی و مفہوم میں نصف النہار اور ماہِ کامل کی
 توانائی سے شروع ہو کر طاقت و قوت کی انتہا تک وسیع و بلیغ
 ہے۔ اگر عرشِ خدا فرشتوں کے ہاتھوں پر بلند ہے۔ تو جنت
 الفردوس امامِ حسنؑ اور امامِ حسینؑ کی طاقت و اختیار کا نام ہے،
 اسی لئے آیتِ مودت نازل ہوئی، یہ مودتِ آلِ مُحَمَّد ہے جو جزو
 کوکل سے بطنی ہے۔ یہ مجلسِ حسینؑ منظرِ مودتِ آلِ مُحَمَّد ہے۔ یہ گل

کے لئے جہزہ کی طلب ہے۔ جنت پیش نظر ہے، اگر آنکھیں
اشکبار ہوں، سلام علی آلِ میس، سلام ہے میرے حبیبؐ تم پر
اور تمہاری پاک مٹھرائی پر جس کا تعارف تمہارے رب نے قرآن
مجید میں مصیبتوں کی انتہا سے کیا ہے۔ اس تعارف میں زمانہ
تا قیامت کسی اور چہروں کو یکجا نہیں دیکھ سکتا۔ یہ یکجائی کربلا
پر ختم ہے۔

حاضرین مجلس! رسولِ مَخدّانہ ہے، علی مرتضیٰ نہ ہے، فاطمہ
زہرا نہ رہیں، حسنؑ مجتبا نہ ہے، جن سے واقف تھے نہ ہے تو
مناقت دلدل کے بلبلو کی طرح ابھر کر سامنے آگئی۔

امام وقت سے بیعت طلب کی ہے یزید نے۔ ایسی جسات۔
قتل آن کی اکثر آتیں سمٹ کر یکجا ہو گئیں۔ فرزندِ رسولؐ
حسینؑ ابن علیؑ سورۃ والعصر پڑھتے ہوئے منزلِ آخر پر آگے
راہِ مستقیم کے بہتیرے مسافروں نے ظلم کی سپاہ کو گھیر لیا۔
حسینؑ حجتِ خدا ہیں، زورِ یدِ اللہ ہیں۔ مصیبتوں کی انتہا چریت
کی بشارت ہیں۔ نبوت کا جلال ہیں، شریعت پکار رہی ہے
یا حسینؑ مدد! امام عالی مقام نے نزعِ اعداء میں حقِ ہدایت
ادا کی۔ حق کے خلاف باطل کا ایک ہی جواب! بیعتِ یزید لانا
ہے، منافقت اپنی وضاحت پر خود مقرر ہے۔ وہ عالمِ تشنگی
وہ امام کا تبسم، اگر بلا تھمرا اٹھی۔

سبیل سیکڑہ حیدرآباد لطیف آباد

نو تاریخ! ایک شب کی مہلت ملی۔ وہ ایک شبِ ہجرت
کی منزلِ آخر وہ شب، شبِ عاشور، خیامِ حسینؑ میں عبادت

منزلِ کمال پر تھی حسینؑ ابن علیؑ سدرۃ المنتہا پر سجدہ رَبِّ اِدا کرتے رہے۔ شبِ تمام ہوئی، راہِ حق کے مسافروں کی صبحِ شہادتِ نمودار ہوئی ۛ

انصارِ با وفا گئے، اقربا گئے، ہمشکلِ مصطفیٰ گئے، لبِ فرات عباسؑ دلاور گئے، هَلْ مِنْ نَاصِرٍ يَنْصُرُنَا بِخِيَامِ سِيبِ گریہ کی صدا بلند ہوئی۔ امامِ خیمے میں آئے۔ بیشیر نے نصرتِ حسینؑ کے لئے خود کو جھولے سے گرا دیا،

میدان میں تنہا جو شبہ دین نظر آئے

گو آنے کے قابل نہ تھے اصغرؑ مگر آئے

اے فرات کے کینو! یہ اصغرؑ بیشیر کا سوال آج ہے:

صاحبِ اولاد میں کچھ رونے لگے، لیکن حُرملہ کی شقاوت تیر
بٹکے قلبِ اسلام میں پیوست ہو گئی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ
رَضَابَهُ قَضَابَهُ فَسَلِيصَةً لِّاُمُوهِ

آج بارہ محرم ہے، دشتِ نینوا میں علیؑ اصغرؑ کے پھول
ہیں، بارغِ زہراؑ کے ہر پھول کا سوئم ہے، یہ حسینؑ کی صف
ماتم ہے۔ وَ اَحْسَبُ اَنَّكَ اَشْتَدُّ شَدَّ حُسَيْنٍ





وَقُلْ رَبِّ اَدْخِلْنِيْ مَدْخَلَ صِدْقِيْ وَاَخْرِجْنِيْ مَخْرَجِ صِدْقِيْ وَا
 جَعَلْتَنِيْ مِنْ لَدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا وَّقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَاذْهَبَ
 الْبَاطِلُ طَرٰٓئِفَ الْبَاطِلِ كَانَ زَهُوْقًا ۝

آیات: ۸۱-۸۲ - سورہ نبی الزمر پارہ ۱۵

اور کہہ دو کہ اے میرے پروردگار: مجھے اچھی طرح داخل کیجیو اور
 اپنے یہاں سے زور و قوت کو میرا مددگار بنا لیو، اور کہہ دو کہ حق آگیا
 باطل کو فنا ہونا ہے، بیشک باطل نابود ہونے والا ہے۔“

سَدْرِ اَیْنِ حَکِیْمِ کی یہ آیت بقول تفسیر قرآن شبِ ہجرت کی خبر
 دیتی ہے۔ اللہ کا رسول عازمِ سفر ہے۔ اللہ کی قوت بسترِ رسول پر
 مجنوب ہے۔ اس خوابیدہ تلوار کی چھاؤں میں اللہ کا رسول بہ منشاءت
 خداوندی اچھی طرح داخلِ مدینہ ہوا!

اے اہلِ مدینہ قُلْ جَاءَ الْحَقُّ، حق آگیا حق آگیا۔ اللہ کا
 رسول تبلیغِ حق میں صفتِ نور جلوہ فگن ہے۔ کبھی بدر میں کبھی خندق
 میں، گاہ معرکہ اُحد مصلحتِ آمیز میں۔ وعدہ ہے مدد کا۔ اللہ نے
 اپنے حبیب کو، اپنے رسول کو اپنا نام عَلٰی عَلَّقَہُ كَشًا دیا، زورِ یلغار
 دیا، سیفِ اللہ دیا، اسدِ اللہ دیا، گفتارِ عَلٰی تفسیرِ قرآن بنی۔
 معراجِ بنی اور عَلٰی! یہ رازِ تَبَسُّمِ؛ سفر اور ہمسفر کی بات ہے۔

اسلام کی آواز دعوتِ ایمان دیتی رہی۔ کلمہ توحید سے اللہ اکبر کی صدا سے گفاروں کے دل لٹکے سینوں میں گھٹنے لگے، باطل کو نابود کرنا محکمِ خدا ہے۔ محکمِ خدا کی بجا آوری وہی کرے، جس سے اللہ مخاطب ہے۔ انتخابِ اللہ کا ہے۔ منتخب کو اللہ کا رسول ہی خانتا ہے۔ کل علم اُس کو دو لگا، جو کدرا رہے۔ غیر فرار ہے۔ باطل کو فنا ہونا ہے۔ یہ فیصلہ اللہ کا ہے۔ رسول بڑھتے جاتے ہیں، اللہ کی مدد ساتھ ساتھ ہے۔ وہ رن پڑا کہ جلتے فرار نہیں رہی۔ رسالتِ مطہن ہو گئی۔ بس میرے حبیب تمہارا کام پیمانہ پہنچانا تھا۔ تبلیغِ حق ہو گئی، باطل کو فنا کرنا اللہ کا کام ہے۔ بڑی سخت جہم ہے۔ اسے سر کرنا ہے۔

تاریخ کے ساتھ ساتھ چلیے، زورِ یدِ اللہ دیکھیے۔ دلوں کو تو لیتے ہوئے۔ نیت کو پرکھتے ہوئے۔ اللہ کی قوتِ علیٰ ابن ابیطالب کے قدم بڑھتے ہی رہے۔

بالاحسن! مسجدِ کوفہ شاہدِ نبی، اُس شہید کی، جس کی شہادت پہلی ضرب ہے پشتِ منافق پر! مسجدِ کوفہ میں پس منبرِ رسول، باطل اپنی ہیئت و اصلیت کے ساتھ واضح ہوا۔ دشواریاں ختم ہو گئیں، وضاحت ہو گئی، پھر چھپ جائیں، پھر کہیں پناہ مل جائے، ایک بار پھر کلمہ توحید پڑھ لیں، یہ وہ منزل اب نہیں۔ باطل کو فنا لازم ہے، اللہ کو یہ مکروہ شکل پسند نہیں۔ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا. باطل کی شکست یقینی ہے۔

علیؑ عقده کشا بعد شہادت مجبور نہیں؛ انتخاب اللہ کا ہے۔ منتخب کو سامنے آنا ہے، فاطمہ زہراؑ کالال، حسنؑ ابن علیؑ، وہ زورِ یدِ اللہ ہے۔ کہ باطل کی ساری سیاست، اپنی ہی سبھی ہوتی رستیوں میں خود اسیر ہو گئی، بیشک اللہ بڑا مدبر ہے، تنخواہ دار، حرص و ہوس کی سپاہ کے مقابل اللہ کا مجاہد، امام وقت حسنؑ ابن علیؑ کی صلح وہ جہادِ عظیم ہے۔ جس کی خاموش ضربِ قلم سے باطل کے چہرے تاریخ کے اوراق پر مسخ ہو گئے صلح حسنؑ اللہ کی وہ مصلحت ہے جس سے جاہلِ امان تا قیامت نہیں۔ شرائطِ صلح حسنؑ سے باطل کے چہرے مسخ ہو گئے۔ **اللَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُتَكَبِّرِينَ**
اللہ تکبروں کو پسند نہیں کرتا۔

مؤمنین! اگر فرزندِ رسولؐ جگر گوشہؑ بتول حسنؑ ابن علیؑ بہ شکلِ صلح و شرائطِ بعدِ معاویہ، امام حسینؑ علیہ السلام کو جائیزِ خلیفہ وقت نہ رقم کرا لیتے تو بعدِ معاویہ شہادتِ حسینؑ بھی صلح حسنؑ کی طرح وجہ سوال بنی نہ ہتی۔ اور آج زمانہ منافقوں کو مستقبل کے اندھیروں میں ہی ڈھونڈھتا رہتا۔

وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّ الْمُنْفِقِينَ لَكَاذِبُونَ ۝

خدا ظاہر کرے دیتا ہے۔ دل سے سچے نہیں جھوٹے ہیں۔ جو خود صادق نہیں جس کا وجود اُس کے عہد کا امین نہیں۔ منصبِ خلافت کے لئے وجہ جبر و تشدد تو بن سکتا ہے۔ لیکن

اسلام کی قوت نہیں۔ امام حسین علیہ السلام نے صلح کے بعد جن مصائب کا سامنا کیا، جس صبر و تدبیر کی مثال پیش کی جن صعوبتوں کو سہا ہے۔ وہ رسولِ خدا کی ملی زندگی اور اسکی صعوبتوں سے کم نہیں۔

بالآخر منافقت پر یہ صبر بھی باہر گراں ہوا، اور حسن مجتبیٰ زہرِ بلائیل سے شہید کر دیئے گئے۔ انہروں کے شرارتِ بعد معاویہ، امام حسین علیہ السلام بہ اتفاق رائے بچھم شمرانہ خلیفہ وقت ہیں، اب جو بھی امام حسین علیہ السلام کے مقابل آئیگا باغی ہی کہا جائے گا!

صادق کا اصلحہ، اسکی صداقت، باطل کی ڈھال اسکا مکڑہ

”اگر آج ہمارے آبا و اجداد زندہ ہوتے تو دیکھتے ہم نے بدر کا کیسا بدلہ لیا ہے۔ یہ آواز کیا تھی؟ باطل کی ناگزیر موت، یہ بدر کا بدلہ تھا، یا باطل کی واضح شکل و نسل؟ امام عالی مقام نے ہر ایک قبیلے سے، ہر ایک جگہ سے باطل کو کھینچ کر دشتِ نینوا میں، یوں لاکھڑا کیا جیسے یہ روزِ عاشور نہیں بلکہ یومِ شریبے“

وقتِ عصر لڑائی ختم ہوگئی، فاقے ختم ہو گئے، تشنگی ختم ہوگئی، ایدائے تیغ و گلو ختم ہوگئی۔

حَقًّا كَمَا مَنَّا لَإِلٰهٍ اَسْتَ حَسِينٌ

لیکن یہ شامِ غریباں! یہ شبِ یتیمی۔ یا حسینؑ وہ بیٹا

کیا کرے جو بیمار ہے طوق و سلاسل میں اسیر ہے۔ جو امام
 ہے۔ نہ آٹ کو رو سکتا ہے۔ نہ اپنے لئے ہونے کنبوں کے
 عمروں کو چھپا سکتا ہے۔ جو اس اسیر کے بس میں ہے،
 وہی منٹائے شہادت ہے۔ تبلیغ شہادت ہے۔ یہی کارِ رسالت
 ہے۔ یہی آلِ محمد کا چلن ہے۔ صبرِ مصیبتوں پر صبر، جلتے ہوئے
 خیام پر صبر، کانوں سے بہتے ہوئے ابو پر صبر، نوکِ سناں
 سے زخمی پشتِ مطہر پر صبر، پس گردن بندھے ہوئے
 دستِ مطہر پر صبر، سر برھنے نیر بازار تشہیر رسالت
 پر صبر۔ یہ کون اسیر ہے؟ یہ کیوں اسیر ہے؟ یہ سوال ہے
 اور تبلیغِ حق میں کربلا سے کوفہ کوفہ سے شام۔ امامِ وقت
 ہیں اور ایک ہی جواب ہے۔ یہ تمہارے نبی کا کنبہ ہے،
 جسے تم نے تاراج کر دیا، یہ نوکِ سناں پر میرِ حسینؑ
 ہے، جسے تم نے آغوشِ رسولؐ میں دیکھا ہے،
 عزاء دارو! آج امامِ مظلوم عابدِ دلگیر اپنا لٹا ہوا
 کنبہ لئے راہِ شام پر زواں ہیں۔ راہِ خار دار ہے۔ اور عابدِ
 بیمار!

آج بارہ محرم! امام کا سوگم کون کرے؟ آج کربلا
 میں کوئی رونے والا نہیں، لاشِ امامِ حسینؑ مقتل سے گذرتی
 ہوئی اسیرِ رنج و محنِ زینبؑ و لکیر کو دکھتی رہی، میسری
 مانجائی، میری بہنِ زینبؑ! تجھ پر حسینؑ کا سلام، عباسؑ
 دلاور کا سلام، اے علیؑ کی صابر و شاکر بیٹی تجھ پر ہم شہداء
 کربلا کا سلام، نورِ زینبؑ نے کہا شام کو اب جاتی ہے خواہر، اے سبطِ پیمبر...



ساری حمد اُس خالق کے لئے واجب ہے جس نے
اپنی حکمت، اور اپنی رحمت سے کائنات کو خلق کیا ہے۔
اور اس کی بناوٹ میں اپنے بندوں کو غور و فکر کی ہدایت
کی ہے۔ **يَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ**
اور تعریف ہے ان بندوں کی، جو اٹھتے بیٹھتے، اور کروٹ
لیتے خدا کا ذکر کرتے ہیں، اور کہتے ہیں۔ تو نے ان کو
عبث پیدا نہیں کیا۔

اس ہدایت کی وضاحت ہماری کم مائیگی کیا کر سکتی
ہے۔ لیکن حکم رب کی بجا آوری میں تھوڑی سی کوشش
بھی باعث نجات ہے۔ یہ فکر اپنے خالق کو کچھ نہیں دے
سکتی، لیکن یہ حکم خدا صاحب فکر کو ممتاز کرتی ہے۔
آج سے چودہ سو برس پہلے قدرت نے علم کے ہر باب
کو اہل اسلام کے لئے وا کر دیا، لیکن مسلمانوں نے اس
کی صرف تلاوت کو ہی حاصل ایمان سمجھ کے بیٹھ بے
نہ اٹھ کر آسمان کی وسعت کو سمجھا۔ نہ ہی بیٹھ کے پتے مشور
کی پستی پریشیاں ہوئے۔ اور نہ کروٹ بدلتے ہوئے زمانے
کو سمجھا۔ نہ ہی سمجھا زمین جب پہلو بدلتی ہے۔ تو کیا کیا
اسرار و رموز اگل دیتی ہے۔ اس آیت کے حضور!
يَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

مسلمان صاحب علم کیساتھ نہ چل سکے۔ خاموش رہ گئے لیکن وہ قوم جس کا خدا نہیں، لیکن وہ اسی اللہ کے بندے ہیں، جو ہمارا رب ہے۔ دنیائے علم کے لئے رحمت نے انکو منتخب کیا۔ اور انکے غور و فکر کی رصبری کی جسکا نام آج سائنس ہے۔

لیکن :- ایمان کہتا ہے۔ جس فکر میں عبادت کا شعور نہیں، احساسِ عبدیت نہیں، خالق کی خلاقیت میں نہ تسلیم خم نہیں، تو یہ فکر یہ بڑھتا ہوا علم متوجہ شر ہے باعث خیر نہیں، علم کی کوئی حد نہیں۔ ارشاد ہوا: **فَوْقَ عِلْمٍ عِلْمٌ** ایک علم والے سے دوسرا علم والا بڑھ کے ہے۔ علم کی منزلیں ہیں: ایک علم یہ بھی ہے۔ جو تقاضائے بشریت کے لئے جو اس خمسہ سے منسلک ہے علم وہ بھی ہے جو تقاضائے بشریت کے لئے اب وکل سے وابستہ ہے۔ یہ علم۔ جہاں علم و فکر کا وہ لازمی باب ہے۔ جس سے گذر کر علم الہی کے وہ تہہ باب ہیں جس کے لئے پروردگار عالم نے ہدایت کی ہے:

يَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ -

کائنات کی بناوٹ میں غور و فکر کرو، قرآن کی کھلی اور روشن آیت ہے: **كُلُّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ كِتَابًا**۔

ہم نے ہر چیز کو لکھ کر منضبط کر رکھا ہے۔

بَلْ هُوَ أَشْرَافُ مَا حَفِظْنَا بِمَنْحُوظٍ -

یوں محفوظ کی وضاحت حد امکان میں نہیں۔ لوح ایک تختی جس پر اللہ نے ہر چیز لکھی مگر منضبط کر رکھا ہے۔ خدا اس تختی کی خود ہدایت دیتا ہے۔ كَلَّمَ نَسِيءًا اَحْصَيْنِيَةً کتاب: اور مقام فکر ہے جس پر، جس کتاب میں اللہ نے ہر چیز تحریر کر دی ہے۔ اس کو پڑھنے کے لئے حکم دیا ہے۔ جو کائنات کی بناوٹ میں غور و فکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں، تو نے انکو عبت پیدا نہیں کیا؟

اس ٹیکنالوجی کے دور میں، جس نے موجودات میں سے چند کو چنا، اور غور و فکر کے لئے اسکو عمل میں لایا۔ اور اس عمل کا رد عمل دیکھا، اس پر ہم عمل کے رد عمل کو بمنشائے خدا لمحہ فکر دیا تو،

فکر اور عمل، عمل کے رد عمل نے بل کے ایک لامعلوم کو معلوم کیا۔ فکر کہتی ہے یہ کائنات کتاب الہی ہے۔ اور اس کائنات میں جتنی بھی چیزیں ہیں یہ تحریر الہی ہیں لے بنی نوع انسان! کم سے کم ترشے کے پاس سے بھی بیگانہ نہ گذر جاؤ، یہ کتاب الہی کی تحریریں ہیں۔ انکی بناوٹ میں غور و فکر لازم ہے۔ یہ غور و فکر عبادت ہے۔

ہد ہد ایک چھوٹا سا پرندہ موجود نہیں جلیل القدر پیغمبر حضرت سلیمان کو اضطراب ہے، آنے کا وقت تھا، اب تک کیوں نہیں آیا۔ غور کرو، یہ بعض پرند موسم کیساتھ حاضر

ہو جاتے ہیں، اور موسم کے بدلتے ہی پرواز کر جاتے ہیں، کسی اور مقام کے لئے چونکہ زمین اپنے محور پر گھوم رہی ہے، محور پر عمل ہے۔ روز و شب کے لئے مصرف عمل ہے ماہ و سال کے لئے۔ جو موسم آج یہاں ہے۔ وہ کل کسی اور مقام کی قسمت ہے۔ ہم کو ہدایت ملی، لیکن ہم، ٹرمنڈہ ہیں۔ سائنس دانوں نے مشاہدہ کیا، تحقیق کی اور "مائیکریشن آف برڈز پر ہزاروں کتب میں مفکر کی فکر کا نتیجہ ہیں"

حضرت سلیمانؑ نے کہا: بد ہدایتیں خبر لایا ہے۔ کون ہے جو تخت بلقیس لے آئے۔ ایک درباری نے کہا: آپ اپنی نشت نہ بد لیں گے، اور میں لے آؤں گا۔ پیغمبری جو علم الہی سے وابستہ ہے۔ اور امرار و رموز کا انکشاف کرتی ہے۔ زمانے کی ہدایت کے لئے اس تاخیر سے مطمئن نہیں۔ سورۃ النمل، کی متصل آیت نے کہا

قَالَ الَّذِي عِنْدَ مَا عِلْمٌ مِنَ الْكِتَابِ

ایک شخص جسے کتاب الہی کا تھوڑا سا علم تھا، کہا: آپ کے پلک جھپکنے سے قبل میں لے آؤں گا۔ اور تخت بلقیس آ گیا۔ ظاہر ہوا کہ کتاب الہی کا علم کائنات کے ساتھ ہی شکار ہوا ہے۔ آسمانی صحیفے، اور قرآن کا نزول اسی علم الہی کا نام ہے۔

مؤمنین، مقام فکر ہے۔ کتاب الہی کا تھوڑا سا علم اس قدر

برق رفتا رہے کہ چشمِ زدن میں تختِ بلقیس آگیا چشمِ زدن میں ایک سانس کی بھی دُوری نہیں؛ قرآن نے وضاحت کے ساتھ حضرت سلیمانؑ کا ذکر کیا، تاکہ اہل اسلام طاقتوں کی یکجائی کے لئے ہدایت حاصل کر لیں، اور اس ہدایت کے لئے کہا جو غور و فکر کرتے ہیں، اور کہتے ہیں، تو نے، ان کو عبت پیدا نہیں کیا۔ لیکن اہل اسلام نے قرآن کو نثر آنکھوں سے لگایا۔ تلاوت کی، حافظِ قرآن بنے۔ لیکن غور و فکر مجالِ عملی ہی رہا۔ سائنس! بڑھتی ہے۔ اُن دیکھی طاقتوں کو یکجا کرتی ہے۔ بٹن دبتا ہے۔ اور ہم ہزاروں میل دُور مصروفِ عمل وجود کو دیکھتے ہیں چشمِ زدن میں“

تھوڑے سے علم کا کمال تختِ بلقیس، بٹن روشن ہوا لیکن وہ صاحبِ علم جسکے لئے سورہ یس نے کہا!

كُلُّ شَيْءٍ وَّاحْصِيْنَةٌ فِيْ اِمَامٍ مَّبِيْنٍ -
ہم نے سارا علم امامِ مبین کو عطا کیا۔ اور پھر اس علم کی حد کے لئے سورہ الرعد میں مکمل وضاحت کر دی!

قُلْ كَفَىٰ بِاللّٰهِ شَهِيدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ



وَمَنْ عِنْدَ عَلْمِ الْكِتٰبِ



کہدو لے رسول تمہاری رسالت کی گواہی کیلئے تمہارا خدا اور وہ شخص جسے کتابِ الہی کا علم ہے کافی

ہے۔ یہ آیت آج بھی مصروف ہدایت ہے۔ لیکن ہم تو اتنا بھی غور نہیں کرتے۔ ہم تو اپنی نگاہ کی طاقت پر واز پر بھی قادر نہیں، اس ”شخص“ کو کس طرح ایک ہی وقت میں چالیس جگہ دیکھ لیں جسے کتابِ الہی کا مکمل علم ہے۔ جس نے کہا: **يَا أَيُّهَا النَّاسُ! عَلَىٰ زَمِينِ كَعِ رَاسْتُونَ سَعِي زِيَادَهٗ اِفْلَاكِ كَعِ رَاسْتُونَ سَعِي وَاقِفُونَ**۔

یہ قسم ہے ستاروں کی اور انکے منازل کی، جو تم سمجھو تو یہ بہت بڑی قسم ہے۔ خود پروردگارِ افلاک کے ستاروں کی قسم کھاتا ہے۔ اور اس قسم کو بہت بڑی قسم کہتا ہے، افلاک کی وسعت کے لئے پروردگار نے ستاروں کی قسم کھائی۔ اور اسے بہت بڑی قسم کہہ کے افلاک کی وسعت کا علم عطا کیا۔ اور اس شخص نے کہا: جسے کتابِ الہی کا علم ہے۔ لاریب علیٰ زمین کے راستے سے زیادہ افلاک کے راستے سے واقف ہے۔

زمین اپنی وحدت میں صرف زمین ہے۔ جو ہے کائنات کی وسعت میں یہ زمین ایک نقطہ ہے۔ افلاک وسیع ہے۔ لا محدود ہے۔

ہدایت ہے۔ کائنات کی بناوٹ میں غور کرو مٹی صرف زمین کی تخلیق کا ہی باعث نہیں، افلاک میں پھیلی ہوئی کائنات کی اساس ہے۔ مؤمنین! رسولِ خدا محمدؐ

عالمین کے لئے رحمت بنکے آئے۔ کوئی عالم بھی سایہ رسالت سے خالی نہیں۔ اور ہر عالم میں رسالت گواہی کے لئے خود خدائے وحدہ لا شریک۔ اور وہ شخص جسے کتاب اللہ کا علم ہے، کافی ہے۔ اور نہیں کہتا میرا رسول کچھ جزا، حکام الہی کے۔ اور غور کرو **وَيَتَفَكَّرُونَ خَلْقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ** کی آیت پر اور غور کرو جب احکام اللہ نے کہا **عَلَىٰ ابْتِرَابٍ** ہے، ابوتراب کا لقب کائنات کے امرا و رُؤس کیلئے عقہہ گشت تھا، لیکن جسکو معراج جسمانی پر ہی یقین نہ ہو وہ کیوں نہ رسول خدا کو قریب قاب و قوسین بغیر نفس کے دیکھے، علم کی آگہی کے لئے معراج پر علیٰ ابن ابی طالب علیہ السلام کی گواہی کو ہی قدرت نے علم کی بشارت قرار دیا ہے، تو اس وقت کے لوگوں کی آگہی کے لئے قدرت نے جنگِ خیبر میں علم کا وہ باب۔ درخسیر کی شکل میں دکھایا ہے۔ کہ اگر منکر نہ ہوتے تو سمجھ لیتے کہ آج کائنات کی طاقت کی ساری طنائیں دستِ خدا میں ہیں اس طرح اسیر ہیں کہ درخسیر اپنا وزن کھو چکا، زمین اپنی کشش سے محروم ہو گئی، **يَذَلُّهُمُ اللَّهُ** نے دو انگلیوں سے درخسیر کو اکھاڑ پھینکا، اور درخسیر کو ہاتھوں پر بلند کئے زمین سے بلند کھڑے ہیں۔ قرآن نے کہا دیکھ لو یہ ہے وہ شخص جسے کتاب اللہ کا علم ہے۔ اور وہ ابوتراب ہے وہ مفسر لوح محفوظ وہ جسم علم کتاب اللہ ہے، وہ صدائے مسکوئی اور وہ زلزلے کی بے بسی، کیا بے بسی تھی سحرِ علم کی۔ کوئی علم کا پیا سا نہیں کسی نے نہ پوچھا،

یہ خیبر کو کس طرح فتح کیا، آپ کے پائے مبارک زمین سے بلند کس طرح ہوئے؟ کم از کم اتنا ہی پوچھ لیتے، وہ قرآن کی کونسی آیت ہے۔ جس کو پڑھ کے آپ نے یہ فتح حاصل کر لی؟ فتح خیبر پر جو تبصرے ہوئے۔ جو کچھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا گیا، وہ تاریخ میں محفوظ ہے۔ گرچہ تاریخ بدلی جا رہی ہے۔ یہ بیداری احساس ہے کہ تاریخ بدلی جا رہی ہے۔ لیکن ہر دارالعلم قابلِ تشخیص نہیں۔ لہذا جب تک ان مجلسوں کا سلسلہ قائم ہے، یہ علم سینہ بہ سینہ روشن ہوتا ہی رہے گا، یہ مظلوم کمرلا کا دارالعلم ہے جسکی شانِ ہدایت خونِ پاکِ حسین سے مثلِ آفتاب، ناقابلِ غروب ہے!

عزادارانِ حسین! آج محرم کی بارہ تاریخ ہے، امام حسین کے سوئم کی صاف ماتم پر ذکر ہے۔ ان منتخب بندوں کا، جو ہمیشگی مصطفیٰ ہیں ہم صورتِ قرآن ہیں، صفحہ اسلام پر جنکی مصیبتیں راہِ حق کا نشان بن گئیں۔

سببہ ہجری میں نیزید بیعت طلب ہوا، بعد معاویہ تخت و تاج زر و جواہر شریعتِ محمدی کی زد میں ہے۔ امام حسین کی خاموش نگاہِ خدا بن کے ڈرا رہی ہے۔

تختِ نیزید کو قرار نہیں۔ نیزیدیت کو بیعتِ حسین کی طلب ہے، ہر حلال کو حرام اور حرام کو حلال کرنے کیلئے حسین ابن علیؑ جگر گوشہ رسول کی بیعت ہی صرف شریعت کی

مہر ہے۔ یہ بیعت طلب کی اور امام عالی مقام نے مصیبتوں کی ہر صورت کو آواز دی، یہ اذنِ اہم ہے۔ یہ کم امام ہے، ورنہ مصیبت و آلام کی رسائی اور درِ حسینؑ ابن علیؑ علیہ السلام؟ ورنہ ہے اس شہادت کے لئے جسکا نام نامی،

حسینؑ ہے، تاریخ بھٹلا نہیں سکتی وہ تین دن کی تشنگی، اور وہ فوجِ حسینؑ کے سرسبز و شاداب حوصلے۔ وہ شوقِ شہادت میں بچوں کو نصیحتیں، وہ ماؤں کے دلوں کے

اے شجاعتِ امام اے صبر و رضا کے دریکتِ حسینؑ ابن علیؑ لے فاطمہؑ کی جانِ مظلوم کربلا! ہم عزادار گریہ کیا ہیں مولا، ہم نے پہلی تاریخ آپؑ کی رخصت کا ماتم کیا، آپؑ کی پیار بچی کے ساتھ مدینہ میں آپکا جاتا ہوا قافلہ دیکھتے رہے، دوسری کو ہم نے آپؑ کے قدموں پر سر رکھتے مسلم بیبر کی غربت پر رونے مسلم کے لاڈلوں کا ماتم کیا۔

سات تاریخ آپؑ نے وصیتِ حسنؑ ابن علیؑ پر ہی ہم نے قائم نو شاہ کا ماتم کیا۔ آپکے ہر عزا، خانے سے اعطش کی صدا بلند ہونے لگی، آٹھ تاریخ علم سجنے لگے، نو تاریخ گزر گئی۔ وہ ہمیشہ مصطفیٰ کی آواز اذان، وہ آخری صبح عاشور کی اذان

یا حسینؑ! آج اس مجلس سوگم میں کس کا ذکر ہو، کس

کس کا ماتم ہو، دشتِ کربلا میں ہر سو بے گو گھرنے لاشہ
 بے سر کا ماتم ہے۔ جلتے ہوئے خیام کا ماتم ہے،
 طوق و سلاسل میں اسیر عابدِ بیمار کا ماتم ہے۔

راہ سے گزرتے ہوئے قافلے رسن بستہ بے ردا
 زینبِ مضر کا ماتم ہے۔ جس کی بے ردائی ماتم کرتی
 جاتی ہے

قَتْلَ الْحُسَيْنِ بِكَرْبَلَا

زِيحِ الْحُسَيْنِ بِكَرْبَلَا

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ وَعَلَى الْأُرْوَاحِ الَّتِي
 حَلَّتْ بِفَنَائِكَ عَلَيْكَ مِنِّي سَلَامُ اللَّهِ أَبَدًا
 مَا بَقِيَتْ وَيَقِي اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَلَا جَعَلَهُ اللَّهُ
 آخِرَ الْعَهْدِ مِنِّي لِزِيَارَتِكُمْ السَّلَامُ عَلَى الْحُسَيْنِ
 وَعَلَى عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ وَعَلَى أَوْلَادِ الْحُسَيْنِ
 وَعَلَى أَصْحَابِ الْحُسَيْنِ۔

ساری حمد و ثناء واجب ہے خالق
 ثناء کے لئے، جس نے اپنی قدرت و حکمت سے کائنات
 کو خلق کیا ہے۔ اور اس کائنات کی بناوٹ میں غور و فکر کی
 ہدایت کی ہے۔

يَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

اس آیت میں تعریف ہے اُن ہدایت یافتہ بندوں
 کی جو اٹھتے بیٹھتے اور کروٹ لیتے خدا کا ذکر کرتے ہیں، اور
 کہتے ہیں: تو نے ان کو عبث پیدا نہیں کیا ہے۔“

منبرِ رسولؐ پر اس ہدایت کی وضاحت ہماری کم
 علمی کیا کر سکتی ہے۔ لیکن حکمِ خدا کی بجا آوری میں تاحد
 امکان یہ مختصر سی کوشش بھی باعثِ نجات ہے۔
 عقل و فکرِ خرم و ادراکِ عطا و رحمت ہے۔ اور یہ

رحمت، یہ عطا مخصوص ہے۔ ساری خلقت میں صرف اُرف
 المخلوقات کے لئے، یہ غور و فکرِ صاحبِ حکمِ رَبِّ ذُو الْجَلَالِ
 کو کچھ نہیں دے سکتی۔ لیکن مصرفِ فکر کو ممتاز کرتی ہے۔

فکر کے لئے آج سے چودہ سو برس پہلے، پروردگار
 عالم نے کائنات کے ہر علم کو، اور ایک ایک علم کے

ایک ایک باب کو بصورتِ قرآن اہل اسلام کے لئے
واکھڑیا۔ لیکن مسلمانوں نے چند حکم کو ہی حاصل سمجھا، اور
بیٹھے رہ گئے۔ اور صرف قرآن کی تلاوت کو ہی حق ایمان
سمجھا، اور سمجھاتے رہے۔

اُٹھے! تو نہ آسمان کی وسعت کو دیکھا اور نہ ذروں کی
طرح بکھرے ہوئے ستاروں پر نظر رکھی۔

بیٹھے تو نہ زمین کے نشیب و فراز پر غور کیا نہ اپنے
شعور کی پستی پر پشیمان ہوئے۔ نہ کروٹ بد لیتے
ہوئے زمانے کو سمجھنے کی کوشش کی نہ ہی کبھی غور کیا
جب زمین پہلو بدلتی ہے۔ تو کیا کب اہرار و رموز
اگل دیتی ہے۔ اس آیت کے حضور:

يَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

اہل اسلام بابِ علم پر نہ رُکے، آگے بڑھ گئے تبارکی
کی طرف۔ لیکن وہ قوم جو قرآن کی ہدایت کی پابند نہیں
لیکن علم کی تلاش میں مصروف۔ اس قوم کو اللہ نے ایسے
نہیں کیا نئے فکر و عمل کی رھبری میں مسلمان چلنے لگے۔ اور
آج سائنس نے اپنی تحقیق سے قرآن کی آیتوں کی تفسیر
صفحہ ارض پر رقم کر دی ہے۔

لیکن ایمان ہے۔ جس فکر میں عبادت کا شعور نہیں
احساسِ ابدیت نہیں، خالق کی خلاقیت میں سر تسلیم خم

نہیں۔ تو یہ تحقیق، یہ فکر، یہ بڑھتا ہوا علم موجب شر ہے
 باعث خیر نہیں۔ خیر کے ساتھ علم کے مدارج ہیں۔
 ارشاد ہوا: "عَلَيْكُمْ عِلْمٌ" ایک علم ولے سے دوسرا علم
 والا بڑھ کے ہے۔ علم یہ بھی ہے جو تقاضائے بشریت
 کے لئے جو اس خمسہ سے منسلک ہے۔ ایک علم وہ بھی
 ہے۔ بقائے بشریت کے لئے آب و گل سے وابستہ
 ہے۔

ظاہری علم۔ غور و فکر کا وہ لازمی باب ہے، جس سے
 گذر کر ہی علم الہی کے وہ سر بستہ امرا و رموز ہیں جسکے لئے
 ہدایت ہے۔

يَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

کائنات کی بناوٹ میں غور و فکر کرو!
 اس آیت کی وضاحت کے لئے رَّبِّ جلیل نے کہا

كُلُّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ كِتَابًا

دیکھو! ہم نے ہر چیز کو لکھ کر منضبط کر رکھا ہے اور
 کتاب کی وضاحت کے لئے۔ ارشاد ہوا:

بَلْ هُوَ آقْرَانٌ مَّجِيدٌ فِي لَوْحٍ مَّحْفُوظٍ

اور غور تو کرو لو کہ محفوظ کیا ہے؛ لوح ایک تختی ایک

سطح جس پر اللہ نے ہر چیز کو رکھ کر منضبط کر رکھا ہے۔
 کتابِ الطہی کی ہر تحریر فکر طلب ہے۔ اس لئے
 ہدایت کی۔ کائنات کی بناوٹ میں غور و فکر کرو۔ فکر
 کہتی ہے ہر علم کی، الگ الگ کتاب ہے۔ اور علمِ الطہی
 کی کتاب یہ کائنات ہے۔ اے بنی نوع انسان جس
 شے کو تم کمتر سمجھتے ہو اُس کے پاس سے بھی بیگانہ نہ گذر
 جاؤ۔ اور جستجو کرو ان بندوں کی جو کہتے ہیں تو نے ان کو
 عبث پیدا نہیں کیا۔

مؤمنین! زمانے کے بڑھتے ہوئے علم کو آپ جانتے
 ہیں۔ اس ٹیکنالوجی کے دور میں جس نے موجودات میں جنم کو
 چننا اور غور و فکر کے لئے اس کو عمل میں لایا۔ اور اس عمل کا ردِ عمل
 دیکھا تو اس سے ہم عمل کے ردِ عمل کو ملحوظِ فکر دیا۔ تو فکر اور عمل۔ عمل کا
 ردِ عمل نے بل کے ایک لامعلوم کو معلوم کیا۔

فکر کہتی ہے یہ ساری کائنات کتابِ الطہی ہے۔
 کتاب کی تحریر وہ مدد بھی ہے۔ موجود نہیں جلیل القدر
 پیغمبر حضرت سلیمانؑ کو اضطراب ہے۔ آنے کا وقت تھا
 اب تک کیوں نہیں آیا، غور کرو یہ بعض پرندے موسم کے ساتھ
 حاضر ہو جاتے ہیں، اور موسم کے بدلتے ہی پرواز کر جاتے
 ہیں، کس اور مقام کی طرف۔

چونکہ زمین اپنے محور پر گھوم رہی ہے۔ مصروفِ عمل ہے،
 روز و شب کے لئے۔ مصروفِ عمل ہے ماہ و سال کیلئے

جو موسم آج یہاں ہے وہ کل کسی اور مقام کی قسمت ہے۔ اہل اسلام خاموش رہ گئے۔ سائیس دانوں نے مشاہدہ کیا، تحقیق کی اور مائیگریشن آف برڈز پر ہزاروں کتابیں محقق کی فکر کا بہترین سرمایہ ہیں۔ غور کرو جب حضرت سلیمان نے کہا: ہمدرد اچھی خبر لایا ہے۔ کون ہے جو تخت بلقیس لے آئے، ایک دیو صفت نے کہا آپ اپنی نشست نہ بدلیں گے اور میں لے آؤں گا پیغمبری جو علم الہی کا مظہر ہے اس تاخیر سے مطمئن نہیں۔ سورۃ النمل کی متصل آیت نے کہا:

قَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتَابِ

ایک شخص جسے کتاب الہی کا تھوڑا سا علم تھا۔ کہا: آپ کی پلک جھکنے سے قبل میں لے آؤں گا، اور تخت بلقیس آگیا ظاہر ہوا کتاب الہی کا علم کائنات کے ساتھ وابستہ ہے۔ جتنے بھی آسمانی صحیفے ہیں اس علم الہی کو آشکار کرتے ہیں۔ مقام فکر ہے کتاب الہی کا تھوڑا سا علم اس قدر برق رفتا ہے۔ کہ چشم زدن میں تخت بلقیس آگیا۔ چشم زدن میں، ایک سانس کی بھی دوری نہیں، قرآن نے تفصیل کے ساتھ حضرت سلیمان کا ذکر کیا ہے۔ تاکہ اہل اسلام علم کتاب الہی سے وابستہ رہیں۔ اور طاقتوں کی یکجائی کے لئے غور و فکر کے ذریعہ ہدایت پاتے رہیں۔ لیکن ہم نے قرآن کو ٹمرا نکھوں سے لگایا، مسلسل تلاوت

کرتے ہے۔ حافظِ قرآن بنتے رہے، لیکن حکمِ خدا غور و فکر کی بنیاد
 محالِ عملی ہی رہی۔ سائنس نے میدانِ فکر میں اپنے قدم قدم جمانے۔
 اُن دیکھی طاقتوں کو یکجا کیا، آج بٹن دبتا ہے، اور ہم ہزاروں
 میل دور مصروفِ عمل وجود کو دیکھتے ہیں چشمِ زدن میں۔
 تھوڑے سے علم کی بشارت تختِ بلقیس کا کمال آج دُنیا
 میں روشن ہے۔ لیکن غور طلب ہے۔ سورہ یس کی یہ آیت:
 كَلَّمَآءِ اِحْصِيْنَہٗ فِیْ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ
 ہم نے سارا علم امامِ مبین کو عطا کیا۔ اور سورہ الرعد میں توف
 کرایا اس امامِ مبین کا:

قُلْ كَفٰی بِاللّٰهِ شٰہِدًاۙ اٰیٰتِیْ وَبَیِّنٰتِكُمْ وَمَنْ عِنْدَآ

عِلْمُ الْكِتٰبِ ؕ

اے رسول! تمہاری رسالت کی گواہی کے لئے تمہارا خدا اور وہ شخص جسے
 کتابِ الہی کا علم ہے، کافی ہے۔

یہ آیت آج بھی مصروفِ ہدایت ہے۔ لیکن اہلِ قرآن
 اپنی نگاہِ بصیرت پر بھی قادر نہیں، اس شخص کو ایک ہی وقت
 میں چالیس مقام پر کس طرح یقین کر لیں جس نے کہا: یا مہا الناس
 علی زمین سے زیادہ افلاک کے راستوں سے واقف ہے۔

فلا اقسام بمواقع النجوم۔ نہ کھانویہ قسم ستاروں کی اور
 اُنکے منازل کی جو تم سمجھو تو یہ بہت بڑی قسم ہے۔ "فکر کہتی ہے
 جسکا وزن معلوم نہ ہو، جسے جاننے بھی نہیں ہو اسکی قسم نہ کھاؤ۔"

پروردگار عالم نے ستاروں کی قسم کو بہت بڑی قسم کہہ کے افلاک کی لامحدود وسعت کا علم عطا کیا ہے۔ اور صاحبِ علم کتابِ الٰہی نے کہا: لاریب علیٰ زمین سے زیادہ افلاک کے راستوں سے واقف ہے، بصیرت کہتی ہے زمین اپنی وحدت میں صرف زمین ہے، کائنات کی وسعت میں ایک نقطہ ہے۔ افلاک وسیع ہے لامحدود ہے۔

ہدایت پر غور کرو۔ کائنات میں، اسکی بناوٹ میں غور و فکر کرو۔ مٹی صرف زمین کی تخلیق کا ہی باعث نہیں افلاک میں پھیلی ہوئی کائنات کی اساس ہے۔ اس کائنات میں پھیلی ہوئی مٹی کا پتہ ابوتراب سے پوچھو۔ لاریب علیٰ زمین سے زیادہ افلاک کے راستوں سے واقف ہے۔

وہن رسالت نے حکیم خدا ابوتراب کا لقب عطا کیا۔ یہ الہامی لقب کائنات کے اسرار و رموز اور بکھری ہوئی طاقتوں کی نیجائی کے لئے عقده کشا ہے۔ لیکن افسوس جس نے معراج کی سواری براق کو نہ سمجھا وہ انسان قریب قارب و قوسین نفس رسول کو کس طرح دیکھے۔ معراج نبیِ علم کا معراج ہے۔ یہ معراج رسولِ تاقیامت بڑھتے ہوئے علم کے لئے ہدایت ہے لیکن قرآن گواہ ہے کہ پروردگار عالم نے ہر علم کا عملی ثبوت اپنے منتخب بندوں کو معجزہ کی صورت میں عطا کیا۔ اور اس دلیل سے دامنِ اسلام خالی نہیں۔

معراج کا عملی معجزہ روزِ نصیر روشن ہوا جب کائناتِ محو

حیرت تھی، جب زمین کی ساری طاقت دستِ یدِ اللہ میں اتر
 جمع تھی کہ درِ خیبر اپنا وزن اور زمین اپنی کشش سے محروم ہو گئی۔

علیؑ عقده کشا، درِ خیبر لئے زمین سے بلند کھڑے ہیں۔ اور
 تعرف کی تکمیل ہو گئی ”رسول“ تمہاری رسالت کی گواہی کے
 لئے تمہارا خدا اور وہ شخص جسے کتابِ الطیبی کا علم ہے کافی
 ہے۔ فتحِ خیبر نے کہا یہ ہے وہ آیتِ مبین جسے کتاب
 الطیبی کا مکمل علم ہے۔ جسکی دو انگلیوں کی طاقت، ہر اُس بات
 کو کھولتی ہے جسے اپنی طاقت و قوت کا غرور ہے۔ یہ غرور و
 تکبر تھا جس نے بابِ العلم سے دوڑ رکھا ورنہ کیا بھتا؟ کہ سلوئی
 سلوئی کی آواز پر اتنا ابھی نہ پوچھا، یہ معراج کیا ہے؟ یہ
 فتحِ خیبر کس طرح ممکن ہوئی؟ آپ کے پائے مبارک فرش
 زمین سے کس طرح بلند تھے؟ قرآن کی وہ کونسی آیت پڑھی
 کہ اتنا وزنی درِ آپ نے دو انگلیوں پر اٹھا لیا۔

فتحِ خیبر پر توجہ مبصرے ہوئے، وہ سب تاریخ میں
 محفوظ ہیں، مگر چہ بڑی عجلت کے ساتھ تاریخ بدلی جا رہی
 ہے۔ یہ احساسِ محرومی ہے یا بیداریِ احساسِ تاریخ وہی
 ہے۔ پھر بھی بدلی جا رہی ہے۔ لیکن ہر دارِ العلم قابلِ تسخیر
 نہیں، یٰٰحسینؑ ابنِ علیؑ کا دارِ العلم ہے۔ یہ تاریخ نام بہ نام سینہ
 بہ سینہ، مجلس بہ مجلس اسی طرح رقم ہے۔ جیسے عالمِ عمل میں ہو۔
 اس تاریخ کا ہر بابِ نونِ حسینؑ ابنِ علیؑ سے مثل آفتاب
 تا قیامت ناقابلِ غروب ہے۔ یہ اُس معراجِ منیر کی ضیاء ہے

خود خدا نے روشن کیا ہے۔

مؤمنین! فرشِ عزاء پر شہدائے کربلا کا سوگم ہے۔ ان منتخب بندوں کا ماتم ہے جو مشکلِ مصطفیٰ ہیں ہم صورتِ قرآن ہیں۔ صفحہٴ اسلام پر چنگی مصیبتیں راہِ حق کا نشان ہیں۔

عزادارانِ حسین! سن ساٹھ صحری میں امامِ عالی مقام سے نیرید بیعت طلب ہوا۔ بعد معاویہ تخت و تاج زر و جواہر، عیش و آرام شریعت کی زد میں نظر آئے۔ امامِ وقت جگر گوشہٴ رسولِ مدینہ میں ہیں لیکن دربارِ شام کے تخت و تاج کو قرار نہیں۔ امامِ عالی مقام کی خاموش نگاہِ خدا بن کے ڈرا رہی ہے بیعتِ حسینؑ ابنِ علیؑ شریعت کی گھر ہے۔ نیرید نے بیعت طلب کی اور حسینؑ ابنِ علیؑ نے مصیبتوں کی ہر صورت کو آواز دی۔ یہ اذنِ امام ہے، یہ حکمِ امامِ وقت ہے۔ ورنہ مصیبتوں کی رسائی اور پائے حسینؑ؛ درود ہے اس پائے ثبات کے لئے۔ تاریخ بھلا نہیں سکتی وہ تین دن کی تشنگی اور وہ فوجِ حسینیؑ کے سر سبز و شاداب حوصلے۔ وہ شوقِ شہادت میں بچوں کے دلوں لے۔ اے دینِ محمدؐ کی سپر، اے صبر و رضا کے دریکت حسینؑ، اے جگر گوشہٴ بتوں ہم آپکی کن کن مصیبتوں کا ذکر کریں، پہلی تاریخ آپکی رخصت کا ذکر ویرانیِ مدینہ کا ذکر، درحرم سے لپٹی ہوئی آپ کی بیمار بچی کا ذکر، دوسری تاریخ یاد آتی ہے تو مسلم بے پر کا ذکر، مسلم کے لاڈلوں کا ماتم۔ یہ ماہِ محرم ہر تاریخِ مصیبت و آلام کی تاریخ، العطش کی تاریخ،

وہ آخری رتبہ علمدار کی تاریخ۔ روزِ عاشور سجدہٴ آخر کی تاریخ
فاصلہ تیغ و گلو کی تاریخ،

یہ مولا آپ کی مجلس سوگم ہے۔ آج ماتم ہے جلتے ہوئے خیام
کا، ماتم طوق و سلاسل میں مسلسل عابد و لگیر کا ماتم راہ سے
گزرتے ہوئے آپ کی عنقریب اطہار کا ماتم جسکی امیری ماتم
کدر ہی ہے۔

وَأَمَّصِبَتْ كَثَّةٌ مِّنْ حَسِينٍ وَأَغْرَبَتْ كَثَّةٌ مِّنْ حَسِينٍ

نوٹ

کثتہ تیغ جفا، شاہِ سلام علیک
آگئی عاشور کی، ہائے گھڑیِ آخری
عشرہٴ ماہِ عزاء، ختمِ غضب ہو گیا
تقریبےٴ خاتم، ہو گئے ہو کا مقام
ہوتے ہیں رخصتِ امام کہتے ہیں جادو عام
تشنہٴ دہن کی عزاء، تم ہوئی محسوس
بادشہٴ مشرقین، قافلہ کے دلکے حسین
بخششِ اُمت پہ آہ، کر دیا سر کو فدا
تقریبےٴ داروں کو آہ سرخ نہ ہو کیوں سوا
دل کو ہے سرخ و سخن بجالتے ہیں شاہِ زامن
فدیہٴ راہِ خدا، شاہِ سلام علیک
ختمِ محرم ہوا، شاہِ سلام علیک
دل نہ ہمارا بھرا، شاہِ سلام علیک
چھا گئی غم کی گھٹا، شاہِ سلام علیک
جاتا ہے جہاں آہ، شاہِ سلام علیک
حق نہ ہوا کچھ ادا، شاہِ سلام علیک
ہائے شہیدِ جفا، شاہِ سلام علیک
کٹ گیا سوکھا نکلا، شاہِ سلام علیک
جاتا ہے جہاں بڑا شاہِ سلام علیک
کہہ تو مقدس ہے آہ، شاہِ سلام علیک





اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۝

صِرَاطِ مُسْتَقِيمٍ جزوِ قرآن ہے۔ بہرِ مؤمن کی دعا ہے اور اس دعا کی قبولیت اُس دربار کا واسطہ ہے۔ جس در سے کوئی سائل خالی ہاتھ نہیں پھرا۔ آج محترم کی بارہ تاریخ ہے۔ کربلا کے شہیدوں کا سو گم ہے۔

میری کم مائیگی نے اب تک اپنی فکر و عقل کے مطابق صاحبانِ ذکر کا ذکر کیا، لیکن دل مطمئن نہ ہو سکا۔ آج منبرِ رسولِ خطباتِ جناب امیر المومنین سے روشن ہے۔ تاکہ سو گوارانِ حسین عظمتِ شریعت، اسلام اور عظمتِ آلِ محمدؐ، کلامِ امامِ عالی مقام سے سمجھ کر اپنے ایمان کو تقویت دیں۔ اور اس حقیر سے حقِ ذاکری ادا ہو۔ **رُوِّدَ إِلَيْكُمْ صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ** قرآنِ ثانی نوحِ البلاغہ میں ارشاد ہوا :

حمد اُس خدا کے لئے سزاوار ہے۔ جس نے شریعتِ اسلام جاری کی۔ اور جو اس سرچشمہ ہدایت پر اتریں ان کے

اُن کے لئے، اس کے قوانین آسان کر دیئے، اور اس کے ارکان کو حریف پر غلبہ کا ذریعہ قرار دیا۔
 پس وہ روشن ترین شاہراہ، اور واضح ترین عقیدہ ہے۔ اس کے مینار بلند، راہیں درخشاں، چراغ نور افشاں، اور اس کا میدان باوقار ہے۔
 امام مبین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے شریعت اسلام کو روشن شاہراہ کہا۔ ظاہر ہوا اس شاہراہ پر چلنے والی صراطِ مستقیم پر قائم ہے۔
 مولانا ہدایت دیتے ہیں: ارشاد ہوا:

اے اہل ایمان غور سے سنو، اور جان لو، کہ تم ہدایت کو اُس وقت تک نہیں پہنچا سکتے جب تک ہدایت سے دور رہنے والوں کو نہ پہچان لو، اور قرآن کے عہد کے اُس وقت تک پابند نہ رہ سکو گے، جب تک قرآن کی قانون شکنی کرنے والوں کو نہ جان لو،

ایک اور خطبہ میں فرمایا: خدا کی قسم میں الہی پیغام کی تبلیغ، خدا کے وعدوں کی تکمیل، اور آیاتِ خدا کی صحیح تاویل اچھی طرح جانتا ہوں، ہم اہلبیت کے پاس حکمت کے دروازے اور امیرِ خدا کی روشنی ہے۔

یاد رکھو! دین کی شریعتیں ایک، اور ان کے راستے سیدھے ہیں، جس نے اسے اختیار کیا، وہ حق تک پہنچ گیا اور یاد رکھو! خداوندِ عالم جس شخص کا ذکر لوگوں میں برقرار

رکھے، اُس مال سے بہتر ہے۔ جو وارثوں کے لئے چھوڑا جائے۔ جو کبھی خیر کے ساتھ اُس کا ذکر بھی نہیں کرتے۔
 ہدایت کے لئے مولانا نے فرمایا:

اے اہل اسلام! ہدایت انہیں سے طلب کرو، جو خود ہدایت والے ہیں، جنکی ہدایت اور علم کی گواہی خود دین ہے جو بے زبانی کے باوجود بول رہا ہے، اور کہاں ہیں وہ لوگ! جو جھوٹ بول کر، اور ہم پریم کر کے یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ **رَأْسُ خَيْرٍ فِي الْعَالَمِينَ** "وہ ذاتِ واجب جس نے ہمیں بلند کیا ہے۔ اور انہیں پست، ہمیں منصبِ امامت دیا اور انہیں محروم رکھا۔

یہ قبائلیہ کسی کو سمجھتی ہے۔ اور نہ لنگے اور نہ آن کے سوا کوئی اہل ہے۔ حاضرین مجلس محمد و ابی محمد پر درود ہو! کیا علم الہی تھا جو ذاتِ علیٰ ابن ابی طالبؑ میں مائل بہ ظہور ہوا تھا؟

مولانا نے کہا: خدا کی قسم میں چاہوں تو تم میں سے ہر شخص کو بتا سکتا ہوں، کہ وہ کہاں سے آیا ہے۔ اور کہاں جاتا ہے، اور اُس کے سارے حالات کیا ہیں۔

لیکن ڈرتا ہوں، کہیں تم مجھ میں کھوکھو نہ رہ جاؤ، اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منکر ہو جاؤ۔ اُس خدا کی قسم جس نے انہیں حق کے ساتھ مبعوث کیا، اور انہیں حُرّ کر ساری مخلوق کا سردار قرار دیا، میں جو کچھ کہتا ہوں سچ کہتا ہوں۔ مجھے رسولِ خدا نے ہلاک ہونے والوں کی

ہلاکت، اور نجات پانے والوں کی نجات، اور اس امر
 خلافت کے انجام کی خبر دے دی ہے اور یہ وہ مصیبت
 جو میرے سر پر گزرے گی، اُسے میرے کانوں میں قائلے
 بغیر نہیں چھوڑا،

ایک موقعہ پر فرمایا: اور اس اُمت میں کسی کا
 بھی آلِ محمد سے قیاس نہیں کیا جاسکتا، اور نہ وہ انکے
 برابر ہو سکتے ہیں، آلِ محمد دین کی بنیاد، اور یقین،
 کاستون ہیں، انکے ہی حق میں حضور کی وصیتیں ہیں اور
 وہی نبی کے وارث ہیں، درود ہے اس ولیِ خدا پر اپنے
 وقت کے لئے، اور آنے والے زمانے کے لئے۔

کہا اے اہلِ اسلام! مجھ سے پہلے تبلیغِ حق، صلہ رحم
 اور بخشش و کرم کی جانب کسی نے اس تیزی سے قدم
 نہیں بڑھایا، پس اے لوگو! میرا کلام سنو: میری باتیں
 یاد رکھو، تم جلد ہی جان لو گے کہ اس دن کے بعد خلافت
 کے لئے تلواریں کھینچی جائیں گی، اور عہد و پیمانہ توڑ دیئے
 جائیں گے۔ یہاں تک کہ بعض لوگ گمراہی کے پیشوا بن
 جائیں گے۔ اور جاہلوں کے پیروکار بن جائیں گے۔

اس الہامی ہدایت نے ظاہر کیا، کہ بظاہر اسلام کا ایسا
 قرآن کے عہد کی تکمیل نہیں۔

مؤمنین! مجبوری تھی، جنگ وہی کر سکتا تھا جو بظاہر
 مسلمان ہو۔ عیاں ہے کہ جو صاحبِ ایمان ہے وہ امام

وقت کے ساتھ ہے۔ حق کے مقابل تلوار کھینچ کر وہی آئے گا جو منافق ہے۔

امام عالی مقام نے واضح کیا کہ قرآن کے خلاف قرآن سے مدد لینے والے، کس قدر احکام الہی، اور علم قرآن سے دور تھے گدہ چہ مسلمان تھے؟

مؤمنین! زمانے نے اس اعجاز بیانی کی کہاں کہاں گواہی نہ دی ہے۔ تاریخ اس تلوار کی ضرب سے خون آلود ہے۔ کیا وہ لوگ تھے جنہیں حق کی ہدایت ملی وہ ہدایت جس کا علم عرشِ مقام، جس کا حکم قناعت، عزت کی سپر عطا وہ کہ مالِ خدا میں سب برابر۔ شریعت کی پیروی میں اہل ایمان کے لئے، سکون اور آئوت و کفالت کا لامحدود خزانہ۔ یہ ہدایت تھی یا حکمِ خدا کی بجا آوری، جو ہر مسلمان پر واجب ہے۔ لیکن یہ ہدایت پسند نہیں آئی؟
یہ جاہ طلب ہادی برحق کے مقابل آتے رہے۔

مؤمنین! ہم کب بھولے! جب درگرا، گھر جلا،

تابوتِ محترم پر تیروں کی بارش ہوئی مگر اہوں کے پیشواؤں نے اپنے ظلم و ستم پر نازاں ہو کر، اور اقدامات کی تیاری شروع کر دی۔

یہ کوششیں یہ شورشیں، اور ایک حسین ابن علی۔
ادھر دشمنانِ دین کی نظر میں حسین کی ذات، بارگراں تھی تو

اُدھر نگاہِ حق بھی سبطِ نبیؐ حسینؑ ابنِ علیؑ پر جمی تھی۔
 یہ قدرت کا گوہر بہ مثالِ ازل سے مقصودِ مشیت ہے
 اٹھائیس رجب کو ازلِ ربِّ بلا۔ امامِ برحقؑ جانبِ کربلا
 چلے، حق کی حمایت میں چلے، شریعت کی بقا کے لئے چلے
 قرآن مجسم ہو کے چلے۔ منزلِ صبر و رضا پر جہاد فی سبیل اللہ کے
 لئے چلے،

کاروانِ حسینیؑ واردِ کربلا ہوا، زمین خریدی، قبیلہ بنی
 اسد کو وصیت کی، کنارِ فرات شجاعتِ عباسِ نامدارؑ
 کو صبر و رضا کے تولے کیا، جیسے دریا سے دو نضب ہو گئے،
 پھر فوجِ یزید کو آواز دی! اے دشمنانِ اسلام، اے
 مکرو فریب کی سپاہِ کثیر غور سے سنو! میں صراطِ مستقیم
 پر حق کا مسافر حسینؑ ابنِ علیؑ ابنِ فاطمہؑ بنتِ محمدؐ ہوں
 وہ محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جسے اللہ نے ساری مخلوق
 پر صاوی اور حاکم بنایا ہے۔ جس کا کلمہ تم پڑھتے ہو، وہ
 رسولِ برحقؐ جسکی رسالت پر انبیاء گواہ ہیں،
 اور اب یہ حق کے گواہ بہتیرے حق کے گواہ ایسی،
 شہادت دیں گے، کہ اب تا قیامت باطل کو فرار
 نہیں۔ روزِ محشر تمہارے چہرے باطل کا نشان بن کے
 اپنے انجام کو پہنچ جائینگے۔ اے اہلِ کوفہ و شام! حسینؑ
 نے حجتِ تمام کی، اور اب اپنی تلواروں سے کہو ہم پر
 ٹوٹ پڑیں! گھاٹ پر اپنے پھرے اور سخت کر دو!

تمہارے ظلم و ستم کا مقابلہ ہم آلِ محمدؐ کی تشنگی کرے گی
 تمہارے تیر و پیکاں کا مقابلہ میرا بے شیر کرے گا،
 تمہارے ظلم کی انتہا کا مقابلہ عابد بیمار کا حق ہے، میری
 ہمیشہ زینبِ دل گیر کا حق ہے، میری لاڈلی سکینہ
 کا حق ہے۔

عزادارانِ حسین! عالمِ شجاعت میں دن گذرے
 وہ تشنگی اور وہ صبرِ حسین، آخر عصرِ عاشورا امام نے عباسؓ
 دلا اور کو یاد کیا، علی اکبر کو یاد کیا، عون و محمدؓ اور قائم سے پسر
 کو یاد کیا۔ خیمہ اقدس میں آئے عترة الطہار کو اللہ کی
 امان میں دیا، خیمے سے باہر آئے۔ جانبِ نشیب چلے
 گھوڑے سے پشتِ زمین پر آئے۔ صراطِ مستقیم
 پر سجدہ آخر ادا کیا، یہ وہ سجدہ جسکے بعد زمین ساکت ہو گئی
 آسمان سیاہ ہو گیا، افلاک میں ہائے حسینا کی صدا ماتم بنگئی
 محمدؐ کے لاڈلوں کا ماتم، جلتے ہوئے خیام، طوق و لاسل
 میں اسیر عابد بیمار کا ماتم، بے ردا عترة الطہار کا ماتم:

سلام

ہو سلام اُس پر کہ جس جہاں کی یہ توقیر تھی
 آب و دانے کے بجائے تیرے شمشیر تھی
 اے مسلمان یہ نمازِ حضرت شہید تھی
 حلق پر خنجر زباں پر شکر تھا تکبیر تھی

ساری تعریفیں اُس خالق کون و مکان کی، اور شکر ہے، اُس کی رحمت کا جس نے عقل کو شعورِ حمد و ثناء عطا کیا ہے۔ خلاقِ عالم نے شعور کے اتنے زاویے بنائے کہ علم و عمل ظاہر و باطن کے لئے یہی میزان ہیں۔ اور تعریف ہے۔ اُس رَبِّ کائنات کی۔ اور شکر ہے اُس کی رحمت کا۔ جس نے دینِ اسلام قائم کیا اور ہدایت کے لئے شعور کو آواز دی۔

يَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

ہدایت ہے۔ کائنات کی بناوٹ میں غور کرو۔ اور تعریف ہے اُن ہدایت یافتہ لوگوں کی جو کہتے ہیں تو نے انکو عبث پیدا نہیں کیا ہے۔

خالق کائنات نے جسم و جان کے تعلق سے اس دارِ فانی کو عالمِ اسباب بنایا ہے۔ اور صبر کی ہدایت کی ہے۔ قناعت کا حکم دیا ہے۔

دنیا ایک عارضی مقام ہے۔ ایک رنگِ زر ہے منزلِ آخر کے لئے ایک انتخابِ قدرت ہے۔ آخرت کیلئے زاوِ راہ کا وسیلہ ہے۔

مؤمنین! یہ امامِ عالی مقام کا دارِ العلم ہے۔ مجلسِ حسینی ہے۔ حکم ہے کائنات کی بناوٹ میں غور کرو۔

کائنات سے پہلے عقل خود اپنے فہم و ادراک کا بغور جائزہ لے تاکہ اپنے فہم کی میزان پر عقل اپنی کرشمہ سازی کو چیلانے سکے، عقل کے دو راستے ہیں خیر و شر۔ خیر عطایتِ قلالہ اور سؤل کا نام ہے۔ عطایتِ خدا میں مصروف رہنے والا جب بابِ فکر پر آتا ہے، تو علمِ الہی کے درجات از خود واضح ہونے لگتے ہیں، اور اس زندگی کی پُر فریب بہار اس صاحبِ فکر کو راہِ حق سے نہیں ہٹا سکتی۔ اور یہ مصروفِ فکر بندے بے ثباتی دنیا کو نیک فال سمجھتے ہیں۔ اور سفرِ آخرت کے لئے اس طرح پاہِ رکاب رہتے ہیں، کہ موت قدم بوس ہو جاتی ہے۔

اس آیت کی روشنی میں يَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط۔ اسی فرشِ عزاؤ پر، اسی منبرِ رسول پر کائنات کی بناوٹ میں مختصر سی کوشش۔ غور و فکر سے حال کو، سایہ قرآن میں ماضی سے منسلک کرتی رہی، حال کا ماضی کیا ہے، اور حال کا مستقبل سے کیا ربط ہے؟ آج اس فرشِ عزاؤ پر نہ آفتاب نہ ماہ تاب نہ زمین کی کسی ظاہر و پوشیدہ طاقت کا ذکر ممکن ہے نہ ان سائنس والوں کا ذکر ممکن ہے۔ جنہوں نے اہل اسلام پر سبقت کی، اور علم قرآن سے فیضیاب ہوئے۔ اپنی فکر سے کشش زمین پر غالب آئے۔ اور جنکی غالب صلاحیتوں نے لا معلوم کو معلوم کیا۔

ارشادِ الہی ہے: كُلُّ شَيْءٍ اَحْصَيْنَا كِتَابٍ

اور اس کتاب کا پتہ اس آیت سے مانگو:

بَلْ هُوَ آقْرَانٌ مَّجِيدٌ فِي كُوحٍ مَّحْفُوظٍ

اے اہل ایمان عدم و وجود پر غور کرو۔ لوح محفوظ اور کتاب
الطیٰ پر غور و فکر کرو۔ كُلُّ شَيْءٍ اَحْصَيْنَاهُ كِتَابِ
کتاب میں ہم نے ہر چیز کو لکھ کر متنبط کر رکھا ہے۔
اور لوح محفوظ پر غور کرو۔ عدم و وجود پر غور کرو، عبد و معبود
کے فرق پر غور کرو، لوح محفوظ نے کتاب الطیٰ کا علم
عطا کیا ہے۔ ہ غور کرو کتاب الطیٰ اور لوح محفوظ میں،
عبد و معبود کا فرق آشکار ہے۔ نصیری نے کہا،

اَبْ خُدا ہیں۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ۔
میں اپنے نفس کو جانتا ہوں کیوں گمراہ ہوتے ہو؟ میں خدا نہیں
ایمان لاؤ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ پر اور اللہ کے رسول پر ایمان
لاؤ احکام رسالت پر یہی حکم خدا ہے۔

مؤمنین! خالق کائنات نے سونے ہوئے ذہن
کو اچانک ہی علم کے طلاطم سے نہیں جگایا ہے۔ بلکہ ہر
نبی کو معجزہ عطا کیا، جانی پہچانی راہ بتائی جسکے ہر دو قدم
آگے اتنی حیرانی نہیں کہ ہوش حواس جلتے رہیں۔ قرآن
میں تفصیل سے حضرت سلیمان علیہ السلام کا ذکر ہے۔ کتاب
خدا کا وہ تھوڑا سا علم، جسکی رفتار مثال برق اپنی راہ طے
کر لیتی ہے۔ حضرت سلیمان! وہ بلند مرتبہ پیغمبر ہیں کہ

ہوا، پانی، جن و انس طالع فرمانِ نبوت ہیں۔ حضرت سلیمان کا ذکر آنیوالی آیت کی بشارت ہے۔

كُلُّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُّبِينٍ ط۔

تھوڑے سے علم کا ذکر تربیتِ ذہنی ہے۔ غور و فکر کرو تو سڑکے سے علم کا وہ کمال۔ جب طاقتیں یکجا ہو گئیں۔ اور فاصلے اپنے مفہوم سے الگ ہو گئے۔ مثل قرآنِ غور کرو احکامِ رسالت پر۔ علی تم ابتراب ہو۔ لقب اپنے مفہوم کے ساتھ خلقتِ آدم میں آشکار ہے۔ ان دو انگلیوں میں آشکار ہے۔ جس نے درِ خمیر اکھاڑ پھینکا۔

سبیلِ سکینہ حیدرآباد سندھ پاکستان

كُلُّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُّبِينٍ ط

ہم نے ہر شے کا علم امامِ مبین کو عطا کیا ہے۔

لے یہ کلیدِ علم یہ گیتی کا باب ہے
اس قفل کو تو کھول کہ تو بو تراب ہے

درو دے اُس وقت کے لئے۔ جب درِ خمیر اپنے وزن سے اور زمین اپنی کشش سے محروم ہو گئی تھی۔ فکر لازم ہے۔ ابتراب کے لئے، فکر لازم ہے، شبابِ اہل جنت کیلئے۔ ہر شے کا ایک شباب ہے۔ مثلِ آفتاب جس کا شباب

نصف النہار ہے۔ ہر شے کا عروج اُس کا شباب ہے۔ ہر طاقت کی انتہا اُس کا شباب ہے۔ جنت کی انتہائی طاقت اُس کا شباب ہے۔ باغ رسالت کے دو پھول جی خوشبو سے اگر رُوحِ مطہر نہیں تو ہم اُس جنت میں کہاں؟ جس کے لئے کوثر کی بشارت ہے۔ وہ جنت جس میں داخلے کی شرط حَبِّ آلِ مُحَمَّدٍ ہے۔ اور پروانہ غم حسین ہے۔

آج اس فرسٹ فلائیر پر باغ رسالت کے پھول کی مجلس سوئم ہے۔ صبح عاشور سے وقتِ عصر تک دنیا بدل گئی۔ شامِ غریباں آئی ظلم و ستم کی حد بنگے آئی۔

جلے ہوئے نعیمے اور نگاہِ عترتِ اطہار، دشتِ نینوا، اور تن پاش پاش۔ لاشِ شہداء اور عترتِ اطہار، اتنا طویل سجدہ ادا کیا امام وقت نے کہ زمین کو نہ آسمان کو تاب رہی۔ زمین میں زلزلہ آیا آسمان سے خون برسنا۔

عزادارانِ حسینؑ! گیارہ محرم کو امام وقت طوق و سلاسل میں اسیر ہوئے، عترتِ اطہار کے بازو پس گردن بندھے۔ پابریہینہ رسن بستہ بے کجاوا اونٹوں پر یہ قافلہ جانبِ کوفہ روانہ ہوا۔ روایت ہے چالیس بچے بے کجاوا اونٹوں سے گرتے رہے ماؤں کی گود خانی ہوتی رہی ظلم نہ رکھا۔

آج سوئم ہے بہترین کا سوئم ہے، کیا کریں؟ زمانہ مختار ہے۔ لب تشنہ پر آیت قرآن کا ظہور ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ط۔ بے پداری ہے۔ در بدری ہے۔ اور آیت قرآن اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ط



ارشاد ہوا: **الْمَنْشُرُ لَكَ صَدْرُكَ** ○

کی میں نے تمہارے سینے کو کشادہ نہیں کیا۔

وَوَضَعْنَا عَنكَ وِزْرَكَ ○

کیا اُس بوجھ کو نہیں اتار دیا جو تمہاری پیٹھ توڑے ڈالتی تھی

یوں تو قرآن کی ایک ایک آیت فکر طلب ہے۔ یہ آیت جسکی ابھی تفسیر کی گئی، کیا میں نے تمہارے سینے کو کشادہ نہیں کیا۔ کیا اُس بوجھ کو نہیں اتار دیا جو تمہاری پیٹھ توڑے ڈالتی تھی؟

مؤمنین عقیدہ ہے، **الْمَنْشُرُ لَكَ** سے مراد وہ عمل جبرئیل امین علیہ السلام ہے۔ جب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ کا سینہ کھول کر علم الہی بھرا گیا۔ اور تم جیسے فدائی کہتے ہیں، اس آیت سے مراد علم کی وہ لامحدود وسعت ہے۔ اور وہ بوجھ جو علم کی صورت میں تھا اسکو اللہ نے علی ابن ابیطالب کی مدد سے اتار دیا۔ اور رسالت تکمیل ہو گئی۔

لیکن اس زمانہ کا علم جسے سائنس کہا جاتا ہے۔ جسکا عقیدے سے کوئی واسطہ نہیں۔ اُسکی تحقیق اُسکی دلیل کہتی ہے تم اپنی حد تک جو سمجھو۔ سائنس ثابت کرتی ہے۔ کہ جب کوئی بچہ مردہ پیدا ہوتا ہے۔ تو اسکا سینہ تنگ ہوتا ہے۔ اُس نے دنیا

نہیں دیکھی اُسکے سینے نے ہوا کی نرمی کو محسوس نہیں کیا۔ لیکن جو بچہ زندہ پیدا ہوتا ہے۔ اُسکی ایک آواز پر قدرت اُس کے سینے کو ہوا سے گشادہ کر دیتی ہے۔ اور اسی لئے کہا: **الْمَشْرُحُ لَكَ صَدْرِي لَكَ** کیا میں نے تمہاری زندگی میں نہ تمہارے سینے کو گشادہ نہیں کیا کیا میں نے تمہیں زندہ کر دیا؟ اور وہ بوجھ جو تمہاری پیٹھ توڑے ڈالتا تھا! اے بنی نوع انسان تم کیا جانو یہ بوجھ تمہاری حیات کا ضامن ہے۔ عقل اپنے طرف کے مطابق ہو سچھے، لیکن سائنس کہتی ہے۔ اگر ہوا کا وزن نہ ہوتا تو رگیں پھٹ پھٹ کر اُبل جاتیں، اگر ہوا کا وزن منوں کے حساب سے جسم پر حاوی نہ ہوتا تو شیرازہ حیات بکھر کر رہ جاتا۔

ہوا کا وزن منوں کے حساب سے جسم پر حاوی ہے۔ لیکن قدرت نے تمہارے احساس کو اس بوجھ سے نا آشنا کر دیا ہے۔ قرآن کی ایک ایک آیت کی کئی کئی توجیحات میں علم قرآن وقت کے ساتھ ساتھ آشکار ہوتا رہا ہے۔ لیکن قرآن کا سارا علم ہمہ وقت تو وہی جانتا ہے جو وارث قرآن ہے۔ جس کا علم وقت کا پابند نہیں وہ وارث قرآن ہے۔ جس نے وقت کا طلوع دیکھا ہے۔ اور وقت کے غروب سے بھی آگاہ ہے۔ اللہ نے قرآن کے وارثوں کو علم، صبر اور تقویٰ سے متعارف کیا ہے۔ اور نماز کو اعلان اسلام سے زُہد و تقویٰ کی انتہا، اور معراج بشریت تک کا محرم بنا یا ہے۔ لیکن جس نے روزہ اور نماز کی پابندی کی اُس نے خود کو متقی سمجھا اور سمجھا یا۔ ایسے ہی لوگوں کی کثرت تھی جب

آفتاب رسالت بظاہر غروب ہوا، قرآن کی اکثر آیتوں کیلئے ذہن حسب منشاء تیار تھے۔ اور اعلان ہوا: ہمارے لئے قرآن اور سنت کافی ہے۔ بظاہر یہ اعلان اہل اسلام کی زینت ہے لیکن وارث قرآن ہی جانتا ہے کہ یہ اعلان اللہ کی وہ گرفت ہے جس سے تاحشر فرار ممکن ہی نہیں۔

مولائے کائنات امیر المؤمنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام نے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کو خوارج سے مناظرہ کے لئے بھیجا اور ہدایت کی: اے ابن عباسؓ انکے خلاف قرآن سے دلائل نہ دینا کیونکہ قرآن کی اکثر آیت پر کسی کسی توجیہات کا احتمال ہوتا ہے۔ تم کچھ کہو گے وہ کچھ کہیں گے، بلکہ اے ابن عباسؓ ان پر سنت سے اتمام حجت کرو۔ اس سے گریز کی آنکو کوئی راہ نہ ملیگی۔

حاضرین مجلس قرآن میں صفتوں کے آئینے میں علیؓ خود کو دیکھ رہے ہیں، تو زکوع و سجود میں خیرات کرتے ہیں، اللہ انکو دوست رکھتا ہے۔

كُلُّ شَيْءٍ لَّحَصِيْبَةٍ فِيْ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ
ہم نے ہر شے کا علم امام مبین کو عطا کیا ہے،

الَّذِيْنَ اِذَا اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْۤا اِنَّا لِلّٰهِ
وَ اِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝ اُوْلٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلٰوٰتٌ
مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۙ وَ اُوْلٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝
اے رسول بشارت دے دو جو اپنی مصیبتوں پر صبر کرتے ہیں

انکا اللہ ان پر ڈرو دیکھتا ہے۔
 قرآن میں ڈرو کی منزل پر مولا بشارت لے رہے ہیں۔
 اور جب تم فارغ ہو جاؤ تو اپنا قائم مقرر کر دو۔

❀ مَنْ كُنْتُ مَوْلَا فِهَذَا عَلِيٌّ مَوْلَا ❀

اعلانِ رسولؐ میں علیؑ حکیمِ خدا و آیتِ قرآن ہیں۔ لیکن کہتے ہیں
 اے ابن عباسؓ قرآن سے دلیل نہ دینا، تم کچھ کہو گے وہ کچھ کہینگے۔
 اور حاضرینِ مجلس زمانہ اس اعجازِ بیانی کا شاہد ہے۔ اب تک حرف
 لفظِ اہلبیتؑ پر اتفاق نہ ہو سکا۔

امیر المؤمنین و وارثِ قرآن ہیں، جانتے ہیں، ایک خوارج سے
 سنتِ رسولؐ پر تمام حجت کے بعد ختمی مرتبت سنت کو کافی سمجھنے
 والے، اور بعدِ علیؑ ابن ابیطالبؑ سنت کی پیروی کرنے والے
 کیسے بے نقاب ہوئے۔

سنت کی پیروی کرنے والے ناکام ہیں، متوخی کی کوششیں نا
 کام ہیں، علیؑ کو دوشِ محمدؐ سے جدا کر نہیں سکتے۔
 اَنَا مِدْيَنَتَا الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهُمَا. رسولؐ کے ذہنِ مبارک سے
 جدا کر نہیں سکتے۔ میں جسکا مولا علیؑ اُس کے مولا، گوشِ حجاج
 اور عرب کی پہاڑیوں سے چھین نہیں سکتے۔

اس لئے کہا اے ابن عباسؓ: سنت سے تمام حجت کرو۔ تم
 جانتے ہو ابھی اُن میں چشمِ دید گواہ موجود ہیں، اگر وہ انکار کریں گے
 تو لائے ہو اُن پر جو اپنے ہی مشاہدے کو جھٹلا دے۔ وہ انسان
 ہی نہیں وہ مسلمان نہیں۔ جو مصطلے پر کھڑا ہو اور اپنے مشاہدے کو

جھٹلا دے، اپنی سماعت کو جھٹلا دے، اپنے ہی حواسِ خمسہ کی تردید کرے۔ بس لے ابن عباسؓ تم اتنا مجتہد کے لئے جاؤ اور بتا دو سنتِ ہی کی تجلی میں مسلمانوں کے عملِ تاریک ہیں سنبھل جاؤ ورنہ سنت کی گرفت بہت سخت ہے۔ قرآن تمہیں لاعلمی کی بنا پر پناہ دیتا ہے۔ لیکن سنتِ رسولؐ حواسِ خمسہ کی تکذیب کی ہزا میں بے پناہی کے سپرد کر دیتی ہے۔ حواسِ خمسہ حق ہیں اور حق کی تردید جہل ہے۔ اور جس نے بالا ارادہ جہل اختیار کیا اس نے ظلم کیا اور خدا ظالموں کو دوست نہیں رکھتا

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ

دل کہتا ہے سنتِ رسولؐ پر اتنا مجتہد کرتے ہوئے حضرت ابن عباس نے رسولِ خدا کا یہ قول بھی یاد دلایا ہوگا! علیؑ کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے۔ اگر تم نے علیؑ سے منہ موڑا تو عبادت سے محروم ہو جاؤ گے۔ عبادت سے محرومی جہنم کی راہ دکھاتی ہے۔ لیکن اس قلب پر کیا اثر ہوتا جس پر منافقت کی چہر لگی ہو؟ وہ منافقت جو جنگِ بدر سے شروع ہوئی اور میدانِ کربلا میں اپنے انجام تک آگئی۔ ”آج ہمارے آبا و اجداد زندہ ہوتے دیکھتے ہم نے بدر کا کیسا بدلہ لیا ہے“ یزید کے اس ایک جملے نے یزید کے آبا و اجداد کو جس طرح بے نقاب کیا ہے اس کی مثال تاریخ میں کم ہی نظر آتی ہے۔ حکمِ خدا ہے: اے رسولؐ جنگ کرو کافروں سے اور منافقوں سے۔ حضورؐ نے کافروں سے جنگ کی منافقوں سے

جنگِ شریکِ رسالت کا حق ہے۔ اور یہ حق علیٰ اور اولادِ علیٰ نے ادا کر دیا۔ بارِ رسالت لیے امامِ حسینؑ بے یار و مددگار زمین کربلا میں کھڑے ہیں۔ جو ساتھ آئے تھے حقِ نصرتِ امام ادا کر کے بے گور و کفن جلتی ہوئی زمین پر سوئے ہیں۔ ہلّ مِنْ نَاصِبٍ يَنْصُرُنَا کی صدا سے فضا میں تلاطم بپا ہے، کوئی نہیں ہوسکتا کی مدد کو آئے عجب شانِ فتح ہے زخموں سے جسمِ مطہر و نگار ہے۔ لیکن چہرے کے نور سے عالمِ اسلام میں سحر نمودار ہو رہی ہے۔ وقتِ عصرِ سجدہٴ آخر کے لئے حسینؑ ابنِ علیؑ جانِ نبیِ علیہ۔ نشیب کی زمین تاعرشِ بریں بلند ہوئی آوازِ حق آئی اے وعدہٴ طفلیٰ کو ادا کرنے والے اے مشیت کے گوہرِ مقصود! جلد راہِ تہور و ستم سے گذر طالب کی طلبِ مطلوب کی مشتاق ہے۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَرَّمْتُمْ۔

عزّادارو! آج حسینؑ مظالم کا سوگم ہے، بہترین کا سوگم ہے۔ بعدِ ایامِ حسینؑ جُز بیکسی آلِ محمدؑ کا کوئی نہیں، آج سوگم ہے اور بہتر لاش ہائے شہدائے گور و کفن و دشتِ نینوا میں محتاج کفن ہے۔ جلتی ہوئی زمین کرب و بلا اور لاشِ شہداء، جُز بیکسی دُور دور تک کوئی نہیں۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي شَدَّ حَسْبِيْنَ

بکھرا دیئے قرآن کے پارے حسینؑ نے
موتی لٹپٹائے سارے کے سارے حسینؑ نے
کشتی کو دیدے ہیں سہارے حسینؑ نے
اُنت بچائی ظلم کے سارے حسینؑ نے

لاشے نہیں عزیزیوں کے مقتل میں ہر طرف
اتھارہ ابنِ واطمہؑ قربانِ حق کیے
طوفاں میں پھنس گیا تھا سفینہٴ تو دین کا
کرب و بلا کے دشت میں درخ کی آگ سے

مرضیٰ خدا کی لے لی مقتدسِ امام نے
نذرانہ دے کے چاند ستارے حسینؑ نے



کائنات کی ہر شے تہ سجدہ ہے اُس خلاق عالم کے سامنے جس نے کائنات کو خلق کیا، اور کائنات کی خلقت میں غور و فکر کیلئے عقل کو عدم سے وجود میں لایا۔ تاکہ نظام قدرت عقل کے ستون پر قائم رہے۔ اور آسمانی صحیفوں سے عقل کو رہبر منتخب کیا، اپنے پیغمبر کو ہدایت کے لئے بھیجا۔ اور اپنے حقیقی احکام کے لئے قرآن کو قلب محمد پر نازل کیا،

سورۃ العنبران میں حکم ہے ہدایت ہے،

الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ وَ

يَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

جو ہر حال میں خدا کا ذکر کرتے ہیں، اور زمین و آسمان کی بناوٹ میں غور کرتے ہیں، اور اللہ ہی سے پناہ مانگتے ہیں۔ وہی ہدایت یافتہ ہیں۔

قرآن نے غور و فکر کو عبادت کہا ہے۔ اور اسی طرز فکر کی روشنی میں مثال دعوتِ حق بن گئی۔ ہم ہر سال فہم و ادراک کی حاجت لیکر دریدہ امام عالی مقام پر گدائی کرتے ہیں۔ اور خود کو اپنے خالق سے قریب پاتے ہیں۔ درستی، فہم و ادراک۔ وجود و سخا، رحم و کرم اور علم الہی جو کائنات پر محیط ہے۔ اپنے در پر آنے والے ہر کاسہ گدائی کے لئے کھلا ہے۔ جیسی طلب ویسی ہی عطا۔ آج ہم اسی

عرفانِ حق کے لئے مجلسِ حسین میں جمع ہیں، یہ اسی مجلس کا اور ذکرِ حسین کا فیض ہے کہ ہم عزادارانِ حسین اپنے کردار سے بہت زیادہ شرمندہ نہیں۔ حسین ابن علیؑ تک رسائی کے لئے قرآن کا واسطہ لازم ہے۔ آیتوں کی پناہ میں دیرِ ایام تک ہدایت لائی ہے۔ ورنہ کہاں منبرِ رسولؐ اور کہاں یہ ذرّہ حقیقہ۔

سورة الانبیاء میں ارشاد ہوا: **وَلَقَدْ آتَيْنَا ابْرٰهٖمَ**

رُشْدًا مِّنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عَلٰمِیْنَ

اسمیں شک نہیں کہ ہم نے ابراہیمؑ کو پہلے ہی عقلِ سلیم عطا کی تھی۔ ابراہیمؑ کے فہمِ سلیم نے رہبری کی، اور بخانہ میں رہنے والا ذہنِ مشلاشی تھا اس شے کا جس کو فنا نہیں۔ **هٰذَا اَكْبَرُ** ہذا اکبر کی منزلیں طے کرتا ہوا ذہن اس بلندی پر گیا جسکی بلندی پایہ عرش کو چھوتی ہے۔ فکر جب اس مقام پر آجائے تو نبوتِ لیبیک کہتی ہے۔

غور و فکر کی روشن مثال حضرت ابراہیمؑ فہمِ انسانی کو معراج میں۔ یہ وہ واحد پیغمبرؑ میں جسکی رسالت غور و فکر اور عرفانِ حق کا صلہ ہے۔ بیشک ہم نے ابراہیمؑ کو عقلِ سلیم پہلے ہی عطا کیا تھا۔ قرآن نے فکر کی ماہیت میں خیر کو اولیت عطا کی ہے۔ خیر کی پہچان کے لئے سورہ ہود میں وضاحت ہوتی ہے: **قَالَ لِيُؤْمِرُنَا اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اٰهْلِكَ**

نوح کس کی سفارش کر رہے ہو۔ تمہارا بیٹا تمہارا سہیل
میں شامل نہیں۔ بیشک وہ گمراہ ہے۔

ظاہر ہوا رسالتِ خیر ہے۔ اہل بھی وہی ہے جو خیر
ہے۔ قربت کیسے بھی ہو مگر خیر نہیں تو رسالتِ کیلئے پیغمبرِ خدا کے
لئے۔ ایک بندہ خدا ہے۔ اچھے برے عمل کا صلہ جزا و سزا ہے
نبوت کی ذریت کی دلیل کے بعد حکم ہوتا ہے۔

قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ

مقامِ فکر ہے، دعوتِ ایمان ہے۔ حکم ہوتا ہے بانگو
اے رسول! اپنے قریبی کی مودت مانگو، درود و سلام ہے
آلِ مُحَمَّدٍ پر یہ آیت میزانِ ایمان بن کے آئی۔ یہ آیتیں
کتنے دلوں میں ایمان بن کے رہیں، اسکی وضاحت کے
لئے ارشادِ ربانی ہے؛

کیا وہ لوگ جنکے دلوں میں نفاق ہے۔ وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ
خدا انکے دل کے کینوں کو کبھی ظاہر نہیں کرے گا۔
مشیتِ گواہ ہے دلوں کے کینے کبھی ظاہر نہیں ہوتے اگر
آیتِ مودت نازل نہ ہوتی۔ یہ حکم روزہ نماز کی طرح واجب
بن کے نہیں آیا بلکہ امت کو اختیار ہے، رسول کو اجرِ رسالت

نے یارِ دکر دے، بیشک یہ و ترانِ مُتَّقین کیلئے ہدایت ہے۔
حکم ہے اجرِ رسالت مانگو اور اجر کی وضاحت کے لئے کہا،
یا دکر وہ وقت جب ابراہیم کی وارفتگی نے لامکاں کے لئے
مکان بنا ڈالا، تو ہم نے اسکا اجر لیں دیا کہ طوافِ حرمِ مہرمان
کے لئے واجب ہے۔ تاکہ تم طاہر ہو جاؤ۔ پاک ہو جاؤ۔

یہ طریقہ اجر اللہ کا انتخاب ہے، کارِ رسالت میں اجر کا
شعور ایک ہے، قرآنِ حکیم کسی پیش و پس سے متاثر نہیں ہے،
آیتِ مودت میں خدا نے بندوں کو صاحبِ اختیار ظاہر
کہہ دیا ہے۔ مانگو اجرِ رسالت مانگو۔ دینے کا اختیار امت
کو ہے۔ یہی مسلمانوں کی آزمائش ہے۔ رسالت جب طلب
کرے دیدو۔ ورنہ رسول سے انحراف ہی جہنم کی وجہ تخلیق ہے۔
یہ مسلمان اجرِ رسالت کیا دیتے۔ جس نے و تران کے تدبیر
اور اس کے انکار کو سمجھا ہی نہیں۔ جس طرح قرآن کی آیتیں ایک
دوسرے سے متصل ہیں اسی طرح ذریتِ محمدی بھی صفوں میں صفو
قرآن پر ایک دوسرے کا آئینہ بنی ہوئی ہیں۔ یہ ایک سلسلہ ہے۔
نوح علیہ السلام سے ختم نبوت تک، ذریتِ رسالت اپنے گذشتہ
سے پیوست ہے منسلک ہے، یہ ایک سلسلہ ہے تا قادم آل
محمد لیکن افسوس، حرص و ہوس نے صفت کی پہچان چھین لی، حکومت
کی پیاس خونِ حسین کی پیاسی ہو گئی۔

غذا دارانِ حسین! ماہِ محرم ہے۔ یہ محرم ہمیں خون کے آنسو لانا
ہے۔ سن ساٹھ میں یزید مکرو فریب کی سپاہ کی مدد سے تخت نشین ہوا،

حکومت کے استحکام کے لئے امام حسین علیہ السلام کی بیعت لائے
نظر آئی، تو مدینہ کا ہر دن ہر سو سوچ نئے ظلم و ستم کی آگاہی، اور بیعت
کے امر سے شرم سا طلوع ہوتا رہا۔

بالآخر اٹھائیس رجب کو مولانا نے مدینہ چھوڑا، سختی کا سفر
تھا۔ آفتاب کی تھارت قدموں سے لپٹ کر روکتی رہی، حسینؑ
ابن علیؑ بڑھتے ہی چلے۔ ایک منزل پر شہادتِ حضرت مسلمؑ کی خبر ملی
کو فیوں کی نیت ظاہر ہو چکی۔ مولا صاحب اختیار ہیں، اپنے کنبے کو
لیکر کسی اور سمت جاسکتے ہیں، ابھی لشکرِ عمر مقابل نہیں، مہلت
ہست ہے۔ لیکن! شہادتِ حضرت مسلمؑ نے منزل کو اور قریب کر دیا۔
خلیلؑ کربلا واردینوا ہوتے۔

ثاقی کو شمر کے لال ہیں، دین اسلام کے لئے آبِ حیات لینے
آئے ہیں و شربتِ نینو اور پنشن سے متنور ہو گئی، نیچے لبِ فرات نصب ہو
گئے۔ عباسؑ اولاد کو ترائی پسند آئی بھائی کی پسند پر حسینؑ تڑپ اٹھے
حضرت علیؑ کو صحر کی فضا بھائی۔ امامؑ نے زمین خرید لی، زمین خرید کر
بتایا شریعت کہتی ہے۔ قیمت ادا نہ ہو تو تربت جائز نہیں۔ یہ
لاعلم کی موت نہیں۔ یہ جادہ الحق پر آرام گاہ حسینؑ ابن علیؑ ہے۔

امامؑ عالی مقام نے قبیلے بنی اسد کو بلایا وصیت کی
چپ رتا رخ کربلا فوج یزید میں بھر گئی، خیا م حسینؑ دریا سے دو
نصب ہو گئے۔ ترائی پر فوج یزید کے نیچے ظلم و ستم کا نشان بن گئے۔
صحر ہو یا ترائی حجتِ خدا کے لئے سب برابر ہیں۔ اسلام کی بقا
کے لئے گلزارِ محمدؐ کا پھول شوقِ شہادت میں کھلا جاتا ہے۔

تین دن کی پیاس بھی تھی کی سپاہ کے پائے سباط کو تو پوم کر گذر گئی، الب فرات گذر گئی، پس جھولہ بے شیر گذر گئی۔ بر منقل گذر گئی۔

آج بارہ محرم ہے۔ کربلا میں گذرے ہوئے وقت کا نشان باقی ہے جلے ہوئے خیام سے اٹھتا ہوا دھواں باقی ہے، کانوں کا ہوا باقی ہے، طوق و سلاسل کی صدا باز گشت باقی ہے....



سلام

شہید کربلا کا جنگل بسا رہے ہیں | اُس زمیں کو مولا جنت بنا رہے ہیں
کس کس کے خوں سے مقل گلوں قبائے کا | اکبر کو لا رہے ہیں اصغر کو لا رہے ہیں
ظلم و ستم کی دنیا ایسی مثال بتلا | اصغر نے تیر کھایا اور مسکرا رہے ہیں

سب نبی ہے میں پانی آل نبی میں پیا | کوڑکے ساقی رن پیاسے ہی جا رہے ہیں
کچھ ظلم کی بھی حد ہے اہل شاؤ کو قہ | سجدے میں ہیں نمازی اور تیر رہے ہیں
خود دمٹ کے ڈوبنے سے اسلام کو بچایا | ساحل پہ یہ سیفینہ مولا لگا رہے ہیں
عباس سا برادر اسلام پر پنچاور | صبر رضا کی حد کو آقا دکھا رہے ہیں
گھروٹ کرنبی کا اعدائے دین برحق | سردار انبیاء کی مسند جلا رہے ہیں

گھوٹے سے گر رہے ہیں مولا مرے مقدس
ایماں کا رکنِ اعظم ظالم گرا رہے ہمیں



امامت منصوص من اللہ ہے۔ قرآن گواہ ہے۔ حدیث گواہ ہے۔ صبرِ حسینؑ گواہ، کربلائے معلیٰ گواہ، آج محرم کی بارہ تاریخ ہے۔ جناب زینبؑ اسیر ہیں۔ سب جانتے ہیں کہ محترم الحرام کی دوسری تاریخ امام حسینؑ علیہ السلام وارد کربلا ہوئے، کوفیوں نے بڑی منٹوں سے بلایا تھا۔ ساتھ میں اہلبیت اطہار تھے، رفقاء تھے، انصار تھے۔ کم و بیش سات سو افراد شامل حسینؑ تھے۔ یہ تعداد وہ نہ تھی جو حملہ آور کہی جائے، اور یہ تعداد وہ بھی نہ تھی جسے تمہید شکست کہا جائے۔

دو تاریخ سے چار تاریخ تک امام لب فرات ذکرِ رب میں مصروف ہے، پھر یہ جگہ لشکرِ یرسید سے بدلی گئی اور امام عالی مقام نے صبر کی پہلی منزل پر غیضِ علمدار کو دوسری امامت پر اٹھا لیا۔ خیمے دریا سے دور پنتی ہوئی ریت پر نصب ہو گئے، نچے شدتِ پیش سے گلخانے لگے۔ رفقاء اور انصار پر ہراسیمگی چھا گئی۔ سات تاریخ تک ابن زیاد امام سے طلبِ بیعت کی سعی ناکام کرتا رہا۔ ادھر امام عالی مقام اُدھر بندۂ دلیلِ آتشِ اہلبیت پر پانی بند ہو گیا، اور پیموں سے العتش کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔ اٹھارہ بنی ہاشم اور رفقائے حسینؑ بارگاہِ خداوندی میں سر بسجود تھے۔ انصار حیران تھے کہ یہ پہلے

کی شدت کب تک، حسینؑ کیوں خاموش ہیں، علمؑ اور دریا کیوں نہیں چھین لیتا۔ لیکن امام کو جنگ کب منظور تھی۔ اگر جنگ منظور ہوتی تو چار تاریخ جنگ لازمی تھی۔ جبکہ نہ بھوک تھی نہ پیاس طبیعت مطمئن تھی، قبضہ پر گرفت مضبوط تھی، اگر ادھر فوج بڑید جنگ بدر کے کفاروں سے زیادہ تھی تو ادھر اہل ایمان بھی ان سے کم نہ تھے۔ پھر مدینہ امام سے دور نہ ہوتا۔

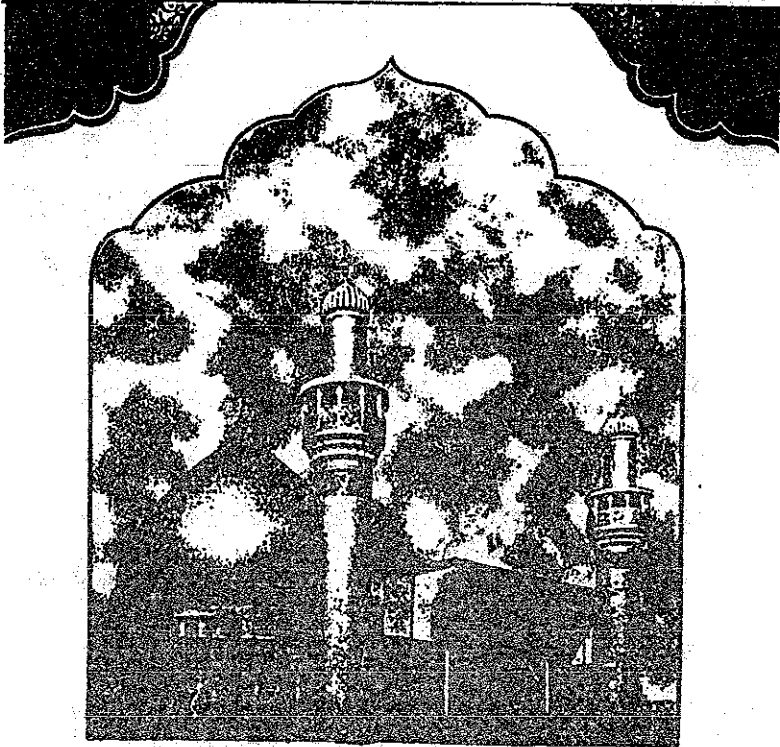
آخر نوکادون تمام ہوا شب آئی امام نے اپنے اقرباء رفقاء اور انصار کو کجا کیا، خطبہ دیا، اور چراغ بجھا دیا۔ اب صرف بہتر تھے حسینؑ مسکرائے، خیمے میں آئے، اور کہا زینبؑ ہنر شہادت پر جو دستخط ہوئے تھے شکر خدا وہ وقت آپہنچا اب تم سے تمہارا بھائی، تمہارا امام رخصت ہوتا ہے:-

شامِ غریباں

سلام کشتیغ جہانزار سلام
سلام سبط جناب محمدؐ غری
سلام سبک حسینؑ آپ پر ائی حسنؑ
بقول خواجہ تواب تم ہو بانی اسلام
سلام تجھ یہ بول لاکھوں ہی سید شہدا
سلام نانا قیامت کی پاسبانِ مشیت
سلام تجھ پہ بھرا گھر اجر گیا تیسرا
سلام فدائیہ راہِ خدا ہزار سلام
سلام نور نگاہ و سکونِ قلب سبلی
تمہارے ساتھ ملوئی ختم ذاتِ پنجین
سلام تم پہ اب تک مے غریبِ امام
سلام تجھ پہ بول لاکھوں نئے دینِ خدا
شار تیرے مصائب پہ دُور جہاںِ شہیر
سلام ننھاسا اصفیر بھی مر گیا تیسرا

سلام کشتیغ جہانزار سلام
سلام سبط جناب محمدؐ غری
سلام سبک حسینؑ آپ پر ائی حسنؑ
بقول خواجہ تواب تم ہو بانی اسلام
سلام تجھ یہ بول لاکھوں ہی سید شہدا
سلام نانا قیامت کی پاسبانِ مشیت
سلام تجھ پہ بھرا گھر اجر گیا تیسرا

سلام تجھ پہ تو عا شور کو پیا سا تھا
 سلام سحرے میں تیرا شمرنے کا طما
 سلام جھکتے ہیں دل تیری سمت پہ
 حسینؑ سوتے ہوؤں کو جگا کے سوئے ہو
 عجیب سا نختہ تیرا ہے شیدِ مظلوم
 ہر کدلی اسی جانب جھکا دیا تم نے
 سیاہ پوش ہے کعبہ تمہارے ماتم میں
 وہ تم ہو جبکا بھر گھر قضائے لوٹ لیا
 شہداء کی امت پہ یا اور انصار
 شہید عونؑ و محمدؑ سے بہتیں بھی ہوئے
 سلام تجھ پہ محمدؑ کا تو نوا سا تھا
 سلام تیری شہادت پہ خون تک برسنا
 شہید باپ کے بیٹے شہید بیٹوں کے باپ
 بھنور سے کشتی امت بچا کے سوئے ہو
 کہ جس سے ہوتی ہے فطرت بھی خود بخود معلوم
 بسا کے کر بلا کعبہ بنا دیا تم نے
 خدا کا گھر بنا ماتم کدہ تو ہے غم میں
 وہ عصر تک جسے اہل دغانے لوٹ لیا
 وفائے عہد کی حد کر دی صادق الاقرار
 شہید حضرت قائم سے گلبدن بھی ہوئے





مجلسِ چہلم

یہ ایصالِ ثواب کی مجلس ہے۔ اُس مؤمن کے لئے جس نے اپنی زندگی میں جو کچھ بھی چاہا، اپنے رب سے بتصدق، مُحَمَّد و آلِ مُحَمَّد چاہا۔

خوشا نصیب اُنکے جنکا چہلم امام زین العابدین علیہ السلام کے چہلم کے زیرِ سایہ ہو۔

چند جملے بارگاہِ امامت میں عقیدتاً پیش کرنے کی تمنا میں حاضر ہوا ہوں۔ ورنہ ذاکری کی جسارت میری کم مائیگی کبھی نہ کرتی۔

تمام حمد اُسکے لئے ہے جس کے قبضۂ قدرت میں ہماری جانیں ہیں اور جس نے انسان کو اشرف المخلوقات کہا ہے۔ بیشک اللہ صاحبِ حکمت ہے۔ ورنہ ابلیس یہ نہ کہتا کہ میں راہِ مستقیم پر بیٹھ جاؤں گا۔ اور تو دیکھے گا۔ کتنے بندے تیرا شکر ادا کرتے ہیں

ایامِ عزاء کے چند دن باقی رہ گئے ہیں۔ اربنِ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے چہلم کی تاریخ ہے۔ علیؑ

ابن الحسینؑ وہ مظلوم ہیں، جو بیسار کر بلا ہیں۔ اسیر زندانِ شام ہیں۔ رسن بستہ ماں بہنوں کے قافلہ سالار ہیں۔ بے گورو کفن عزیزوں کے مظلومی کے شاہد ہیں۔ دنیا کی رہ کو نسی مصیبت تھی جو مقابل نہ تھی۔ یہ وہی آدم ہے جس کو ابلیس نہ پہچان سکا۔ فوجِ حسینیؑ کا یہ وہ مجاہد ہے۔ صبرِ حبس کی ڈھال شکرِ جس کی ذوالفقار سی تلوار، عبادتِ حبس کی زرہ وہ جنگ کی کر بلا سے شام تک کہ نیریدیت ایک دشنام بن کر رہ گئی۔ امامت کو قرآن سے الگ کرنے والے اس آیت کی تلاوت کریں جس میں خود قرآن راوی ہے۔

الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمُ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا
إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۝ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّنْ
رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ۝

سبیلِ سکینہ صبرا رحمہ پاکستان

اے رسولؐ خوشخبری دیدو جو اپنی مصیبتوں پر صبر کرتے ہیں۔ اور عبادت کرتے ہیں، اور کہتے ہیں ہم اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔ کہدوانکا پروردگار ان پر ڈرو بھیجتا ہے۔

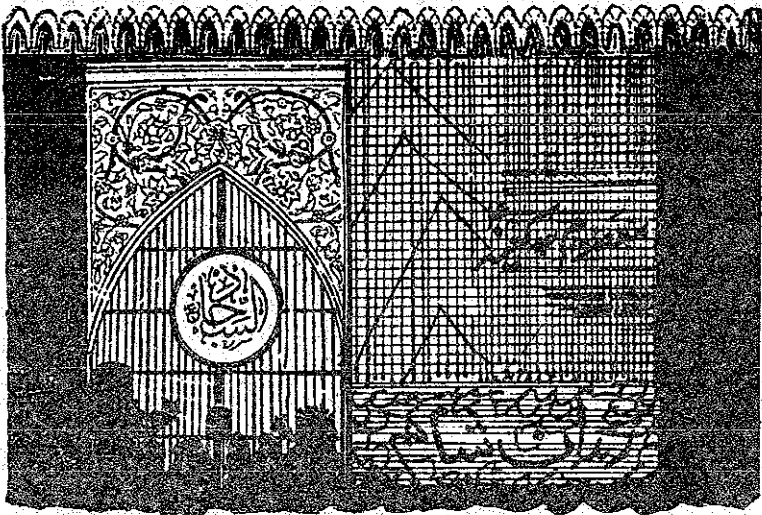
سوال ہے اہل ایمان سے! انبیاءؑ تو رسولؐ سے پہلے

گزرے ہیں۔ رسولؐ نے خوشخبری کس کو دی؟ مصیبتیں کہاں
 آئیں؟ کس کے گلے میں رسن بندھی؟ کربلا کی تپتی ہوئی
 ریت پر وہ کون ہے جو کہہ رہا ہے

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

رِضًا بِقَضَائِهِ تَسْلِيمًا لِأَمْرِهِ

وہ کون ہے جو زیرِ خنجر سجدہٴ آخر ادا کر رہا ہے۔ بعدِ شہادتِ
 امامِ حسینؑ اب صرف عابدِ بیمار ہیں اور سجادِ رسولؐ ظالموں کا
 اژدہا ہے۔ اور ایک صابر۔ ظلم کی انتہا ہے۔ اور ایک شاکر
 یہ وہ صابر ابنِ صابر، امام ابنِ امام ہیں جسکے صبر و شکر اور
 عبادت پر ربِّ العالمین درود بھیج رہا ہے۔ یہی تو وہ صاحبِ
 ایمان ہیں جنکی قرآن بشارت دے رہا ہے۔





الْمَهْ ذَلِكِ الْكِتَابِ لَأَسْرِبَ فِيهِ

هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ

بیشک یہ اللہ کی کتاب ہے، شک نہیں! یہ متقین کیلئے ہدایت ہے۔

قرآن نور ہے، ازل کے مفہوم کا محرم، ابد کی تکمیل سے بانجبر، آدم سے ختم نبوت تک، ہر نبی کے ساتھ معجزہ صفحہ قرآن پر روشن ہے۔

کتاب خدا اور نزول نبوت ایک علم ہے۔ اور علم نام ہے کسی شے کی ماہیت کو جان لینے کا، عدم کا علم ہو یا وجود کا، علم الادیان، ہو یا علم الابدان قرآن تانی، نبیج البلاغہ میں ارشاد ہوا: دیکھو! علم الادیان اور علم الابدان دو علم ایسے ہیں جیسی انتہا حد کے اندر محدود نہیں۔ یہ دونوں علم ایک جان ہیں، تم ہی سے وابستہ ہیں، ایک جسم ہے، اور علم کے دور استے۔

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَّبَّهُ

جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا۔

اے اشرف المخلوقات اپنے شرف کی ماہیت کو سمجھ لے!!

دین اسلام و ہدایت کا قائل ہے۔ بات بات پر بدعت کا گمان و شرک کا ڈر ہے۔ خدا کی و ہدایت کو سمجھتے ہیں، تو معراج نبی فہم و ادراک سے باہر ہے عقل حیران ہے مگر معراج پر یقین ہے۔ کائنات کی وسعت میں نہ لپتی ہے نہ بلندی، معراج جسمانی ہو یا روحانی سمت لازم ہے

نبی البلاغہ میں ارشاد ہوا:

ساری حمد اس خدا کیلئے سزاوار ہے جسکی مدح تک بولنے والو نیکی
رسائی نہیں اور شمار کئے نیوالے جسکی نعمتیں شمار نہیں کر سکتے۔ اور کوشش کر نیوالے
اسکا حق ادا نہیں کر سکتے۔ دین کی بنیاد خدا کی معرفت ہے اور کمال معرفت اسکی
تصدیق ہے۔ اور اسکی تصدیق کا کمال اُسے واحد و یکتا جاننا ہے۔

اور جس نے اسکو نہیں پہچانا اس نے اُسے اشارہ کے لائق سمجھا، اور جس نے
اسکی طرف اشارہ کیا اُس نے اُسے محدود کر دیا۔ اور جس نے یہ پوچھا خدا کس چیز
پر ہے۔ تو اُس نے دوسرے مقام کو اس سے خالی سمجھا۔

مولائے کائنات کے خطبہ کی تجلی میں معراج معجزہ ہے۔

آحمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نبیوں کی طرح ظاہری طور پر معجزہ
کے لئے نہیں آئے۔ آگ گلزار نہیں بنی، بیماروں کی شفاء عیسیٰ روح اللہ ہی کا
حق رہی۔ صرف تین معجزے اللہ نے اپنے حبیب کو عطا کئے:

قرآن حکیم۔ معراج۔ اور نفس رسول علی بن ابیطالب کی رفاقت۔

قرآن راوی ہے۔ کہ جتنے بھی پیغمبر آئے دین اسلام کیلئے آئے۔ اسلام
ایک ہی دین ہے۔ جسکی تبلیغ ہر نبی کے معجزے کے ساتھ مداح طے کرتی رہی۔
حضرت داؤد علیہ السلام نے لوہا موم کر دکھایا تو آنکھیں معترف ہو کے جھک
گئیں۔ حضرت سلیمان کی شاہی دیگی تو تخت رواں دیکھ کے ایماں لے آئے
حضرت ابراہیم آگ میں کود پڑے۔ تو آگ گلزار ہوگی قبل ختمی مرتبت عقل
مشاہدے تک محدود تھی، مشاہدے کے بعد راہ فرار کہاں۔ یہ آسانیاں تھیں۔
اسلام کی ابتدائی منزلوں میں، ایماں لانے والوں کیلئے، پھر مومنوں کیلئے
اللہ کے، اور کہا، کوہ طور ہے، میرا رب ہے۔ اور میں ہوں، کوہ طور

معراجِ نبویؐ کی بشارت تھی، کوہِ طور وہ منزل ہے جہاں معراج کی ذہنی تربیت کا پہلا باب کھلا، اللہ نے ایک جگہ مخصوص کر لی تھی خصوصیت دینے میں، وہ قادر ہے، صاحبِ حکمت ہے۔ کوہِ طور کی بلندی اس وقت شعور کی انتہا ہے،

اور جب عبدالمطلب کا دور آیا۔ تو علم و ہود سے خیال میں، خیال سے، ہندسوں اور لفظوں میں منزلیں طے کر رہا تھا، خیال آراستہ ہوا، الفاظ خیالات کی ترجمانی کرنے لگے۔ تو اسلام اپنی انتہائی اہم اور آخری منزل میں آشکار ہوا۔ قلبِ محمدؐ پر قرآن کا نزول!! الفاظ کی زیبائش اور حدِ خیال تک تو مان لیا، لیکن یہ یقین کیسے کریں کہ قرآن اللہ کا کلام ہے، عقل تھی شعور نہ تھا، پرواز کے لئے خیال تھا، لیکن وسعت کا تصور سطح زمین تک محدود تھا، کوہِ طور کی بلندی تک رُک جانے والا ذہن معراجِ محمدیؐ کو کیا سمجھے؟ رسول خداؐ کو معجزہ عطا ہوا، قرآن، معراج اور علیؑ عقدہ کشا، ہر معجزہ کا یہ اپنا اعجاز ہے، کہ ایک کو سمجھے بغیر، آپ دوسرے کو نہیں سمجھ سکتے۔

قرآن اللہ کا کلام ہے، اسکی شہادت علیؑ معجز نما ہیں؛

معراجِ معجزہ ہے، اسکی شہادت قرآنِ دِعلیٰ میں؛

علیؑ معجزہ ہیں، اسکی شہادت قرآن اور معراجِ رسولؐ ہے؛

دورِ محمدیؐ میں تین معجزوں کیساتھ دینِ اسلام! بحرِ علم میں آگیا جہاں ہر شے کا علم اپنی ماہیت کیساتھ آسمانِ علم پر روشن ستاروں کی مانند نظروں کے سامنے تو ہے۔ لیکن سامنے ستاروں کے علم کا سطح اگر ذہنِ انسانی کر لے تو وہ بندہ نہیں؛

یا محمدؐ ہے یا نصیریؑ کا حُسن

دُرد و سلام ہو اس صاحبِ علم و عمل پر! جو محرمِ معراجِ محمدؐ ہے جسکی

گفتگو قرآن کی تفسیر میں۔ جسکا ہر قدم اعجاز قرآن جیسی قوت، قوتِ خدا یا
 آہ اسی صاحبِ علم و عمل کا گھر حق کی راہ میں روزِ عاشورہ دھرتی کر بلا
 میں اُجڑ گیا۔ محرم کی دو تاریخِ امام حسین علیہ السلام وارد کر بلا ہوئے۔ چار
 تاریخِ نزعِ اعداء میں گھر گئے۔ ساتویں سے پانی بند ہو گیا۔ ایک شب
 کی فہمت لی۔ ساری رات عبادت میں گزاری، صبح کی آذان ہوئی، اور
 جنگ شروع ہوئی، ایک کے بعد ایک ناصرانِ امامِ فدیہِ حق ہوئے۔
 وہ کون سی مصیبت تھی جو آلِ محمدؐ سے شرمندہ نہیں وقتِ عمرِ شیب
 کی زمین تا اُخلد بربریں بلند ہوئی، اور حقِ بندگی حسینؑ نے ادا کر دیا۔۔۔

وَأَمَّا الْكُفَّةُ فَتُحْسِنُ
 وَأَمَّا صَيْبَةُ فَتُحْسِنُ

زیارتِ اربعین کے فضائل

حضرت امام جعفر صادقؑ نے صفوان ابن ہریر سے فرمایا کہ روزِ اربعین جس وقت آفتاب بلند ہو جائے اُس وقت یہ زیارت امام حسین علیہ السلام پر طہنی چاہیے۔

اربعین بیسویں صفر کو کہتے ہیں۔ اس لیے کہ اربعین کے معنی چالیس کے ہیں اور بیسویں صفر کو روزِ شہادتِ امام حسین علیہ السلام یعنی (روزِ عاشورہ) سے چالیس روز پورے ہو جاتے ہیں۔ اس لیے روزِ اربعین زیارتِ اربعین پڑھنا مستحب ہے۔

اور سنتِ ائمہؑ ہے۔ گیارہویں امام حضرت حسن عسکری علیہ السلام نے اس کو مومن کی پانچ علامتوں میں سے ایک علامت یہ بھی قرار دی ہے کہ وہ زیارتِ اربعین روز پڑھتا ہو۔

زیارت اربعین

السَّلَامُ عَلَيَّ وَوَلِيِّ اللَّهِ وَحَبِيبِهِ السَّلَامُ

سلام ہو اللہ کے ولی پر اور اس کے حبیب پر۔ سلام ہو

عَلَى خَلِيلِ اللَّهِ وَنَجِيبِهِ السَّلَامُ عَلَيَّ

اللہ کے خلیل پر اور اس کے برگزیدہ پر۔ سلام ہو

صَفِيِّ اللَّهِ وَابْنِ صَفِيَّتِهِ السَّلَامُ عَلَيَّ

برگزیدہ خدا پر اور برگزیدہ کے فرزند پر۔ سلام ہو

الْحُسَيْنِ الْمَظْلُومِ الشَّهِيدِ السَّلَامُ عَلَيَّ

حسین مظلوم شہید پر سلام ہو

أَسْئِرَ انْكَرُ بَاتٍ وَقَتِيلِ الْعَبْرَاتِ اللَّهُمَّ

گرفتار معاصی پر اور اس پر جس کو آنسو بہانے کی بھی مہلت نہ ملی خدایا

إِنِّي أَشْهَدُ أَنَّكَ وَلِيُّكَ وَابْنُ وَلِيِّكَ

میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ (حیلو) تیرے دوست ہی اور تیرے دوست کے فرزند ہیں

وَصِفِّكَ وَابْنُ صَفِيكَ الْفَائِزُ بِكَرَمِكَ

اور تیرے برگزیدہ اور میرے برگزیدہ کے فرزند ہیں تیری عزت افزائی بہ

اَكْرَمَتِكَ بِالشَّهَادَةِ وَحَبْوَتِهِ بِالسَّعَادَةِ

فائز ہیں تو نے ان کے مرتبہ کو شہادت کی وجہ سے بلند کیا اور ان کو سعادت عطا فرمائی

وَاجْتِبَيْتَهُ بِطَيْبِ الْوَلَادَةِ وَجَعَلْتَهُ

اور تو نے ان کو مخصوص کیا پاکیزگی نسب کے ساتھ اور تو نے

سَيِّدًا مِنْ السَّادَةِ وَقَائِدًا مِنْ الْقَادَةِ

سروروں میں سے ایک سرور ان کو بنایا اور پیشواؤں میں سے ایک پیشوا

وَذَائِدًا مِنْ الذَّادَةِ وَأَعْطَيْتَهُ مَوَارِثًا

اور محافظوں میں سے ایک محافظ اور انبیاء کی میراث عطا فرمائی

الْأَنْبِيَاءِ وَجَعَلْتَهُ مُجْتَمَعًا عَلَى خَلْقِكَ مِنْ

اور تو نے ان کو اوصیاء میں سے ایک وصی بنا کر خلق پر حجت قرار دیا

الْأَوْصِيَاءِ فَأَعْدَمْتَ فِي الدُّعَاءِ وَمَنْعَ

پس انہوں نے دعوتِ اسلام میں کوئی گنہگار نہیں چھوڑی

النُّصْحَ وَبَدَلَ مُهْجَتِكَ لِيَسْتَنْقِذَ

اور نصیحت کی تکمیل کا اور تیری راہ میں اپنی جان دیدی تاکہ تیرے

عِبَادَكَ مِنَ الْجَهَالَةِ وَحَيْرَةِ الضَّلَالَةِ

بند سے جہالت اور گمراہی کے پھندے سے آزاد ہو جائیں اور آپس

وَقَدْ تَوَاسَرَ عَلَيْهِ مِنْ غَرَّتَهُ الدُّنْيَا

میں متفق ہو کر دنیا پر مغرور ہو جانے والوں نے شورشیں برپا کی اور جو ان

وَبَاعَ حَظَّهُ بِالْأَرْدَلِ الْأَدْنَى وَشَرَى

کو حصہ ملا تھا (اسلام کا حصہ) اس کو نہایت ذلیل اور ادنیٰ قیمت

اِخْرَتَهُ بِالثَّمَنِ الْأَوْكَسِ وَتَغَطَّرَسَ وَ

پرفروخت کر دیا اور آخرت کو کھوٹے داموں میں بیچا اور سرکشی کی اور

تَرَدَّى فِي هَوَاهُ وَأَسْخَطَكَ وَأَسْخَطَا

ہلاک ہو گئے اپنی خواہش نفسانی میں۔ اور تجھ کو ناراض کیا۔ اور تیرے

نَيْبِكَ وَأَطَاعَ مِنْ عِبَادِكَ أَهْلَ

نبی کو ناراض کیا۔ اور اطاعت کی تیرے بندوں میں سے ان کی جو

الِشَّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَحَمَلَتِ الْأَوْتَارِ

ناریمان اور منافق ہیں اور گناہوں کے بار اٹھائے ہوئے

الْمُسْتَوْجِبِينَ لِلنَّارِ فَيَأْهَدُهُمْ فِيكَ

جہنم کے مستحق ہیں (ان کو جہنم لے جائے) تیرے بار میں ان سے بہاؤ کیا تمہیں تیرا

صَابِرًا مُحْتَسِبًا حَتَّى سُفِكَ فِي طَاعَتِكَ

خواہش کیلئے نہایت صبر کے ساتھ یہاں تک کہ تیری اطاعت میں ان کا خون بہایا

دَمَهُ وَاسْتَيْبِحَ حَرْمَهُ اللَّهُمَّ فَالْعَنَمُ

کیا اور اسکی حرمت برباد کر دی گئی اے اللہ! پس تو ان سب پر

لَعْنًا وَبِئَلَاءٍ وَعَدَّ بِهِمْ عَذَابًا أَلِيمًا

لعنت کر اور دردناک عذاب کر۔

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بَنَ رَسُولِ اللَّهِ السَّلَامُ

سلام ہو آپ اے فرزند رسول اللہ سلام ہو

عَلَيْكَ يَا بَنَ سَيِّدِ الْأَوْصِيَاءِ أَشْهَدُ

آپ پر اے فرزند سید الاوصیاء (فرزند علیؑ) میں گواہی دیتا ہوں

أَنَّكَ أَمِينُ اللَّهِ وَابْنُ أَمِينِهِ عِشْتُ

کہ آپ اللہ کے امین ہیں اور فرزند ہیں اللہ کے امین اور محمد کے

سَعِيدًا أَوْ مَتَّ فَقِيدًا أَمْ ظَلُومًا شَهِيدًا

آپ کی زندگی اور آپ کی موت سے آپ کی جگہ خالی ہو گئی موت ہی

وَأَشْهَدُ أَنَّ اللَّهَ مُنْجِرٌ لَكَ مَا

مطلوبی اور شہادت کی اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ نے جو وعدہ آپ سے کیا وہ سب کو

وَعَدَاكَ وَمُهْلِكَ مَنْ خَذَلَكَ وَمُعَدِّبِي

ضرور پورا کریگا اور جن لوگوں نے آپ کا ساتھ نہیں دیا ان کو ہلاک کریگا اور آپ کے

مَنْ قَتَلَكَ وَأَشْهَدُ أَنَّكَ وَفَيْتَ بِعَهْدِ

قاتلوں پر عذاب کرے گا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے اپنا عہد پورا کیا جو

اللَّهِ وَجَاهَدْتَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ حَتَّى

اللہ سے کیا تھا۔ اور آپ نے جہاد کیا اللہ کے لیے تا اینکہ آپ کو

أَنَّكَ الْيَقِينُ فَلَعَنَ اللَّهُ مَنْ قَتَلَكَ وَ

موت آگئی۔ پس اللہ کی لعنت ہو ان پر جنہوں نے آپ کو

وَلَعَنَ اللَّهُ مَنْ ظَلَمَكَ وَلَعَنَ اللَّهُ

کو قتل کیا اور لعنت ہو اللہ کی ان پر جنہوں نے آپ کو ظالم ڈھائے اور

أُمَّةً سَبَعَتْ بِذَلِكَ فَرَضِيَتْ بِهِ

اس قوم پر لعنت ہو اللہ کی جو آپ کے قتل کو سنکر راضی ہوئے

اللَّهُمَّ إِنِّي أَشْهَدُكَ أَبِي وَوَلِيِّ بْنِ

یا اللہ میں تجھے گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں ان کے (حسین کے) دوست کا دوست

وَالْآءُ وَعَدُوٌّ لِمَنْ عَادَا أَبَا بِي أَنْتَ

اور ان کے دشمن کا دشمن ہوں۔ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں

وَأُمِّي يَا بِنَ رَسُولِ اللَّهِ أَشْهَدُ أَنَّكَ

مے فرزندِ رسولِ اللہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ بلاشبہ

كُنْتَ نَوْراً فِي الْأَصْلَابِ الشَّامِخَةِ

نور تھے بلند مرتبہ حضرات کی پشتوں (اصلاب) میں

وَالْأَمْرُ حَامِرِ الْمُطَهَّرَةِ لَمْ تُجَسِّدْ

اور ارحامِ پاک و پاکیزہ میں ۔ نجاستِ جاہلیت نے آپ کو قطعاً

الْجَاهِلِيَّةُ بِأَنْجَاسِهَا وَلَمْ تُبَسِّدْ مِنْ

چھو بھی نہیں اور نہ جہالت کے تارکے اور گندے اور سیلے

مُدْلِهِمَاتِ ثِيَابِهَا وَأَشْهَدُ أَنَّكَ

باس کا آپ پر سایہ آپ کے نورانی جسم پر پڑا۔ اور میں گواہی دیتا ہوں

مِنْ دَعَائِمِ الدِّينِ وَأَرْكَانِ الْمُسْلِمِينَ

کہ آپ ارکانِ دین میں سے ہیں اور مسلمانوں کے لیے ستون اور

وَمَعْقِلِ الْمُؤْمِنِينَ وَأَشْهَدُ أَنَّكَ الْإِمَامُ

مومنوں کے لیے جائے پناہ۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ امام

الدِّينِ النَّبِيِّ الْهَادِي الْمَهْدِي

نیک کردار، متقی، پسندیدہ و پاکیزہ لوگوں کو ہدایت کرنیوالے خود ہدایت یافتہ

وَأَشْهَدُ أَنَّ الْأُمَّةَ مِنْ وَلَدِكَ

ہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ جملہ آئمہ آپ کی اولاد سے ہیں جو خود متقی

كَلِمَةُ التَّقْوَى وَأَعْلَامُ الْهُدَى

ہیں اور ہدایت کا نشان ہیں

وَالْعُرْوَةُ الْوُثْقَى وَالْحِجَّةُ عَلَى أَهْلِ

اور مضبوط رستی ہیں۔ اور اہل دنیا پر اللہ کی حجت

الدُّنْيَا وَأَشْهَدُ أَنِّي بِكُمْ مُؤْمِنٌ

ہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ حضرات پر اپنے دل سے

وَبَارِئًا بِكُمْ مُوقِنٌ لِشَرِّ الْعَرَبِيِّنِ وَخَوَاتِمِ

اور آپ حضرات کی رحمت (دوبارہ دہیسی دنیا میں) پر بھی گواہی دیتا ہوں

عَمَلِي وَقَلْبِي لِقَلْبِكُمْ سَلَامٌ وَأَمْرِي

اور مجھے یقین بھی ہے۔ احکام دینی اور اعمال نیک کے ساتھ اور میرا دل آپ کے

لِأَمْرِي مُتَّبِعٌ وَنَصْرَتِي لَكُمْ مَعْدَةٌ

کے دل کے موافق اور میرے امور سب آپ کے تابع، میری امداد و نصرت

حَتَّى يَأْذَنَ اللَّهُ لَكُمْ فَمَعَكُمْ مَعَكُمْ

آپ حضرات کیلئے تیار ہے اس وقت کیلئے جب آپ حضرات کو اللہ کی اجازت ہو میں آپ کے ساتھ ہوں

لَا مَعَ عَدُوِّكُمْ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَ

نہ آپ دشمنوں کے ساتھ۔ خدا کی رحمت ہو آپ سب پر اور

عَلَىٰ أَرْوَاحِكُمْ وَأَجْسَادِكُمْ وَشَاهِدِكُمْ

آپ سب کی روحوں اور بدنوں (اجسام) پر اور حاضر اور

وَعَائِبِكُمْ وَظَاهِرِكُمْ وَبَاطِنِكُمْ آمِينَ

غائب اور ظاہر اور پوشیدہ سب پر قبول

يَا رَبِّ الْعَالَمِينَ

وہاں عالمین کے پروردگار

نوٹ :- جو شخص روزِ عاشورا اور روزِ اربعین کے علاوہ

دوسرے ایام میں زیارت پڑھے تو بہتر ہے کہ زیارتِ مبسوطہ

پڑھے اور وہ یہ ہے:

زِيَارَتِ مَبْسُوطَةٍ

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَارِثَ آدَمَ صَفْوَةَ

سلام ہو آپ پر۔ وارثِ آدمؑ بہ گزیرہ خدا

ظَلَمْتُكَ وَلَعَنَ اللَّهُ أُمَّةً سَمِعَتْ

جس نے آپ پر ظلم کیا اور اللہ لعنت کرے اسی قوم پر کہ جس نے آپ کے تمام

بِذَلِكَ قَرَضَيْتَ بِهِ •

معصائب ظلم و ستم کو سنا اور اس پر وہ راضی ہوا۔

زیاراتِ جملہ شہداء کے کربلا علیہم السلام

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَوْلِيَاءَ اللَّهِ وَأَحِبَّائِهِ

سلام ہو آپ سب پر اے اللہ کے دوستو! اور اُس کے چاہنے والو!

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَصْفِيَاءَ اللَّهِ وَأَوْدَائِهِ

(اللہ کے پیارو!) سلام ہو آپ سب پر اے اللہ کے منتخب اور خاص بندو!

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَنْصَارَ دِينِ اللَّهِ

سلام ہو آپ پر اے دینِ خدا کی مدد کرنے والو!

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَنْصَارَ رَسُولِ اللَّهِ السَّلَامُ

سلام ہو آپ سب پر اے رسول اللہ کی مدد کرنے والو! سلام ہو

عَلَيْكُمْ يَا أَنْصَارَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ السَّلَامُ

آپ سب پر اے امیر المؤمنین کی مدد کرنے والو! سلام ہو

عَلَيْكُمْ يَا أَنْصَارَ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ سَيِّدَةَ

آپ سب پر لے مدد کرنیوالو! فاطمہ الزہرا دونوں جہان کی عورتوں

نِسَاءِ الْعَالَمِينَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَنْصَارَ

کی سردار کی۔ سلام ہو آپ سب پر لے خیر خواہان بنی محمد

أَبِي مُحَمَّدٍ وَالْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ النَّسَبِيِّ

حسن بن علی زکی الناصح اور امین -

الْتَّائِبِ الْأَمِينِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَنْصَارَ

سلام ہو آپ سب پر لے انصار

أَبِي عَبْدِ اللَّهِ بِأَبِي أَنْتُمْ وَأُمَّيْ طِبْتُمْ وَ

ابی عبد اللہ (حسین) میرے باپ اور ماں تم سب پر

طَابَتِ الْأَرْضُ الَّتِي فِيهَا دُفِنْتُمْ وَ

خدا ہوں آپ سب پاکیزہ ہو گئے اور جس زمین تم سب دفن

فُرْتُمْ فَوْزًا عَظِيمًا يَا لَيْتَنِي كُنْتُ

ہوئے وہ بھی پاکیزہ ہو گئی اور آپ سب بلند درجات پر پہنچ گئے لے کاٹھ

مَعَكُمْ فَأَفُوزُ مَعَكُمْ

میں بھی آپ حضرات کے ساتھ ہوتا اور بلند درجات پر فائز ہوتا۔

مَخْلُوقَاتِ آنَا وَعَلَىٰ مِنْ نَوْزٍ وَأَنْزَلْنَا



تخلیق کائنات

ارشاد ہوا

إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ

فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ

بیشک تمہارا پروردگار وہ خدا ہی ہے۔ جس نے چھ دنوں میں آسمان اور زمین

کو پیدا کیا۔ اور عرش پر آمادہ ہوا۔

یہ مجلس حسین ہے ذکر حسین، ذکر خدا اور رسول سے منور ہے۔ ساری حمد اس

خدا کے لئے جو رحمان ہے، رحیم ہے، بے نیاز ہے، یکتا ہے، لاریب، خدا محتاج تعرف

نہیں۔ اسکی یکتائی کی مثال شرک ہے۔ وہ خالق ہے خالق ازل ہے۔ ابد اسکی حد

قدرت میں محدود ہے۔ اللہ نے وجود کو خلق کیا اور عدم کے وجود کا خالق ہے۔ جو شے

عدم میں ہے گن کی محتاج ہے "گن فیگن" کے مدارج فکر انسانی کیلئے ناقابل فہم

ہیں۔ لیکن خلاق عالم جانتا ہے۔ عدم میں تھا تو کیا تھا وجود میں ہے تو کیا ہے؟ وجود کی

ہیت ظاہری کیا ہے اور عدم کی ماہیت باطنی کیا ہے؟ جب کائنات خلق ہوئی، مخلوق نے

خالق کا تصور اپنی حیات کیساتھ پایا۔ خدا کسی کو خود سے بے خبر نہیں رکھتا۔ لیکن زمانے کی فکر اس حد تک وسیع ہوتی ہے جتنا مشیت کی رضا ہے۔

فکر ایک عطیہء خدا ہے۔ انسانیت کا نور ہے۔ اسکی الگ الگ حیات ہے اسکی ارتقائی منزلیں مقرر ہیں۔ یہ سب لوح محفوظ میں محفوظ ہے۔ پیغمبر آتے رہے، روشنی بڑھتی گئی، تاریکی واضح ہوتی رہی اور خدا کا تصور بعید ہوتا گیا۔ قرآن نے کہا عیسیٰ کو خدا کا بیٹا نہ کہو۔ خدا تو واحد ہے۔ واحد ہی نہیں تمہارا رب لاشریک ہے۔ یہ وہ وحدت نہیں جسے تم وجود کی یکتائی سے سمجھ سکو اور یہ وہ لاشریک نہیں جسے تم ایٹائی کے نقطہء آغاز سے ثابت کر سکو۔ ایٹائی زندگی ہے اور لاشریک خالق حیات ہے۔ علم ہی کی روشنی میں منکر خدا نہ ہو جاؤ۔ یہ منشاء مشیت نہیں۔ اے بنی نوع انسان تمہاری تحقیق مشیت کی رضا ہے۔ سائنس کی دریافت صحیح ہے علم کے مطابق ہے۔ سائنس کہتی ہے جب کائنات خلق ہوئی تو ذرہ ذرہ کے ہر جزو کو الگ الگ زندگی ملی۔ ہر کل کا ایک ایک جُز و اپنی اپنی حیات رکھتا ہے اور مدت حیات بھی چاند سورج ستارے اور زمین غرض کائنات کی ہر شے بہ ظاہر واحد ہے یکتا ہے لیکن اسکی ساخت، اسکی ماہیت، شراکت عظیم ہے۔ محقق کہتے ہیں زندگی کی ابتدا ایٹائی ہے۔ ایٹائی باہم منسلک ہوئی مربوط ہوئی تو وجود بنا۔ اتنی شراکت کی وحدت!!

اعلان ہوا! خدا وحدہ لاشریک ہے ایمان لاؤ لاشریک پر اور اُسکے رسول رسول احمد محمد نبی محمد مصطفیٰ جسکی رسالت معجزہ کی محتاج نہیں جسکی قوت کا یہ عالم ہے کہ نہ کبھی ہذا رتی ہذا اکبر کہا۔ نہ حضرت موسیٰ کی طرح قاب و قوسین کے فاصلہ پر غش آیا۔ قلب رسول کی وسعت قرآن سے پوچھو۔ محمدؐ کی قوت کفار مکہ سے پوچھو۔

دور کیوں جاؤ علیؑ سے پوچھو سورۃ رعد میں ارشاد ہوا :
 قُلْ كُنْأى بِاللّٰهِ شَهِيدًا بِنِىْ وَبِكُمْ مِّنْ عِنْدِهِ الْعِلْمُ الْكِتَابُ۔

اے رسول کہدو تمہاری رسالت کی گواہی کو خدا اور وہ شخص جسے کتاب الہی کا علم ہے کافی ہے۔ حضرت علیؑ کے اوصاف جس قدر قرآن میں ہیں اور جس قدر تاریخ کے صفحے پر ظاہر ہیں انکا شمار محال ہے۔ نہ ہی ! ذہن، خطبات علیؑ کا معجزہ سمجھ سکتا ہے۔ نہ وہ علم، جو حد علم انسانی کے لئے ہمیشہ دعوت بصیرت ہے اپوچھ لو جو جاننا چاہتے ہو۔ عقیدت کہتی ہے دل کھول کر حد امکان تک ذکر کرو یہ مجلس حسینؑ حسینؑ کصف ماتم ہے تو خوش نصیب علیؑ آئے ہوں حد یہ عقیدت قبول ہو۔

مومنین حضرت علیؑ تا قائم آل محمد رسالت کے گواہ ہیں۔ وہ دعوت ذالعیشرۃ ہو یا جنگ بدر وحنین وہ مقام غدیر ہو یا روز مہابہ وہ منبر رسول ہو یا مسجد کوفہ۔ وہ صلح حسن ہو یا زہر ہلائیل سے شہادت، وہ مدینے سے رخصت ہو یا مکہ سے سفر۔ حسینؑ نے حج نہیں کیا۔ خانہ خدا کی حرمت عزیز تھی مسجد الحرام کا احترام واجب ہے۔ حق تو یہ ہے حسینؑ کے خون ناحق کی تاب کعبہ کو کہاں۔ مدینے سے حسینؑ ابن علیؑ چلے۔ شریعت زغء اعداء میں گرفتار ہے۔

تھا یہی پکار وقت کہ ہے کہیں پناہ

حسینؑ منیٰ وناہنؑ الحسینؑ حسینؑ کیا چلے رسول چلے

یزید بیعت طلب ہے کیا جرأت ظلم ہے۔ مسلمان محمد سے بیعت طلب کر رہے ہیں۔ علیؑ کلال محمدؑ کا نواسہ تو رسالت ہے۔ حسینؑ وارد کر بلا ہوئے آج پھر علیؑ سورۃ برات لئے کھڑے ہیں لیکن وہ کفار تھے۔ یہاں مسلمان ہیں منافق ہیں۔ کچھ بھی ہو،

کوئی ہو، یہ حسینؑ ہیں۔ شریعت کو بچانا ہے حسینؑ رہیں نہ رہیں۔ دین بچ جائے فاطمہ کلال نہ بچے محمدؐ کا کلمہ باقی رہ جائے جھولے میں بیٹیر نہ رہے۔ سب چلے جائیں۔ سوئے کوثر چلے جائیں۔ جسے کوثر پر جانا ہے۔ وہ تیغ و گلو سے گذر جائے جسے اسیر ہونا ہے وہ اسیر ہو جائے۔ یہ عزم حسینؑ ہے۔ یہ عزم محمدؐ ہے۔

یہ منزل ذبحِ عظیم ہے یہ مشیت کی طلب ہے یہ وقت کی آواز ہے اس کارِ عظیم کو فدیہء اسمعیلؑ کافی نہیں۔ بیشک ابراہیمؑ نے خواب کو بچ کر دکھایا۔ لیکن حق کی ہدایت کو خواب کی نہیں کھلی آنکھوں کی طلب ہے خدا تمہارا رب اس ذکر کو باقی رکھے گا ذبحِ عظیم کیساتھ۔

عزادارانِ حسینؑ کربلا معنی ذبحِ عظیم ہے سنتِ ابراہیمؑ نہیں رسمِ اسمعیلؑ نہیں۔ اگر سنت واجب ہو جاتی تو اسلام دینِ فطرت نہیں رہ جاتا امام حسینؑ کا فدیہ یہ تھا خیال نہیں بہتر کا فدیہ ہے۔ بہتر کی قربانی ہے۔ مستقل راہِ حیات ہے یہی حکم قرآن ہے یہی منشاء مشیت ہے۔ منزل تسلیم و رضا پر حسینؑ آگئے ہدایت پانے والے، قدموں سے لپٹے چلے آئے آج وہی ہوگا جو حسینؑ چاہتے ہیں۔ فیصلہ کر کے حسینؑ اس دنیا سے اٹھیں گے۔ منافقت کو حسینؑ نے صبر کی زد پر لاکھڑا کیا۔ بدر کے نامور آج حسینؑ ابنِ علیؑ کے سامنے بے نقاب کھڑے ہیں۔ یہ زورِ امامت ہے یہ کارِ رسالت ہے آج شریعتِ محمدیؐ حسینؑ کی پناہ میں ہے۔ روزِ عاشور عزمِ حسینؑ کی تکمیل ہوگی۔

دوسری منزل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

منبر پر آج ذکرِ دروسولؐ و بتولؑ ہو
رحمت کا در کھلے میری توبہ قبول ہو

الحمد للذی رب العالمین

حمد و ثنا ہے اس ذات واجب کیلئے جسے کائنات کو خلق کیا اور اپنی مخلوقات کو مختلف صفتوں سے آراستہ کیا اور ان صفتوں کو ایک دوسرے کی بقا اور فنا کا سبب قرار دیا۔ اپنی مخلوقات میں انسان کو ممتاز کیا عقل عطا کی اور وسعت خیال عطا کی۔ خیال کی وسعت کو کائنات کی وسعت سے متصل کر دیا۔ عقل کو آزادیء فکر عطا کی نفس کو جسم واحد میں کئی پردے عطا کئے ایک کو دوسرے کا محکوم بنایا۔ اور نفس کی طلب کو دین میں فنا و بقا کا سبب بنایا۔

میزان علم و عمل کیلئے قضا و قدر کو خلق کیا۔ قضا و قدر وہ سبب ہے جس سے اصول، یقین اور عمل کو قرار نہیں قضا و قدر کے درمیانی خلاق عالم نے اپنی رحمت سے اپنے مخصوص بندوں کو بھی ایک ہی طریقہء حیات عطا نہیں کیا۔ وہ لوہا جو پیغمبر خدا حضرت داود علیہ السلام کے ہاتھوں میں تھا اسی لوہے نے حضرت ذکریا علیہ السلام کے اسی سر مبارک کو جو امین وحی ربانی تھا جدا کر دیا۔

حکم خدا ہے قرآن مجید کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھو اور اپنے غور و فکر سے اپنے ہی ایمان کو جلا دو یہ قرآن متقی کیلئے ہدایت ہے صاحب ایمان کیلئے رہبر دین و دنیا ہے۔

فاتھم اللہ ثواب الدنیا و حسن ثواب الآخرت ہ واللہ یحب

المحسنین ہ

اے ایمان والو دیکھو ہم کیا ہی اچھا بدلہ دینے والے ہیں۔ ہمارے انبیاء کو درمیان قضا و قدر دیکھو اور اپنے ایمان و عمل کو انبیاء کے صبر و یقین اور تقویٰ سے

منسلک کر لو۔ حوادثِ طریقہء حیات میں آزماتِ علم و عمل میں ذریعہ نجات ہیں عذاب نہیں۔ حضرت ابراہیمؑ کو مقابلِ حوادث دیکھو و ویکسے نیک بندے تھے وہ کھلتی ہوئی آگ بجلم خدا گلزار بنی۔

سورہ صفت میں ارشاد ہوا "سَلَامٌ عَلٰی اِبْرٰہِیْمَ سُوْرۃ صَفٰتِ کِی چنڊ آیتیں مقصود بصیرت ہیں سَلَامٌ عَلٰی اِبْرٰہِیْمَ سَلَامٌ ہوا ابراہیمؑ پر نوحؑ کیسے عبد صالح تھے سارے عالم تک سلام ہو نوحؑ پر سَلَامٌ عَلٰی نُوْحٍ فِی الْعٰلَمِیْنَ سورہ صفت میں ارشاد ہوا:

ہم نے فرعون کی ہدایت کیلئے موسیٰ کا انتخاب کیا موسیٰ نے اپنی مدد کیلئے اپنے بھائی ہارون کو اپنا مددگار بنا نیکی دعا کی۔ سلام علی موسیٰ و ہارون ہم اسی طرح اپنے مومن بندوں کی دعا قبول کرتے ہیں ہم کیا ہی اچھا اجر دینے والے ہیں۔ قرآن حکیم نے انبیاء کی زندگی اور ان کے مصائب و آلام کا بار بار ذکر کیا ہے اور سورہ صفت میں حسبِ طریقہ حیات، حسبِ مصائب و آزمات، رب العالمین نے اپنے خاص بندوں کی تعریف کی ہے اور سلام بھیجا ہے۔ سلام علی ابراہیمؑ سلام علی نوحؑ فی العالمین۔ سلام علی موسیٰ و ہارون درود ہے اس صاحبِ عزت کیلئے جس کا لقب طہ ہے حبیب ہے سلام علی آلِ یسٰ۔ ابراہیمؑ تم پر سلام نوحؑ تم پر سلام لیکن اے میرے حبیب اے میرے طہ اے قلبِ قرآن میرے یسٰ تم پر اور تمہاری آل پر سلام ہو تمہارے رب کا سلام علی آلِ یسٰ۔ حاضرین مجلس پروردگار عالم نے آلِ محمد پر سلام بھیجا ہے ہم اسی سلام و درود کو جس طرح بھی پڑھیں یقیناً لازم ہے تلاوتِ قرآن مجید عبادت ہے ہم سے زیادہ آپ عبادت کرتے ہیں اگر اسی آیت پر، سلام علی یسٰ، دل سے متفق نہیں تو عبادت اور منافقت یکجا ہو، ممکن ہی نہیں۔ مقامِ درود سلام ہے سورہ توبہ میں ارشاد ہوا

"امہ حسبتم ان تترکوا ولما یعلم اللہ الذین جاہدوا منکم ولمہ

یتخذوا من دون اللہ"

ابھی ہم نے ان کو ظاہر ہی نہیں کیا ہے جسے ممتاز کیا ہے۔ قرآن کا نزول ہو چکا سورہ توبہ کی تبلیغ ہو رہی ہے خانہ خدا میں نور خدا کا ظہور ہو چکا ہے لیکن ابھی وہ ظاہر نہیں جسے ممتاز کیا ہے ابھی آل حسین کا مفہوم منزل فہم سے دور ہے ابھی آل محمد کا آفتاب صبح صادق کی منزل شرف میں ہے۔ زمانہ آفتاب امامت کی تمازت سے آگاہ نہیں۔ مشیت کو انتظار ہے سورہ توبہ کی آیت اپنی دلیل کیلئے منتظر ہے۔ معرکہ بدر واحد بھی صرف مقصود نہیں۔ اے رسول بشارت دیدو۔ صبر حسین سے باطل کے چہرے مسخ ہو گئے۔ مصیبتوں کی انتہا پر حسین حق کی بشارت ہیں نبوت کا جلال ہیں حسین منیٰ و انامن الحسین۔

سبیل سکینہؑ حیدرہ بالطف آباد

امام عالی مقام نے خطبہ دیا ہدایت کی حجت تمام کی اب حسین کی مظلومیت حق کی عدالت ہے فیصلہ کا دن ہے منافقت اپنی وضاحت پر خود مصر ہے۔ سات تاریخ آل محمد پر پانی بند ہو گیا۔ نو تاریخ ایک شب کی مہلت ملی۔ وہ ایک شب شب ہجرت کی تمنا تھی وہ شب ساری رات عبادت میں بسر کی نانا کے دین کو بچانا ہے مشیت کا یقین بن کے ابھرنا ہے۔ راہ ناہموار تمام ہوئی راہ مستقیم کے مسافر منزل مقصود پر آ گئے۔

صبح عاشورہ نمودار ہوئی آج معرکہ بدر واحد نہیں معرکہ کربلا ہے۔ نور نے ظلمت کو گھیر لیا ہے۔ یزیدیت کو آج فنا ہے زورید اللہ سے نہ فرات تھرا رہی ہے۔ اللہ رے نور پنجتن صلی علی فاتح بدر و حسین صلی علی۔ ہیک کے بعد ایک راہ ثواب طے کرتے رہے مؤذن کربلا ہم شکل مصطفیٰ نہ رہے لب فرات رسالت کا علم شہید ہو گیا عباس

علمدار نہ رہے۔ امام وقت نے ہاتھوں پر حائل کو اٹھا لیا۔ طرف نہر فرات بڑھے اور لب شکر کیساتھ خالی ہاتھ واپس مڑے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ رَحْمًاۤ بِہٖ قَضٰیہٗ تَسْلِیْمًا لَامْرَہٖ

صل حین ناصر ینصر ونا کی آواز سے قدرت بیتاب ہو گئی۔ زمین کرب و بلا نورانیائے منور ہو گئی حسین کی پیشوائی کو آفتاب امامت کی تمازت سے باطل کے چہرے مسخ ہو گئے مصیبتوں کی انتہا پر فاطمہ کالال حق کا جلال ہے۔ مشیت کا گوہر مقصود ہے آل یسین ہے حسینؑ مٹی وانا من الحسینؑ محرم کی نو تاریخ ایک شب کی مہلت ملی۔ نانا کے دین کو بچانا ہے یقین کی تصویر بن کے ابھرنا ہے وہ ایک عاشور کی رات ساری رات عبادت میں بسر کی۔

کوئی تحفہ تیرے قابل نہیں پاتا ہے حسینؑ

ہاتھ خالی تیرے دربار میں آتا ہے حسینؑ

صبح عاشور با وضو نمودار ہوئی ایک کے بعد ایک راہِ ثواب طے کرتے رہے لب فرات علم شہید ہوا عباس دلاور نہ رہے ایک چھوٹا سا تحفہ لیکر حسین آگے بڑھے اور ہاتھ خالی واپس مڑے

اِنَّا لِلّٰہِ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ رِیْضًاۤ بِہٖ قَضٰیہٗ تَسْلِیْمًا لَامْرَہٖ

اب وقت عصر ہے ملائکہ پیشوائی کیلئے چشم براہ ہیں انبیاء مرسلین رسول کیساتھ زیارت حسین کیلئے میدان کربلا میں یکجا ہیں حیدر کرار ہیں فاطمہ زہرا مادر حسین! اپنے بچے کیلئے نوحہ کنناں ہیں وقت سجدہ ہے یا علی مدد! صبر حسین سے باطل کے چہرے مسخ ہو گئے مصیبتوں کی انتہا پر محمد کالال حق کا جلال ہے۔ حسینؑ من وانا من الحسینؑ فاطمہ

کا لال مشیت لاگو ہر مقصود ہے قرآن کی آیت ناطق ہے سلام علی آل
یسین کی تفسیر ہے۔ امام نے ہدایت کی ظلم اپنی وضاحت پر بھد ہے خطبہ دیا ہدایت کی
حجت تمام کی۔

شروع کرتا ہوں اسکی حمد سے جس کا ثانی نہیں اور ردود بھیجتا ہوں محمد پر اور
آل محمد پر جس نے ہم پر قرآن کو آسان کیا نماز کی ترتیب بتائی۔ روزہ کی تعداد بتائی نخس
کی تقسیم سمجھائی قیامت پر یقین دلایا اور حکم خداوندی سے انحراف کو جہنم کی وجہ تخلیق
بتائی۔

ہر شے کیلئے اللہ نے ایک قانون بنایا ہے زندگی کی بقا اور اسکے حسن ترتیب
کیلئے اگر مذہب ہے تو مذہب کی بقا کیلئے اسکے کچھ اصول ہیں اور اصولوں کی طرح جہاد
بھی قیامت سے کم نہیں۔ جنگِ احد بدر اور خندق حکم خداوندی کی بجا آوری میں اپنی
مثال آپ ہیں اور یہی ہے وہ جہاد جسے فٹائے الہی کہا جاتا ہے جہاد نام ہے حق کیلئے
جنگ کر نیکا اور یہ جہاد ہر بالغ مسلمان پر فرض ہے اسکے رب کی طرف سے جسکی طرف
پلٹ کر جانا ہے۔

علی ابن ابی طالب نے حاکم شام امیر معاویہ کو ایک خط میں لکھا کہ اگر میں
چاہوں تو تجھے اس سیاست میں بہت پیچھے چھوڑ سکتا ہوں لیکن میں یہ کر نہیں سکتا۔ سوال
ہے مسلمانوں سے کہ وہ کونسی ترکیب تھی وہ کیسی تنظیم تھی جو کل کے امیر کی نگاہ میں
سیاست بنی جسکو برداشت کر کے خاموش رہ جانا اتنا ہی ناممکن تھا جتنا اپنی مصیبتوں پر
صبر کرنا۔

مؤمنین کا مجمع ہے اسلام جو اب طلب ہے کیا نماز کیلئے تنخواہ دار صفیں مرتب

ہوگی یہی ہے وہ سیاست وہ جرأت جسکے امیر معاویہ مرتکب ہوئے اور نظام اسلام درہم برہم ہو گیا۔ جہاد وہ واجب ہے جسکی قضا کی ادا نہیں نہ باپ اپنی اولاد کی طرف سے جہاد کر سکتا ہے نہ اولاد نماز اور روزہ کی طرح اپنی ذات یا اپنے مال سے بخشائش کا باعث بن سکتی ہے عرفان حق کیساتھ جذبہ قربانی نفس جہاد ہے۔ جہاد کی اس واضح اہمیت کیساتھ تنخواہ دار سپاہ فروخت شدہ ضمیر کے سوا کچھ بھی نہیں۔

بعد علی ابن ابی طالبؑ یہی فوج امام حسن علیہ السلام کے مقابل آگئی صلح حسن امامت کا اعجاز ہے بعد امام حسن امام حسینؑ کا نام حقدار کے حق کی دلیل ہے وہ امام حسینؑ جس کے لئے سلطنت تھی لیکن تنخواہ دار فوج نہ تھی۔ اصول دین میں منظم اور تنخواہ دار فوج ایسی ترمیم تھی جسکی پشت پناہی میں عہد کو توڑا گیا دشمن اسلام مطمئن ہوئے رزم و بزم میں بڑھ چڑھ کر جگہ پانے لگیں حرام شے حلال ہوگئی غرض یہ کہ روح یزید تیرتی پھرتی تھی جام میں۔ کشتیء اسلام یزید کے ہاتھوں بھنور میں گھر گئی سنت رسول شطرنج کے پیادوں سے پناہ مانگنے لگی مشیت بیتاب ہوگئی۔

تھایہ پکار وقت کہ ہے کہیں پناہ حق
فرشتے تجل ہو گئے جواب سے حسینؑ کے

اللہ رے وہ آخری جہاد اور اسکی وہ شان وہ تشنہ لبی اور وہ تمازت آفتاب وہ
نقاہت اور وہ تیروں کی بوچھاڑ میں سجدہ شکر وہ ہاتھوں پر بلند آخری فدیہ عظیم اور وہ
حرمہ کا تیر وہ قرآن ناطق اور وہ زانوئے شہر آسمان سے خون برسا زمین کو زلزلہ آیا
جناب زینبؑ خیمہ کے باہر آگئیں بھائی کو دیکھا تو کہاں دیکھا سر حسینؑ نیزہ پر بلند تھا
میرے تشنہ لب میرے شہید میرے مانجائے میرے امام۔

پھر میرا کیا جب آپکی گردن پر سر نہیں
قربان جاؤں مجھکو اسیری کا ڈر نہیں

ہو کر اسیر آپکی نصرت کرونگی میں

اعلانِ عام سر شہادت کرونگی میں



بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين . الرحمن الرحيم . مالك يوم الدين . اياك
نعبدو و اياك نستعين . اهدنا الصراط المستقيم .

ساری تعریف اس خدا ہی کیلئے ہے جو سارے جہان کا پالنے والا ہے اور روز
جزا کا حاکم ہے۔ خدایا ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔ تو ہم
کو سیدھی راہ پر ثابت قدم رکھ۔ سبحان ہے تیری ذات واجب جس نے کائنات کو خلق
کیا اور منزلِ آخرت کیلئے اس دنیا کو راہگور بنایا۔ جس نے زندگی عطا کی اور پاکیزہ
زندگی بسر کرنے کے طریقے بتائے۔ جس نے اپنے منتخب بندوں کو نبوت عطا کی اور ان
کی اُمت کی ہدایت کیلئے صحیفے عطا کئے۔ وہ اللہ جس نے اپنے رسولوں کو امیری غریبی
مصیبت و آلام سے آراستہ کیا اور قناعت کا سبق دے کے غربت و مصیبت کو باعثِ
صبر شکر بنایا اور قرآن کو قلبِ محمد ﷺ پر نازل کیا۔ اور انکی اُمت کی ہدایت کیلئے سورہ
الحمد میں کہا، دعا مانگو اهدنا الصراط المستقیم۔ صراطِ مستقیم کی وضاحت کیلئے اپنے رسول کو
اصول دین کی تعلیم دی۔ اسلام سرفراز ہے اُس واحد و بیکتا کی رحمت سے جس نے
بشریت کے نظم و ضبط کیلئے اصول دین میں توحید کو اولیت عطا کی کہ وہ خلاق عالم ہے

اور عدل کو تو حید کا نائب بنایا کہ خلقت کی بقا عدل میں ہے۔ عدل ہی منشاء مشیت ہے۔ عدل قدرت بھی ہے۔ حکمت بھی ہے۔ انصاف بھی ہے اور عدل ہی حق ہے۔ عدل کا نفس صدق ہے۔ صداقت و حق گوئی نظام اسلام کا ستون ہے شریعت کی بنیاد ہے اصول عدل پر اسلام اپنا ثانی نہیں رکھتا۔

بغیر عدل اسلام مجبور ہے۔ صداقت نہ ہو تو عدل مجبور ہے معذور ہے۔ صداقت حکم رب ہے ایمان ہے رہبر شریعت ہے راہ مستقیم ہے۔ مقام عدل پر چشم بصیرت کیا کچھ نہیں دیکھتی۔ اصول دین نے کہا تم اپنے فکر و عمل میں صادق ہو، تو یہ اسلام تمہارا ہے تم وہی اشرف المخلوقات ہو۔

جو صادق ہے، امین ہے، مومن ہے، متقی ہے، عالم ہے
صدق کے محراب و منبر پر عبادت دعوت حق دیتی ہے

صداقت مجال عملی نہیں۔ خدا بڑا منصف اور مہربان ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو قناعت کی تعلیم دی آسائش کو وجہ آزمائش قرار دیا اور کہا خوف خدا میں کانپتے رہو اور عبادت کرتے رہو۔ مائل بہ فنا کسی جاہ و جلال کے سامنے جھکنا حق کی نفی ہے۔ شریعت محمدی ﷺ کی تکذیب ہے۔ جس بُت کو رسالت نے توڑا اسے پھر سے نہ بناؤ۔ یہ بدعت ہے۔ شرک ہے۔

مؤمنین لمحہ فکر ہے۔ عصر حاضر کہتا ہے وہ منتخب بندے بہ ظاہر اب نہیں وہ جاہد حق بتا گئے۔ اب بحکم خدا مصروف عمل نوری بشر نہیں اب میزان عدالت دست رسالت میں نہیں۔ اب نہ معجزہ نما علیؑ عقدہ کشائیں۔ روٹی دینے والا مسائل کی صداقت اور حرص کے مکر سے آگاہ ہے۔ گواہ کی حاجت نہ رسالت کو ہے نہ امامت کو راہ

حق میں روٹی دینے والا بھوک کی سچائی اور ہوس کی طلب سے واقف ہے۔ جو دانہ بھی اپنے مقام پر پہنچا برحق پہنچا جو فیصلے بھی ہوئے برحق ہوئے وہ وقت رسالت تھا وہ دور امامت تھا۔

اب ایک عالم بے خبری ہے۔ اب مقام عدل پر بے خبر بندے پابند شریعت ہیں۔ بے خبری کی ہدایت کیلئے اصول دین وہ عادل ہے جسکی عدالت میں سچ کے سوا کسی عذر کو پناہ نہیں۔ اگر تم سچے ہو تو تمہاری طلب بھی حق تمہاری عطا بھی حق اصول دین میں رحمتِ خدا کا ظہور ہے۔ یہ رحمتِ خدا راہِ صداقت پر تمہاری منتظر ہے۔ یہی تمہاری دعا ہے یہی صراطِ مستقیم ہے۔ راہِ مستقیم پر تم وہی مقصودِ مشیت ہو۔ جسکی فکر راہِ حق دیکھاتی ہے۔ حکم الہی میں جسکا علم مصروف عمل ہے۔ جسکا علم خوفِ خدا سے راہ ارتقا میں بڑھتا ہی جاتا ہے۔ قرآن حکیم نے خبردار کیا ہے اُن مسلمانوں کو جنہیں خوفِ بشر میں خدا یاد نہیں۔

والعصر ان الانسان لفي خسرًا

بیشک انسان خسارے میں ہے۔ یاد رکھو کسی جاہل و ظالم کا خوف اگر ہو تو صداقت اس طرح دور ہو جاتی ہے جس طرح جسم مردہ سے روح۔ بجز خوفِ خدا! خوف طمع ہے، حرص ہے۔ شرک ہے حق کی تکذیب ہے اور جھوٹ خوف کی دلیل ہے۔ یاد کرو وہ وقت جب آیت مباہلہ نازل ہوئی۔ میرے حبیب مباہلہ کرو اور جھوٹے پر اللہ کی لعنت ہو

ثُمَّ نَبْتَهَلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكٰذِبِينَ

آوازِ حق آرہی ہے غور کرو اسی آیت میں شیعہ امامت روشن ہوئی تھی اسے اہل

یعلمن یاد ہوگا وہ وقت جب پنجتن یکجا تھے طفلی ہم قامت نبوت تھی نصاریٰ پکار اٹھے ہم ان چہروں کی تاب نہیں لاسکتے۔

کل من علیہا فان ویسقی وجہہ ربّ کذّو الجلال والا کرام
 ہر شے فنا ہو جائیگی سوائے اللہ تعالیٰ کے چہرے کے نصارا کہنے لگے ہم ان چہروں کی تاب نہیں لاسکتے۔ یہ چہرے عرش مقام چہرے صداقت و رحمت کا نور چہرے وہ نصارا تھے آج بھی تلاوت کر نیوالے آیت مبالغہ کی منزل پر اپنا ہادی اپنا امام نہ پہچان سکے۔ آیت مبالغہ قرآن ہے۔ حکم الہی ہے۔ اس حکم کی بجا آوری میں رسالت مصروف عمل ہے انتخاب اللہ کا ہے یہ وہ پنجتن پاک ہیں جسکی طہارت و صداقت پر قدرت نازاں ہے۔

انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرّجس اهل البیت و یطہروکم تطہیراً
 مبالغہ کرو میرے حبیب یہ مجلس حسین مظلوم ہے ہر سال اسی حق و صداقت کی معرفت کیلئے صف ماتم بچھاتے ہیں۔ حق گواہ ہے بعد ختمی مرتبت غالب کل غالب امام مبین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو اپنی صف میں لانے کی تمنانے کیا کیا ظلم و ستم نہ کیا۔ حیدر کرآر پر اس سے بڑا ستم اور کیا کرتے۔ آفتاب امامت کو، خلافت کیلئے امت محمدی نے صدادی ابتداء عالم کے محرم علی! انتہائے عالم کے رازدان علی! اس پیش کش کی غانت سے باخبر ہیں۔ کیا صبر کیا تھا فاتح خیبر نے واسطہ ہے اسلام کا حق ہے شریعت کا۔ لیکن یاد رہے یہ علی ابن ابی طالب ہیں۔ مظہر العجائب میں جو رزق بھی جائیگا حقدار کو جائیگا۔ جو بھی فیصلے ہو گئے حق پر ہو گئے جتنے چہرے بھی بے نقاب ہو جائیں۔ علی کی عدالت میں ظلم کی پردہ پوشی روا نہیں۔ امام عالی مقام نے اپنا قدم

جانب کوفہ بڑھا دیا یہ زمین نیخواہ ہے یہ زمین کرب و بلا ہے۔ بالآخر مسجد کوفہ کے محراب و منبر سے لپٹی ہوئی۔ حق و صداقت عدل و انصاف کی ایک بے مثال صدا رہ گئی۔

فَدَلُوْا يَه رَّبِّ كَعْبُ۔ كَعْبُ كِي قَسْمِ عَلِي كَا مِيَابِ هُوَا۔ دَرُوْدِ سَلَامِ هِي اِمَامِ
 وَ قَتِ حَسَنُ ابْنِ عَلِي كَيْلِيَه جَن كِي دَشْمَنُو كِي تَعْدَاوِ بَرِهْتِي هُوْنِي وَ قَتِ كِي سَاتِه بَرِهْتِي هِي
 گئی۔ جكلے تَدْرِي عَهْدِنَا مِي كُو اَز سِر نُو سِي رْتِ مَحْمُودِي سِي اَرَا سْتِه كِي اَوْدِه حَسَنُ مَجْتَبِي جَن كِي
 عَهْدِنَا مِي نِي كَل كِي اَعْتِقَادِ كُو اَس طَرَحِ ظَاهِرِ كَرُو دِيَا كِي بَاطِلِ كِي سَارِي سِيَاسَتِ سِرْعُو كُو
 هُو گئی حَسَنُ ابْنِ عَلِي كِي وَه شَرَا كَطِ جَس سِي قَلْبِ اِسْلَامِ رُو شَن هِي۔ حَا كِمِ وَ قَتِ كِي لِيَه بَا عِثِ
 اَضْطِرَابِ بِنِ گئی۔ مَدْتِ حَيَاتِ بَس مِي نِي نَهْتِي۔ مَنَا فْتِ خِيَالِ سِي تَارِيخِ كِي اَوْرَاقِ
 مِي دَهْلِ گئی

تھایہ پکار وقت کہ ہے کہیں پناہ حق
 فرشتے تجل ہو گئے جواب سے حسین کے

اٹھائیس رجب کو امام عالی مقام نے مدینہ چھوڑ دیا کے پہنچے طواف کعبہ کیا حج
 کو عمرے سے بدل کر جانب کربلا چلے اب ارکان حج دشتِ نبوی میں ادا ہو گئے۔
 محرم کی دوسری تاریخ راہِ حق و صداقت کے مسافر بہ منشائے خدا منزل مقصود پر آ گئے یہ
 بہتر حق کے مجاہدوں کی منزلِ آخر ہے۔ روزِ عاشورا سی دشتِ کرب و بلا سے اسلام کا
 آفتاب تکذیب کے گہن سے نکل کر پھر طلوع ہوا ہے۔ اب دستارِ شریعت تحت حکومت
 پر نہیں۔ یہ عبادت گزار پاک و پاکیزہ بوریا نشین متقی کے پاس ان کے نبی کی امانت
 ہے۔ اس امانت میں خیانت نہ حج قبول کرتی ہے نہ روزہ نماز قبول کرتی ہے۔ اے اہل
 اسلام اگر تمہیں جاہ و مال کا خوف نہ ہوتا تمہیں زندگی کی ہوس نہ ہوتی تو تمہارا سراں

امام وقت کے قدموں پر ہوتا جسے تم نے خط لکھ لکھ کر بلایا تھا۔ اگر تم حرص و ہوس میں گرفتار نہ ہوتے تو تمہارا دل گواہ تھا تمہاری بصارت گواہ تھی تم جانتے تھے یہ تمہارے نبیؐ کا نواسہ فاتح بدر و حنین کا لال حسینؑ ابن علیؑ ہے۔

سبیلِ سکینہؑ حیدرآباد لطیف آباد

اگر اسلام کی خدمت درجات بلند کرتی ہے تو جنگ بدر کے مجاہد کا احسان یاد کرو یہ اسی نبیؐ کا نواسہ ہے جس نے حکم خدا کہا۔ حسینؑ منیٰ انا ہونہ حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں عزا دارانِ حسینؑ یہ نماز روزہ یہ حج و زکوٰۃ یہ شوق عبادت قائم ہے اُس یقین سے میں حسینؑ سے ہوں حسینؑ مجھ سے ہے۔

گھر کا ہر ایک چراغ بجھا کر امام دین
اسلام کی نمودِ محردیکھتے رہے

کے لئے آگ گلزار ہو گئی تھی، لیکن آج ظلیلِ کربلا کی شان پر
حضرت ابراہیمؑ کا سلام ہے۔

عقل کہتی ہے وہ آتشِ نمرود جو وحدانیت کے لئے جلی
تھی، وہ گلزار ہو گئی، تم اپنے لئے راہِ کسی بھی منتخب کرو اللہ
اس سے بے نیاز ہے۔

لیکن وہ آگ جو دینِ خدا اور شریعت کے خلاف جلائی گئی،
اسکے لئے ایک عبیدِ خدا تسلیلِ کربلا، نائبِ خدا کافی ہے،
لکربلا، وَقَدْ يَنْبَغُ بِذِيكَ ظِيْمٌ اس ذکر کو اللہ باقی رکھنے والا
ہے۔

اس ایک آیت کی روشنی میں سلسلہ رسالت باقی ہے، اگر
امام حسین علیہ السلام اس اندازِ شجاعت سے منافقت کے
مقابل نہ آجاتے تو دینِ خدا، کارِ رسالت نامتام ہی رہ جاتا!
عزادِ اربابِ حسینِ قرآن گواہ ہے جتنے بھی پیغمبر آئے وہ سب
صالحین میں تھے، صابریں میں تھے، لیکن کسی پیغمبر نے نہیں

کہا کہ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ط
ہر پیغمبر نے تو بہ کی مدد مانگی، لیکن یہ آیت! ہم اللہ ہی
کی طرف سے آئے ہیں اللہ ہی کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔
یہ آیت اس دعا کی بشارت ہے۔

بیشک تو ویسا ہی رُب ہے، جیسا میں چاہتا تھا۔
اب تو مجھ کو ویسا ہی عبید بنا لے جیسا تو چاہتا ہے، یہ دعا!
کیا تھی سلسلہ امامت کا وہ اختیار جس کے سامنے زمانہ

منگنوں ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کی دعاء یارب میری ذریت میں
امامت عطا کر، امام کی دعاء تو مجھ کو ویسا ہی عطا کر جیسا
تو چاہتا ہے۔ باب قبولیت پر سلسلہ انبیاء ہے۔ باب
قبولیت کے لئے کربلا تخلیق ہوئی۔

اٹھائیس رجب کو علیؑ کی دعاء باب قبولیت سے جانب
کربلا چلی۔ دو محرم کو امام عالی مقام منزل مقصود پہنچ گئے، انتہی
کی قدرت ہے، اور مصیبتوں کی انتہا۔

سوکھے ہوئے لب دین خدا کی سقائی میں مصروف عمل
ہیں، ایک کے بعد ایک جاننا شروع ہو رہے ہیں، اور اب
طے کر چکے۔ قریب عصر امام فدیہ آخر کو لئے سات بارنگ
بڑھے پیچھے بیٹے۔

إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ : رَضَابِ قَضَائِيهِ
تَسْلِيمًا فِي آمِنِهِ۔

اس چھ ماہ کے فدیہ آخر پر حضرت اسمعیلؑ کی بندگی کا
سلام، حسینؑ کے پائے شہاد پر انبیاء و مرسلین کا سلام۔
امام حسینؑ کی مصیبتوں پر اپنے بعد کے لئے خدا کا درود و سلام
اے صلوات علیٰ اہممت مروانہ شہید سے
گھر کا ہر اک چرخ بچھا کر امام دین
اسلام کی نمود سحر دیکھتے رہے

مؤمنین آج کی تاریخ بہت اہم تاریخ ہے۔ آج آپؐ کو ملاکا
سوئے ہے، کربلا کے بہتر شہیدوں کا سوئے ہے۔ ان مصائب کا